۷۸۶

حیاتِ اعلیحضرت

۱۳۸۴ھ ۱۹۶۴ء

مظہرُ المناقِب

جلد اوّل



از

ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رضوی

باہتمام

مفتی محمد ظفر علی مہتمم دار العلوم امجدیہ

و

مکتبۂ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ

آرام باغ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دیباچہ

الرحمن ہ علم القراٰن ہ خلق الانسان ہ علمہ البیان ہ الشمس والقمر بحسبان ہ والنجم والشجر یسجدان ہ والسماء رفعھا ووضعھا المیزان ہ ان لا تطغوا فی المیزان ہ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ہ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا (انسان سے اس آیت میں سیدِ عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ماکان ومایکون کا بیان کیونکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اولین وآخرین کی خبریں دیتے تھے) سورج اور چاند حساب سے ہیں (کہ تقدیرِ معین کے ساتھ اپنے بروج ومنازل میں سیر کرتے ہیں۔ اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں اوقات کے حساب سالوں مہینوں کا شمار انہیں پر ہے) اور سبزے اور پیڑ سجدے کرتے ہیں (یعنی حکم الٰہی کے مطیع ہیں) اور آسمان کو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا (اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا) اور ترازو رکھی (جس سے اشیا کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تاکہ لین دین میں عدل قایم رکھا جائے) کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو (تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو) اور انصاف کے ساتھ تول قایم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان ہ علی سید ولد عدنان ہ سید الانس والجان ہ سید جمیع ماخلقہ الرحمن ہ الذی قال فی حقہ فی القراٰن ہ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین ہ وقال تعالیٰ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین ہ وقال تعالیٰ یاایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا ہ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ہ وقال تعالیٰ والنجم اذا ھوی ہ ما ضل صاحبکم وما غوی ہ وما ینطق عن الھوی ہ ان ھو الا وحی یوحٰی ہ علمہ شدید القوٰی ہ ذومرۃ فاستوٰی ہ

وھو بالافق الاعلیٰ ۵ ثم دنا فتدلیٰ ۵ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۵ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ
مآ اوحیٰ ۵ ما کذب الفؤاد ما رایٰ ۵ افتمرونہ علیٰ ما یریٰ ۵ ولقد راٰہ نزلۃ
اخریٰ ۵ عند سدرۃ المنتھیٰ ۵ عندھا جنۃ الماویٰ ۵ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ ۵
ما زاغ البصر وما طغیٰ ۵ ولقد رایٰ من آیات ربہ الکبریٰ ۵ بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا
مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں سے ایک رسول (سیدِ عالم خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا اور اُس کی کتاب مجید و فرقان حمید ان کو سناتا ہے اور انہیں
(کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی و خصائل ناپسندیدہ و ظلمات نفسانیہ سے) پاک کرتا
ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (کہ حق
و باطل اور نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے) نیز فرمایا اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے
جہان کے لئے (کوئی ہو جن ہو یا انس مومن ہو یا کافر مومن کے لئے تو حضور دنیا و آخرت دونوں
میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر
عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیے گئے) اور فرماتا ہے اے غیب
کی خبر بتانے والے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (شہود و شہادت کے معنی میں۔ حاضر ہوتا
مع ناظر ہونیکے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم
رکھتا ہے اُسکو بیان کرتا ہے) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (یعنی ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو
عذاب جہنم کا ڈر سناتا) اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب (ایک آفتاب کیا در حقیقت ہزاروں
آفتابوں سے زیادہ روشنی آپکے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کی ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کردیا اور
خلق کیلیے معرفت اور توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کردیں) اور فرمایا اُس پیارے چمکتے تارے
محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ بے راہ چلے۔ وہ کوئی بات اپنی
خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے (تو حضور کا بہکنا اور بے راہ چلنا
ممکن و متصور ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی
ہے) انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے (شدید القوی ذو مرۃ سے مراد اللہ تعالیٰ
ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی) پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان برین کے سب
سے بلند کنارہ پر تھا (سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوا فرمایا
اور حضرت جبرئیل سدرۃ المنتہی پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ اگر میں ذرا بھی آگے
بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور
مستوی وعرش سے بھی آگے گزر گئے) پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا) پھر خوب اوتر آیا (یعنی حضرت رب العزت اپنے
لطف ورحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی) تو اس جلوہ اور
محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم (یعنی قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب حباب
میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنے غایت کو پہنچی ؎

بیٹے دو مرکز میں فرق متصل ہے نا فاصل خطوط واصل کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

اب وحی فرمائی اپنے بندہ کو جو وحی فرمائی (یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے
درمیان کوئی واسطہ نہ تھا یہ خدا و رسول کے درمیان اسرار ہیں جن پر سوا اس کے کسی کو اطلاع نہیں) دل نے
جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم
مبارک نے دیکھا یعنی آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے
راہ نہ پائی) تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا سدرۃ
المنتہی کے پاس۔ اس کے پاس جنۃ الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا آنکھ
نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(کنز الایمان وخزائن العرفان) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ و
حزبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم الی یوم الدین۔ ہے
مالک ومولیٰ تو نے فرمایا اور سچ فرمایا وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اور اگر اللہ کی
نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو احصار نہیں کر سکتے خداوندا تیری حمد وثنا وشکر نعمت کس زبان سے
ادا کی جائے کہ تیرے صفات وکمالات اور احسانات وانعامات غیر متناہی وغیر محدود اور
روز آفرینش سے مرتے دم تک تیری تعریف وتوصیف وشکر یہ انعامات میں اگر تمام وقت

ایک ایک آن صرف کیا جائے جو ایک فرض محض و تقدیر بحت ہے پھر بھی مقصور و محدود و لقد صدق من قال ؎

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد ‏ ‏ ‏ ‏ احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے ‏ ‏ ‏ ‏ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

تونے اشرف المخلوقات اکرم الموجودات بنی آدم میں خلق فرمایا جس کے سر پہ تاج ولقد کرمنا بنی آدم کا رکھا پھر اس سے مزید یہ کہ حضرت سید ابراہیم بن سید ابوبکر غزنوی ملقب بلقب مدار الملک مخاطب بہ خطاب ملک بیا غازی عرف ملک بیو بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے کیا ان نعمتوں سے بڑھکر تیرا احسان یہ ہے کہ دولت ایمان و اسلام سے سرفراز

---

[1] آپ تیرہ ذی الحجہ ۷۵۳ھ قلعہ رہتاس کی جنگ میں شہید ہوئے اور نعش مبارک وہاں سے قصبہ بہار شریف لائی گئی۔ اور آبادی شہر سے ایک میل پچھم پہاڑی پر مدفون ہوئی مزار شریف پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت قطب ربانی غوث صمدانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اشعار کہ دروازہ جنوبی گنبد مزار شریف پر کندہ ہیں حسب ذیل ہیں ؎

درین گنبد کہ ہست از روئے معنی ‏ ‏ ‏ ‏ بقدر از گنبد افلاک برتر
بخفت ست شہ مردے کہ نہیبش ‏ ‏ ‏ ‏ نخفتے شیر اندر بطن شبّر
مدار الملک ابراہیم بوبکر ‏ ‏ ‏ ‏ کہ تیغ از بہر حق مے زد چو حیدر
چنین لشکرکش و کشور کشائے ‏ ‏ ‏ ‏ نہ خیزد دوم اندر ہفت کشور
کنون چوں بر درت افتاد یارب ‏ ‏ ‏ ‏ ز راہ لطف بکشائے بر و در
بمشک رحمت دکا نور افت ‏ ‏ ‏ ‏ کنی دائم ادخاکش را معطر

دوسرا کتبہ جو صدر دروازہ مشرق پر کندہ تھا یہ ہے ؎

بعہد دولت شاہ جہانگیر ‏ ‏ ‏ ‏ کہ بادا در بہار ملک نو روز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطان ‏ ‏ ‏ ‏ کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

[illegible]

فرمایا اس لئے کہ دولت اسلام سے محروم فقط صورت کا انسان ہے مرزا غالب نے خوب کہا ع آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا

سہ گر بصورت آدمی انساں بدے احمد و بوجہل ہم یکساں بدے

آدمی بہت ہیں مگر انسان وہی ہے جسے معرفت پروردگار ہو رسول اللہ کا مطیع فرمانبردار

(بسلسلہ گذشتہ صفحہ ۵)

ملک سیرت ملک بیو براہیم   کہ بد ور دین ابراہیم تن سوز

بماہ ذی الحجہ یکشنبہ از دہر   بدہ چوں سیزدہ لذمہ دریں نوز

ہجرت بمقصد پنجہ سہ تاریخ   مسافر شد ملک در جنت امروز

خداوندا بفضل خویش بدہ

کنی آساں حساب آخری روز

باندرون گنبد آپ کے صاحبزادوں کے بھی مزارات ہیں ۱۲۔

۲ نسب نامہ فقیر قادری غفرلہ کا حسب ذیل ہے ملک محمد[۱] ظفر الدین قادری بن ملک منشی محمد عبد الرزاق[۲] بن ملک کرامت[۳] علی بن ملک احمد[۴] علی بن ملک غلام[۵] قادر بن ملک[۶] سعادتیار بن ملک حمید[۷] بن ملک رضا[۸] بن ملک محمد[۹] علی بن ملک فتح اللہ[۱۰] بن ملک غلام[۱۱] نبی بن ملک محمد معصوم[۱۲] بن ملک محمد سعید الدین[۱۳] عرف ملک سدن بن ملک احمد اللہ[۱۴] بن ملک تاتار[۱۵] بن ملک بہاء الدین[۱۶] بن ملک محمد اسمٰعیل[۱۷] بن ملک الہداد[۱۸] بن ملک غلام محی الدین[۱۹] عرف ملک گدن بن ملک خطاب[۲۰] الملک (کہ مزارش اندرون گنبد ست) بن ملک علاء[۲۱] الملک (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) ابن ملک داؤد[۲۲] پسر اکبر (کہ مزارش ہم اندرون گنبد ست) بن حضرت سید[۲۳] ابراہیم ملک بیا غازی عرف ملک بیو شہید بن حضرت سید ابوبکر[۲۴] (کہ مسکن و مزار شان مقام بت نگرست واز غزنی بفاصلہ سہ فرسنگ بجانب شرق واقع ست) ابن سید ابو القاسم[۲۵] عبد اللہ بن سید[۲۶] محمد فاروق بن سید ابو منصور[۲۷] عبد السلام بن سید[۲۸] عبد الوہاب بن غوث الثقلین وغیث الکونین حضرت سیدنا الشیخ محی الدین[۲۹] عبد القادر حسنی حسینی جیلانی قدست اسرارھم ونفعنا اللہ ببرکاتہم۔

ہو جل جلالہ وصلے اللہ علیہ وسلم پھر مزید براں فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے کیا حدیث
شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔
سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ناجی
کون جماعت ہوگی۔ ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی۔ جو میرے اور میرے اصحاب کے مسلک
پر رہے گی یعنی اہلسنت وجماعت پھر ان تمام نعمتہائے الٰہیہ کے ہمسر بلکہ بعض وجوہ سے
اعلےٰ و بہتر کہ اس دور انگریزی میں کہ ہر شخص سلطنت کی زبان سیکھنے سکھانے کا گرویدہ ہے حضرت
عزت حق سبحنہ وتعالیٰ شانہ کا ہزار ہزار شکر کہ اس نے میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو مجھے
مذہبی عربی تعلیم دلانے کی توفیق بخشی باوجودیکہ بعض خاص اعزہ واحباب نے حد سے زیادہ
اصرار کیا کہ زمانہ انگریزی سلطنت کا ہے اپنے بچہ کو انگریزی تعلیم دلوائیے مگر انہوں نے پرواہ
نہ کی اور مجھے مذہبی عربی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا انہیں کی نیک نیتی وخلوص قلبی کا اثر ہے کہ
زمانہ طالب علمی ہی سے دینی خدمات درس تدریس تالیف وتصنیف وعظ وتبلیغ افتا ومناظرہ
کا شوق و ذوق میرے دل میں جاگزین ہوا اور برابر انہیں دینی خدمتوں میں انہماک وشغف
کے ساتھ منہمک رہا۔ الحمد للہ پھر ان تمام نعمتوں پہ مزید گویا سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیحضرت امام
اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا مولوی حاجی قاری حافظ شاہ محمد احمد رضا
خانصاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ القوی کی بیعت وتلمذ وارشاد وخلافت کے شرف
سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ وطریقت منورہ کی علمی عملی تصویر تھے جن کا ہر قول شریعت
کا رہتا جن کا ہر فعل احکام الٰہی کا اتباع جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ واحکام
فقہیہ کی تعلیم وتبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف وتصنیف افتا و تدریس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت
ورہنمائی فرمائی جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء افسوس صد ہزار افسوس
کہ اس آفتاب عالمتاب کو غروب ہوئے آج ۱۹۳۸ء میں سترہ سال ہو گئے مگر سوا اس
مختصر منظوم ذکر رضا (۱۹۲۱) حامی دین وملت مولانا مولوی محمود جانصاحب حامد جودھپوری کے
کوئی مفصل سوانح عمری آپ کی شائع نہ ہوئی پھر بھی ہم رضویوں کو جناب حاجی مولوی سید ایوب
علی صاحب رضوی بریلوی کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اس کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی

اور برادران طریقت کو توجہ دلائی اُن کی تحریک سے بعض احباب نے کچھ حالات اُن کے پاس لکھ بھیجے اور زیادہ حصہ خود سید صاحب موصوف نے لکھا ہے، اُن کو میرے حیات اعلیحضرت (۳۸ ۱۹ء) لکھنے کی خبر ہوئی تو جو کچھ مواد اُن کے پاس تھا سب مجھے عنایت فرمادیا خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر کہ عرصہ بارہ سال میں یہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی اور باعتبار ختم تالیف مظہر المناقب (۱۳۶۹ھ) تاریخی نام تجویز ہوا مولیٰ تعالےٰ اس کو قبول فرمائے اور سب سنیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے آمین ؎

ہر کہ خواند طمع دعا دارم	زانکہ من بندہ گنہگارم

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ

ولادت باسعادت

ولادت باسعادت اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی کی آپ کے شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں کہ پہلے وہی آپ کا آبائی مکان اور حضرت جد امجد مولانا شاہ رضا علی خانصاحب قدس سرہ کا قیام تھا۔ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء موافق ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تاریخی نام المختار (۱۲۷۲) ہے۔ حضور نے اپنا سن ولادت مکتوبات شریف میں حسب ذیل آیہ کریمہ سے تخراج فرمایا ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ حسن اتفاق کہ اس وقت آفتاب منزل غفر میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے ولنعم من قال ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

ملفوظات حصہ سوم میں ہے ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی اور اس کا صدر یہ ہے۔ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئک کتب فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا۔ لا الہ الا اللہ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی رب العزۃ جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی اللہ تعالیٰ نے پورا فرمائے ویدخلہم جنت تجری من تحتہا الانھر خلدین

فیہا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۰ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (ترجمہ رضویہ مسمی بہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ۵۸ رکوع ۳) پھر فرمایا یہ سب برکات ہیں حضرت عبدالمجید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وکان ابوھما صالحا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۱۶ سورہ کہف رکوع ۱۰) اسی کی برکت سے یہ رحمت کی گئی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلہ میں رہیں۔

خاندانی حالات

اعلیٰحضرت کا اسم مبارک عبدالمصطفےٰ احمد رضا خاں ابن حضرت مولانا محمد نقی علیخاں ابن حضرت مولانا رضا علی خاں بن حضرت مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں۔ بن حضرت مولانا شاہ محمد اعظم خاں بن حضرت محمد سعادت یار خاں بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کے آبا و اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں وہ لاہور آئے اور معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور معزز عہدوں پر فائز رہے چنانچہ حضرت محمد سعید اللہ خاں صاحب شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کے صاحبزادہ سعادت یار خاں صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لئے بریلی روہیلکھنڈ بھیجے گئے۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبہ بنانے کے لئے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے ان کے تین صاحبزادے تھے اعظم خاں معظم خاں۔ مکرم خاں جو بڑے بڑے مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے جو ایک ہزار ماہوار سے کم نہ تھا اعظم خاں صاحب بریلی تشریف فرما ہوئے اور متبتل الی اللہ ہو کر زہد خالص و ترک دنیا اختیار فرمایا شاہزادہ کا تکیہ جو محلہ معماراں بریلی میں ہے آج بھی انہیں کی نسبت سے مشہور ہے۔ انہوں نے وہیں قیام فرمالیا تھا اور وہیں ان کا مزار ہے ان کے صاحبزادے جناب حافظ محمد

کاظم علی خاں صاحب ہر پنجشنبہ کو سلام کے لئے حاضر ہوتے اور گرانقدر رقم پیش کش حاضر کیا کرتے
ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں جب حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت شاہ محمد اعظم خاں صاحب رحمۃ اللہ
علیہ اس موسم سرما میں ایک دھونی کے دھرے کے پاس تشریف فرما ہیں۔ اور اس کڑاکے کے جاڑے
میں جسم پر کوئی سرمائی پوشاک نہیں حافظ کاظم علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بیش بہا دوشالہ
اُتار کر اپنے والد ماجد صاحب کو اوڑھا دیا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی استغنا سے اُسے اتار
کر آگ کے دھرے میں رکھدیا حافظ صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کاش اسے اور کسی کو عطا
فرما دیا جاتا حافظ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ آنا تھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اُس آگ کے
بھڑکتے دھرے میں سے وہ شالا کھینچکر پھینکدیا اور فرمایا "کاظم" فقیر کے یہاں دھکر پھکر کا معاملہ نہیں
لے اپنا دوشالا۔ دیکھا تو اس دوشالا میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف وشفاف برآمد ہوا۔ یہ
کرامت اس معجزہ نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مظہر نمونہ تھی کہ جس دسترخوان پر حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور دست
اقدس دہن مبارک اس سے مس فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک دعوت میں جبکہ وہ دسترخوان
کثرت استعمال سے میلا ہو گیا تھا۔ اُسے دہکتے تنور میں ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے
نکالا تو صاف وشفاف تھا کہیں چرک اور میل کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ یہ کرامت اُسی معجزہ کی مظہر
تھی حضرت حافظ کاظم علیخاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کی کلکٹری
کے قائم مقام تھا دوسو سواروں کی ٹالین خدمت میں رہتی تھی آٹھ گاؤں جاگیر کے دوامی لاخراجی
معافی عطا ہوئے تھے وہ اس جد وجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات
تھے اُن کا تصفیہ ہو جائے چنانچہ اسی تصفیہ کے لئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے
تھے حضرت حافظ صاحب کے صاحبزادہ حضرت قدوۃ الواصلین زبدۃ الکاملین قطب الوقت مولانا
شاہ رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کی مختصر حالت تذکرہ علماء ہند مصنفہ رحمان علی خاں
صاحب ممبر کونسل ریاست ریواں مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ
بار دوم میں درج ہے چونکہ وہ کتاب فارسی زبان میں ہے اس لئے عام فہم وکثیر النفع ہونے کے
خیال سے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے "مولانا رضا علیخاں صاحب بریلوی بن محمد کاظم علی خاں بن محمد اعظم

خاں ابن محمد سعادت یار خاں بہادر بریلی ملک روہیلکھنڈ کے بزرگترین علمائے کرام اور قوم افغان بڑھیچ سے تھے ان کے آباؤ اجداد سلاطین دہلی کے دربار میں بڑے بڑے عالی مرتبہ منصب شش ہزاری پر فائز تھے مولانا رضا علی خانصاحب سنہ ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے اور شہر ٹونک میں مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور سے علوم درسیہ حاصل کر کے ۲۳ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۴۷ھ کو سند فراغ حاصل کر کے مشارٌ الیہ اماثل و اقران و مشہور اطراف و زبان ہوئے خصوصاً علم فقر و تصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔ بہت پرتاثیر تقریر فرماتے آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں خصوصاً نسبت کلام سبقت سلام زہد و قناعت علم و تواضع تجرید و تفرید آپ کی خصوصیات سے تھا ۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۲ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی بڑھیچ بائے موحدہ عربیہ و رائے ثقیلہ ہندیہ دونوں مفتوح اور یائے تحتانیہ ساکن اور جیم فارسی موقوف سے ایک گروہ افغان کا ہے۔ اُن کو روہیلہ بھی کہتے ہیں انتہی

حضرت کی کرامات

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کرامات میں بیان فرماتے تھے کہ

پہلا واقعہ: حضرت کا گذر ایک روز کوچہ سیتارام کی طرف سے ہوا ہنود کے تہوار ہولی کا زمانہ تھا ایک ہندنی بازاری طوائف نے اپنے بالاخانہ سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا یہ کیفیت شارع عام پر ایک جوشیلے مسلمان نے دیکھتے ہی بالاخانہ پر جا کر تشدد کرنا چاہا مگر حضور نے اُسے روکا اور فرمایا بھائی کیوں اُس پر تشدد کرتے ہو اُس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے۔ خدا اُسے رنگ دے گا یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بیتابانہ قدموں پر آکر گر پڑی اور معافی مانگی اور اُسی وقت مشرف باسلام ہوئی حضرت نے دہیں اُس نوجوان کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔

دوسرا واقعہ: دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزہ میں ایک صاحب مسمی بہ وارث علی خاں محلہ سوداگران میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہو کر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی اُن کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا اسی لئے حضور نے فرما دیا تھا اس رقم کو بیجا صرف نہ کیا جائے اقرار کیا اور چلے گئے اُسی روز اسی روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں گئے جب زینہ پر پہنچے دیکھتے ہیں کہ حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہے اُلٹے پاؤں واپس ہوتے دوسرے بالاخانہ پر گئے وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی

واپس ہوئے تیسری جگہ گئے یہی ماجرہ دیکھا بالآخر واپس ہوئے اور حاضر خدمت اقدس ہو کر صدق دل سے توبہ کی
تیسرا واقعہ :- تیسرا واقعہ بیان فرماتے تھے ایک برہمن ایک مسلمان لڑکے پر فریفتہ ہوگیا تھا۔ ایک دفعہ وہ لڑکا بھاگتا ہوا آیا اور حضرت کی پناہ لی اس برہمن نے تلوار سے حملہ کیا جس سے کچھ خراش حضرت کے بھی آگئی اس زمانہ میں دو پہلوان متصل مکان حکیم عبد الصمد صاحب رہتے تھے اُن دونوں اور ایک راہ گیر مسلمان نے مل کر اس برہمن کو خوب زدوکوب کی آپ نے فرمایا کیوں مارتے ہو اللہ اسے سزا دے گا چنانچہ دیکھا گیا کہ سڑکوں کی نالیوں کا پانی مونہہ لگا کر پیتا تھا جب تک زندہ رہا یوں ہی خراب خستہ مارا مارا پھرا کیا۔

چوتھا واقعہ :- فقیر قادری جامع حالات رضوی غفرلہ کہتا ہے فتنہ ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم کئے۔ تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے لیکن حضرت مولانا رضا علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ ذخیرہ اپنے مکان میں برابر تشریف رکھتے رہے اور پنج وقتہ نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اُدھر سے گوروں کا گذر ہوا خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اُس کو پکڑ کر پلٹیں مسجد میں گھسے اِدھر اُدھر گھوم آئے بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے یہ کرامت حضرت کی اس معجزہ صادقہ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق ہے کہ شب ہجرت کفار کے مجمع میں سے وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینھم فھم لا یبصرون ۵ اور ہم نے اُن کے آگے دیوار بنادی اور اُن کے پیچھے ایک دیوار اور اُنہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو اُنہیں کچھ نہیں سوجھتا ترجمہ رضویہ پارہ ۲۲ سورۂ یٰسین رکوع ۱) حضور باہر تشریف لے آئے اور وہ لوگ کھڑے کھڑے دیکھا کئے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو نظر نہ آئے۔

علامہ محمد حسن صاحب علمی جن کا خطبہ ہندوستان میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے شہر تو شہر دیہات تک مساجد میں وہی خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت ہی کے شاگرد و مرید تھے۔ اور یہ خطبہ اُن کی نظر انور سے گزرا ہوا ہے اور آج تک جو خطبہ علمی چھپتا ہے اُس کے اخیر میں مصنف کی یہ عبارت

ضرور ہوتی ہے اس مؤلف عاصی محمد حسن علمی کو امیدواری جناب باری عز اسمہ سے یہ ہے کہ اپنے فضل عمیم اور طفیل رسول کریم ملقب بہ انک علی خلق عظیم کے ہم سب مومنین کو بعفو جرائم وعصیان اور فیضان توفیق واحسان کے عزت بخشے اور ہمارے مرشد ومولیٰ عالم علم ربانی مقبول بارگاہ سبحانی مخزن اسرار معقول ومنقول کاشف استار فروع واصول مطلع العلوم مجمع الفہوم عالم باعمل فاضل بے بدل منبع الاخلاق منہل الاشفاق مصدر احسان مظہر امتنان مولانا ومخدومنا لوذعی زمان مولوی رضا علی خان کو بیچ دونوں جہان کے رحمت خاصہ میں اپنے رکھکر اقصی مراتب قبولیت کو پہنچائے آمین یا رب العلمین. حضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہٗ العزیز کے صاحبزادہ حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی آل رسولی ہیں جن کے مختصر حالات رسالہ مبارکہ جواہر البیان فی اسرار الارکان مطبوعہ مطبع حسنی محلہ سوداگران میں محررہ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز حسب ذیل ہیں۔ وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء رأس الفضلاء حامی سنت ماحی بدعت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رضی اللہ عنہ وارضاہ ؁ فی اعلی غرف الجنان لواء سلخ جمادی الآخری یا غرہ رجب ؁۱۲۴۶ھ بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جد معظم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ وکرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ ونور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروۂ علیا کو پہنچا۔

ع راست مے گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

جودت انظار وحدت افکار فہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق عز وعلا نے انہیں عطا فرمائی ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا عقل معاش ومعاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں سے دیکھا علاوہ بریں سخاوت، شجاعت، علوہمت کرم ومروت صدقات خفیہ مبرات جلیہ بلندی اقبال دبدبہ وجلال موالات فقراء امر دینی میں عدم مبالات باغنیا حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت وغیر ذلک فضائل جلیلہ وخصائل جمیلہ کا حال وہی جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے ع این نہ بحریست کہ در کوزہ تحریر آید

مگر سب سے بڑھکر یہ کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز وجل نے حضرت سلطان رسالت

علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعدائے مخذولین کی شدت
کے لئے بنایا تھا بحمد اللہ اُن کے بازوئے ہمت و طنطنہ صولت نے اس شہر کو فتنہ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا
دیا کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہانتک کہ شعبان ۱۲۹۲ھ کو مناظرہ دینی کا عام اعلان کیا تمام تاریخی
اصلاح ذات بین طبع کرایا اور سوائے مہر سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا
فتنہ شش مثل کا شعلہ کہ سب سے سر بفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اسکے اطفاء پر عرق ریزہ
گردیدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اُلٹا
فتنہ کا بازار سرد ہے خود اُس کے نام سے جلتے ہیں مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت روز ازل سے
اُس جناب کے لئے ودیعت تھی جس کی قدرے تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال
میں مطبوع ہوئی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء تصانیف شریفہ اُس جناب کی سب علوم دین میں نافع
مسلمین و دافع مفسدین والحمد للہ رب العٰلمین ازانجملہ الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ
الم نشرح کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل وسیلۃ النجاۃ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات
ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد وسیط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع نولکشور میں چھپی اور
یہ کتاب مستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اُس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمی بہ زواہر الجنان
من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الورےٰ تالیف کیا اصول الرشاد
لقمع مبانی الفساد جس میں سو اعلیٰ ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت ہدایۃ البریۃ
الی الشریعۃ الاحمدیہ کہ دس فرقوں کا رد ہے یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں منطبع ہوئیں اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد و
القیام انشاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگی (پہلی بار مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں مع شرح اعلیحضرت مسمی بہ اقامۃ
الکلام فی شرح اذاقۃ الآثام طبع ہو کر شائع ہوئی مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا اب انشاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع
ہوگی) فضل العلم والعلماء ایک مختصر سا رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا ازالۃ الاوہام رد نجدیہ تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان
کہ یہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تصنیف پا چکا الکواکب الزہراء فی فضائل العلم و آداب العلماء جسکی تخریج احادیث
ہم فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب لکھا الروایۃ الرویہ فی الاخلاق النبویہ

التقاوہ[13] النغویۃ فی الخصائص النبویہ لمعۃ[14] البزاس فی آداب الاکل واللباس۔ التمکن[15] فی تحقیق مسائل التزیین۔ احسن[16] الوعافی آداب الدعا یہ رسالہ بھی مع شرح و اضافات اعلیحضرت مسمی بہ ذیل۔ المدعا لاحسن الوعا مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں طبع ہو چکا ہے خلیرا[17] الخاطیہ فی المحاسبۃ و المراقبہ۔ ھدایۃ[18] المشتاق الی سیر الانفس والآفاق ارشاد[19] الاحباب الی آداب الاحتساب۔ اجمل[20] الفکر فی مباحث الذکر۔ عین[21] المشاھدہ لحسن المجاھدہ تشرق[22] الاوراہ الی طریق محبۃ اللہ۔ نہایۃ[23] السعادہ فی تحقیق الھمۃ والارادۃ اقوی[24] الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ ترویج[25] الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح ان پندرہ رسائل مابین وجیز و وسیط کے مسودات موجود ہیں جن کے تبییض کی فرصت حضرت قدس سرہ نے نہ پائی فقیر غفر اللہ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرا دے انشاء اللہ تعالے کہ ع

حلوا بہ تنہا نہ بایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول یا آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارے میں حسرت و مجبوری ہے غرض عمر کو اس جناب کی ترویج دین و حمایت مسلمین و نکایت اعلا و حمایت مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں گزری جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء و آمین۔ پنجم جمادی الاخری ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت سید الواصلین سند الکاملین قطب اوانہ امام زمانہ حضور پرنور سیدنا و مرشدنا و مولانا و ماونا و ذخری لیومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ وافاض علینا من برکاتہ و نعماءہ پر شرف بیعت حاصل فرمایا حضور پرنور مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا والحمد للہ رب العلمین۔ چھبیس[26] شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانیکے سبب کہ من رانی فی المنام فقد رانی رواہ الامام احمد والبخاری والترمذی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ عزم زیارت و حج مصمم فرمایا یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ

حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے۔ ارشاد فرمایا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہدین تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی بلکہ وہ مرض ہی خود نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک اسم مجورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رآنی فقد رای الحق رواہ احمد والشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حد منع پر نہ رہا وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت سیدنا احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علماء مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۷ھ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینہ کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ اپنے والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے کنار میں جگہ پائی اِنا للہ وانا الیہ راجعون ○ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضاء وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرما رہے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا سبحن اللہ وہ اپنے طور پر حالت بیہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھکر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا اور بس اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے غلام نے عرض کیا حضور یہاں کہاں او لفظا ہذا معناہ فرمایا آج سے یا اب سے یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ○

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم ○ و بقیت فی الناس کجلد الاجرب ○

یمن دعاء الناس ولیضرح الجھل ○ فبعدک لا یرجو البقاء من لہ عقل ○

اللھم ارحمھما وارض عنھما واکرم نزلھما وافض علینا من برکاتھما آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔ فقیر غفرلہ نے چند سجع اس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال خیر مآل عن مہیب

سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلہ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف
سے تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو مادہ چاہئے تنہا محل تاریخ میں سنا سکے کہ تعداد مواد
کا سچا محصل یہی ہے اس کے ساتھ یہ التزام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا بعض مادے یہاں
قرطاس پر جلوہ فزا (تواریخ ولادت) جاء ولی تقی الثیاب علی الشان ۱۲۴۶ھ (فیہ اشارۃ الی
اسمہ قدس سرہ والثیاب الاعمال قال تعالیٰ وثیابک فطہر) رضی الاحوال بہی
المکان ۱۲۴۶ھ ۔ ہو اجل محقق الافاضل ۱۲۴۶ھ ۔ شہاب المدققین الاماثل ۱۲۴۶ھ ۔ قمر فی برج الشرف
بری من الحروف یا تکلف ۱۲۴۶ھ ۔ افضل سباق العلماء ۱۲۴۶ھ ۔ اقدم حذاق الکرماء ۱۲۴۶ھ (تواریخ وفات)
کان نہایۃ جمع العظماء ۱۲۹۷ھ ۔ خاتم اجلۃ الفقہاء ۱۲۹۷ھ ۔ امین اللہ فی الارض ابدا ۱۲۹۷ھ (عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العالم امین اللہ فی الارض اخرجہ الامام ابو
عمر فی کتاب العلم) ان موتۃ العالم موتۃ العالم ۱۲۹۷ھ ۔ وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی ۱۲۹۷ھ
جمع الانام (وفی الخبر موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا تسد الی یوم القیمۃ او کما ورد
واللہ تعالیٰ اعلم) خلل فی باب العباد لا یسد الی یوم القیام ۱۲۹۷ھ ۔ یا غفور کمل لہ ثوابک
یوم النشور ۱۲۹۷ھ ۔ امنحہ جنۃ اعدت للمتقین ۱۲۹۷ھ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ
واہلہ اجمعین ۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری
البرکاتی البریلوی غفر اللہ لہ وحقق املہ " تذکرہ علماء ہند فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور
میں اعلیٰ حضرت اور ان کے والد ماجد صاحب قدست اسرارہما کے مختصر حالات درج ہیں عام فہم
ہونے کے لئے اس جگہ اس کا اردو ترجمہ درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں " مولوی نقی علی خاں بریلوی
ابن مولوی رضا علی خاں ساکن بریلی روہیلکھنڈ غرہ رجب ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد
سے تعلیم و تربیت پائی اور علوم درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی ذہن ثاقب و رائے صائب رکھتے
تھے حق تعالیٰ نے ان کی عقل معاش و معاد دونوں میں ممتاز اقران بنایا تھا۔ علاوہ شجاعت جبلی کے حضرت
صفت سخاوت تواضع استغنا سے موصوف تھے اپنی تمام قیمتی عمر اشاعت سنت و ازالہ بدعت
میں صرف فرمائی پھر مسئلہ امتناع نظیر ایک دینی مناظرہ کا اعلان بنام تاریخی اصلاح ذات البین ۱۲۹۳
۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ میں شائع فرمایا اور مسئلہ امتناع نظیر حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں بہت زبردست کوشش فرمائی اور مخالفین کا رد فرمایا جس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ۱۲۹۴ھ میں تاجدار مارہرہ مطہرہ حضرت سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور جملہ سلاسل جدیدہ و قدیمہ و سند حدیث شریف اور خلافت سے معزز و ممتاز ہو کر ۱۲۹۵ھ میں زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے اور حضرت سیدی زین دحلان و دیگر علماء حرمین شریفین سے اجازت و سند حدیث حاصل فرمائی سلخ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور حیات شیریں جان آفرین کے سپرد فرمائی اور روضۂ رضوان میں آرام و اطمینان و سکون حاصل فرمایا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اس کے بعد ان پچیس تصنیفات کا ذکر ہے جو اوپر مذکور ہوئیں اس لئے دوبارہ ذکر کرنا بے فائدہ ہے

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سلمہ اللہ تعالےٰ بن مولوی نقی علی خاں بن مولوی رضا علیخاں متوطن بریلی روہیلکھنڈ نے بتاریخ دس ماہ دہم یعنی شوال بروز شنبہ ۱۲۷۲ھ عرصہ دنیا میں قدم مبارک رکھا حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے عقیقہ کے دن ایک خواب خوشگوار دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند فاضل و عارف ہوگا چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا اور چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں منبر پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا تمام علوم درسیہ معقول و منقول سب اپنے والد ماجد صاحب سے حاصل کر کے بتاریخ ۱۴ ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں فاتحہ فراغ کیا اور اسی دن ایک رضاعت کا مسئلہ لکھ کر والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد صاحب نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام انکے سپرد فرمایا ۱۲۹۴ھ میں سرکار مارہرہ مطہرہ میں حضرت ملتجی الاعاظم بالاکابر وارث العلم کابراً عن کابر عالیجناب حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث سے مشرف ہو کر ۱۲۹۵ھ میں حضرت والد ماجد صاحب کے ساتھ زیارت حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے شرف افتخار و امتیاز حاصل فرمایا اور اکابر علمائے دیار مثل حضرت سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و حضرت عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم حاصل فرمائی ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی کہ بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ پکڑا اور لیتے ہوئے اپنے دولتکدہ تشریف لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر

فرمایا انی لاجد نور اللہ فی ھذہ الجبین بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں اور صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھکر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری تک فقط گیارہ واسطے ہیں (نیز حضور نے بایمائے حضرت شیخ جمل اللیل موصوف اُن کی تصنیف لطیف جوہرہ مفیدہ مناسک حج شافعیہ کا اردو ترجمہ کیا اور ایک شرح دو دن میں تحریر فرمائی جس کا نام النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ رکھا جس وقت اس ترجمہ اور شرح کو حضرت شیخ جمل اللیل کی خدمت میں پیش کیا حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرمائی اور مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد بن عرب نے اعلیحضرت کی دعوت کی اثنائے طعام مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی اعلیحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں دونوں حضرات نے اپنے اپنے قول پر دلائل پیش کئے آخر مولانا نے فرمایا دونوں قول صحیح اور موجہ ہیں اعلیحضرت نے فرمایا ولکل وجھۃ ھو مولیھا علین اسی وقت عصر کی اذان حرم شریف میں ہوئی ختم اذان پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا فاستبقوا الخیرات غرض جلسہ برخاست ہوا اور سب لوگ نماز کے لئے حرم شریف میں پہنچے شب کے وقت اعلیحضرت نے تنہا مسجد خیف میں اقامت کی اور مغفرت کی بشارت سے مبشر ہوئے) آپ صاحب تصانیف کثیرہ و تالیف عزیزہ ہیں (اس جگہ مصنف تذکرہ علماء ہند نے اعلیحضرت کی پچاس تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ طوالت کے خیال سے اُن کو نہیں لکھا کہ تصنیفات کے بیان میں اُن کا مفصل ذکر آئے گا۔ ۱۲ سید ایوب علی) ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۸ھ میں مفسدہ بریلی بدایوں سنبھل رامپور وغیرہ نے متفقہ طریقہ سے مسئلہ تفضیل میں اعلیحضرت سے مناظرہ کا اعلان کیا اور سبھوں نے مولانا مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی مصنف تنسیق النظام فی مسند الامام وحاشیہ ہدایہ وغیرہ کو امیر جماعت و مناظر مقرر کیا اور بریلی پہونچے اُس زمانہ میں اعلیحضرت منضج پی رہے تھے اور جلاب کے دن قریب تھے ایک نئے طبیب کے زیر علاج تھے۔ اُس کی سازش سے یہ مشورہ ہوا کہ مسہل کے ایک دن قبل دعوت مناظرہ دینی چاہیئے اعلیحضرت بوجہ مسہل خود ہی انکار کر دیں گے اور اگر ہمت کی بھی تو طبیب

کی حیثیت سے وہ معالج صاحب منع کر دیں گے۔ بات بن جائے گی۔ کہ مناظرہ سے فرار کیا لیکن جسے خداوند عالم سربلند کرے اُسے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ اعلیحضرت نے فوراً چیلنج مناظرہ منظور فرمالیا معالج صاحب نے بہت منع کیا کہ کل مسہل کا دن ہے اعلیحضرت نے فرمایا مناظرہ کرتے ہوئے مجھے مرجانا منظور ہے اور مناظرہ سے انکار کر کے بچنا مقصود نہیں آخر اُسی حالت میں تیس سوال لکھ کر سرگروہ جماعت جناب مولانا محمد حسن صاحب سنبھلی کے پاس روانہ کردیئے مولانا موصوف کی دیانت کہ بمجرد سوالات دیکھنے کے فرمایا ان سوالات کا جواب کوئی شخص تفضیلی عقیدہ رکھتے ہوتے نہیں دے سکتا ہے اور اسی وقت ریل میں سوار ہو کر مکان تشریف لے آئے اُس کے بعد شرح عقائد کا حاشیہ مسمی بہ نظم الفرائد تحریر فرمایا جس میں مذہب اہلسنت وجماعت کی حمایت وتائید کی دوسرے معاندین نے یہ حال دیکھکر من سکت سلم پر عمل کیا اور بالکل خاموشی اختیار کی جس کی قدرے تفصیل رسالہ فتح خیبر ۱۳۰۰ھ میں اُسی زمانہ میں مطبوع ہو چکی ہے۔ اُس کے بعد اعلیحضرت نے کئی مرتبہ اُن لوگوں کو دعوت مناظرہ دی مگر ادھر سے صدائے برنخاست ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظیم اس وقت تک پچھتر کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی عفرلہ کہتا ہے کہ یہ مصنف تذکرہ علمائے ہند کے علم کے مطابق اُس زمانہ کی تصانیف ہیں درحقیقت اعلیحضرت کی تصانیف ۱۹۲۸ چھ سو سے زیادہ ہیں جس کا مفصل بیان حیات اعلیحضرت جلد دوم میں آتا ہے انشاء الله تعالیٰ۔

شجرہ آباواجداد واولاد واحفاد

عالیجاہ شجاعت جنگ بہادر جناب مستغنی عن الالقاب شاہ سعید اللہ خانصاحب قندھاری بزمانہ سلطان محمد شاہ نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب ششش ہزاری پر فائز ہوئے اُن کو سلطان والاشان کے یہاں سے بہت سے مواضعات جو زیر ریاست رامپور میں معافی علی الدوام پر ملے تھے یہ مواضعات اُن کی اولاد کے پاس اب موجود نہیں ان کا ایک شیش محل لاہور میں تھا جس کا ابھی تک کچھ اثر باقی ہے اُن کے ایک صاحبزادہ تھے جو سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیر دولت تھے جن کو سلطان سے کچھ مواضعات ضلع بدایوں کے معافی میں ملے تھے۔ وہ اب تک انہیں کی نسل میں موجود ہیں ان کا نام سعادت یارخاں تھا اُن کے نرینہ اولاد تین تھے۔ بڑے شاہزادہ والا تبار محمد اعظم خاں صاحب ہیں اور یہی اعلیحضرت

امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے مورث اعلیٰ ہیں یہ اپنی وزارت کے عہدہ سے علیحدہ ہوکر زہد و ریاضت میں مشغول ہوگئے تھے ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جو ان کے صاحبزادہ حافظ قرآن جناب حافظ کاظم علی خاں صاحب وزیر آصف الدولہ سے ہوا یہ ہے کہ جب شاہزادہ موصوف ترک دنیا کرکے زہد و ریاضت میں مشغول ہوئے صاحبزادہ صاحب خدمت والا میں حاضر ہوئے۔ تو شہزادۂ والا تبار کو دھونی رمائے دیکھا اپنی قیمتی شال نذر کردی حضرت نے اُسے آگ میں ڈال دیا جب وہ جلنے لگی تو حافظ صاحب نے دل میں خیال کیا کہ ناحق میں نے دی انہوں نے جلادی اگر اپنے پاس نہ رکھنا تھا تو کسی کو دے دیتے اُس کو فائدہ پہنچتا اس طرف ان کو یہ خیال آیا اُدھر شال کا آخری کنارہ کہ جلنے کو باقی تھا شاہزادہ صاحب نے وہ کونا پکڑ کر پوری شال آگ سے نکال کر حافظ صاحب کو دی اور فرمایا کہ یہ ایسی چیز نہیں تھی جس میں دھکڑ پکڑ ہو۔ سعادت یار خانصاحب کے دو فرزند اور تھے ایک شاہزادہ معظم خانصاحب ان کی اولاد میں مولوی بخش اللہ خانصاحب وغیرہ ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ مکرم خانصاحب ہیں اُن کی اولاد نرینہ اب نہیں ہے البتہ اُن کی نسل اُن کی نواسیوں کی اولاد ہے۔

سعید اللہ خان صاحب

سعادت یار خانصاحب وزیر محمد شاہ

۱	۲	۳
اعظم خاں صاحب	معظم خاں صاحب	مکرم خاں صاحب

اعظم خاں صاحب نے دو عقد کئے پہلی زوجہ سے حافظ کاظم علی خانصاحب ہیں اور دوسری بیوی سے چار صاحبزادیاں ہوئیں حافظ کاظم علیخانصاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے اُنہوں نے تین شادیاں کیں زوجہ اولیٰ سے تین اولادیں دو لڑکے اور ایک لڑکی زوجہ ثانیہ سے تین لڑکیاں اور تیسری بیوی جو حرم تھی اُس سے ایک لڑکا مسمی بہ جعفر علی خاں جن کی نسل ختم ہوگئی۔

اعظم خاں صاحب

۱ از زوجہ اولیٰ حافظ کاظم علیخانصاحب — ۲ ۳ ۴ از زوجہ ثانیہ چار صاحبزادیاں جنکے نام معلوم نہ ہوسکے۔

از زوجہ اولیٰ			از زوجہ ثانیہ			از زوجہ ثالثہ حرم
امام العلما مولانا رضا علیخانصاحب	رئیس الحکما حکیم تقی علیخانصاحب	زینت النسا عرف ممتاز بیگم	بدر النسا	صدر النسا	قمر النسا	جعفر علی خاں

حضرت امام العلما مولانا رضا علی خانصاحب اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے جد

مکرم ہیں یہ اپنے زمانہ کے مشاہیر علما میں سے تھے اُنہوں نے دو عقد کیے پہلی بیوی سے رئیس الاتقیا
مولانا نقی علی خانصاحب والد ماجد اعلیحضرت اور ایک صاحبزادی جو رئیس الحکما کے بڑے فرزند
مہدی علی خانصاحب کو منسوب تھیں دوسری بیوی سے دو صاحبزادیاں ایک بی جان ولایت حسین
خانصاحب کو منسوب تھیں اور دوسری جن کا نام مستجاب بیگم تھا۔ وہاب علی خانصاحب مولوی
سے بیاہی گئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔

امام العلما مولانا رضا علیخاں صاحب

از زوجہ ثانیہ		از زوجہ اولی	
مستجاب بیگم (۲) زوجہ حکیم وہاب علی خانصاحب	بی جان (۱) زوجہ ولایت حسن خاں	(۲) زوجہ مہدی علی خانصاحب	(۱) رئیس الاتقیا مولانا نقی علیخانصاحب

رئیس الحکما حکیم محمد تقی علی خانصاحب یہ امام العلما کے حقیقی بھائی تھے بہت بڑے قوی ہیکل
بہادر اور فن طب میں خاص مہارت رکھتے تھے انہوں نے دہلی کے خاندان اطبا کے سرپرست حکیم محمد واصل
خانصاحب کی صاحبزادی سے عقد کیا تھا یہ مہاراجہ جے پور کے یہاں طبیب خاص تھے ابتداءً ان کی
کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے سالے کے لڑکے حکیم محمد سلیم خانصاحب کو (جو جے پور
کے مشہور اطبا سے ہیں اور بہرے حکیم کے نام سے مشہور خاص و عام ہیں) متبنی کیا تھا ریاست
جے پور سے تین لاکھ سالانہ منافع کی جائداد رئیس الحکما کو انعام میں ملی تھی۔ جو رئیس الحکما نے کمال
فراخ دلی سے اپنے متبنی حکیم محمد سلیم خانصاحب کو دیدی تھی حالانکہ اس وقت اپنی اولاد بھی تھی۔
چنانچہ اب تک وہ جائداد حکیم صاحب موصوف کے نواسوں کے پاس ہے اور وہ اس سے مستفید
ہو رہے ہیں اُن کو حکیم واصل خانصاحب کی صاحبزادی کے بطن سے چار لڑکے ہوئے خانصاحب مہدی
علی خانصاحب حکیم ہادی علیخانصاحب۔ خانصاحب فتح علی خانصاحب۔ خانصاحب فدا علیخانصاحب
ان میں بڑے صاحبزادے مہدی علی خانصاحب کا عقد رئیس الاتقیا کی ہمشیرہ حقیقی سے ہوا ان کی
اولاد میں احمد حسن خانصاحب تھے دوسرے فرزند حکیم ہادی علی خانصاحب کا عقد ریاست ٹونک
میں جناب عبدالعلیم خانصاحب کی لڑکی سے ہوا اور چار اولادیں ہوئیں ہدایت علیخاں سردار علی خاں
محبوب علی خاں صدیق النسا بیگم اور تیسرے فرزند فتح علی خانصاحب کی اولاد تین لڑکے بابو خاں جی

فرحت علیخاں - امراؤ ولی خاں . اصغر علیخاں اور چار لڑکیاں ہیں اور چوتھے فرزند فدا علیخاں کی اولاد فراست علی خاں اور مصاحب بیگم ، قادری بیگم ، حیدری بیگم ایک اور لڑکی پانچ افراد پر مشتمل ہے

رئیس الحکماء تقی علی خانصاحب

۱ مہدی علی خاں صاحب — ۲ حکیم ہادی علیخاں صاحب — ۳ فتح علی خانصاحب — ۴ فدا علی خانصاحب

احمد حسن خانصاحب

نور الحسن خانصاحب — ابو الحسن خانصاحب

ابو الحسن خانصاحب

زبیدہ بیگم زوجہ اشفاق علیخاں — ۲ محمد حسن عرف مچھن میاں — زہرہ بیگم زوجہ اعجاز ولی خاں

حکیم ہادی علیخاں صاحب

۱ صدیق النساء زوجہ ثانیہ — ۲ محبوب علیخاں — ۳ سردار ولیخاں — ۴ ہدایت علی خاں

احمد حسن خانصاحب (لاولد) — لاولد — ریاست علی خاں

مولوی حاجی تقدس علیخاں — ۲ اعجاز ولیخاں — ۳ عبد العلی خاں — ۴ مقدس علیخاں — ۵ محبوب فاطمہ زوجہ شریف محمد خاں — ۶ حمیدہ فاطمہ

خلیفہ محمد خاں عرف مٹھن میاں

فتح علیخاں صاحب

فرحت علیخاں — امراؤ ولی خاں — اصغر علیخاں — بنت — بنت — بنت — بنت

حفاظت علی خاں

سردار علی خاں — ۲ سرکار بیگم

۱ محمود ولی خاں — ۲ شرافت علی خاں — ۳ شہزادہ علی خاں — ۴ فاروق علی خاں

چار پسر یک دختر — دو پسر دو دختر — یک پسر یک دختر

فدا علیخاں صاحب

۱ فراست علی خاں — ۲ مصاحب بیگم زوجہ — ۳ قادری بیگم — ۴ حیدری بیگم — ۵ بنت

ریاست علیخاں — ابو فرحت علی خاں — ہادی حسن خاں — بنت

ابن — ابن — لاولد — ابن بنت

حافظ کاظم علی خاں کی صاحبزادی زینت جن کو موتی بیگم کہتے تھے ان کی شادی خانصاحب محمد حیات خاں سے ہوئی یہ یوسف زئی سے ہیں۔

موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں

نعمت علی خاں عرف بزرگ علی خاں — کوچک علیخاں

حاجی وارث علیخاں[1]

داجد علی خاں — شاہد علی خاں — کنیز خدیجہ زوجہ علی احمد خاں — کنیز عائشہ زوجہ مولانا حامد رضا خانصاحب — کنیز فاطمہ زوجہ سردار ولیخاں

کنیز رسول زوجہ مظفر حسین بلایوتی — مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں — ماجد علی خاں — حاجی ساجد علیخاں

افتخار علیخاں (۱) — ممتاز علی خاں (۲) — سرشار علی خاں (۳) — رئیس بیگم (۴) — زاہدہ (۵) — نجمہ (۶)

حاجی شاہد علی خاں صاحب کی دو شادی ہوئیں پہلا عقد اعلیحضرت امام اہلسنت کی بڑی صاحبزادی سے ان کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی کنیز زہرہ عرف عزہ صاحبہ پیدا ہوئیں جن کی شادی چچا زاد بھائی مولوی سردار علیخاں عرف عزو میاں سے ہوئی دوسرا عقد عطاء اللہ خاں کی لڑکی سے ہوا جن کے بطن سے حسب ذیل اولادیں ہوئیں مشہود علی خاں، مشاہد علی خاں، مصطفےٰ علیخاں۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں۔ فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں۔ لئیق فاطمہ زوجہ محمد جان خاں۔ مستجاب زوجہ شوکت حسین۔ انتخاب بیگم۔ رفیق جان زوجہ ارشاد حسین خاں کی اولاد حسب ذیل ہیں فرحت بی بی۔ محسن بیگم۔ افتخار حسین۔ مشتاق حسین ایک اور لڑکی فاطمہ زوجہ اسفندیار خاں کے ایک لڑکا راشد یار خاں لئیق فاطمہ کی اولاد حسب ذیل ہے۔ سلطان میاں۔ شمیمہ۔ نسیم

رئیس الاتقیا حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب والد ماجد اعلیحضرت امام اہلسنت کی شادی اسفندیار بیگ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

اسفندیار بیگ

حسینی خانم زوجہ رئیس الاتقیا — جعفری بیگم — ابراہیم بیگ

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب — مولانا حسن رضا خاں — مولانا محمد رضا خاں — حجاب بیگم زوجہ وارث علیخاں — احمدی بیگم زوجہ شاہ ابراہیم خاں — محمدی بیگم زوجہ کفایت اللہ خاں لاولد

اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب قدس سرہ العزیز کی سات اولادیں ہوئیں دو شاہزادے حضرت مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب ملقب بلقب حجۃ الاسلام حضرت مولانا

[1] ان کا عقد رئیس الاتقیا کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جن کا نام حجاب بیگم تھا ۱۲ منہ

شاہ مفتی مصطفےٰ رضا خانصاحب مفتی اعظم پانچ صاحبزادیاں بڑی مصطفائی بیگم ان کی شادی اعلیحضرت
کے بھانجے جناب حاجی شاہد علی خانصاحب سے ہوئی ان کی صرف ایک لڑکی ہوئی عزت بی جو مولوی سردار علی خان
سے منسوب ہوئیں یہ صاحبزادی اعلیحضرت کی حیات میں فوت ہوگئیں دوسری صاحبزادی کنیز حسن جن کو
منجھلی بیگم کہتے تھے ان کی شادی جناب حمید اللہ خانصاحب ولد حاجی احمد اللہ خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے
ہوئی ان کی دو اولادیں ہوئیں عتیق اللہ خاں اور ایک صاحبزادی رفعت جہاں بیگم تیسری صاحبزادی کنیز حسین
جنکو سنجھلی بیگم کہتے تھے جناب حکیم حسین رضا خانصاحب بن مولانا حسن رضا خانصاحب سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے ہوئے
مرتضیٰ رضا خاں مولوی ادریس رضا خاں جرجیس خاں امام اہلسنت کے وصال سے ۱۲ دن بعد انکا انتقال ہوا چوتھی صاحبزادی
کنیز حسین عرف چھوٹی بیگم انکی شادی مولوی حسنین رضا خانصاحب سے ہوئی انکی صرف ایک لڑکی ہوئی رحیم بانو جو جرجیس میاں
کو منسوب ہوئیں۔ پانچویں صاحبزادی مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بنو مجید اللہ خاں پسر خورد جناب حاجی احمد اللہ
خانصاحب رئیس شہر کہنہ سے منسوب ہوئیں ان کے تین لڑکے رئیس میاں۔ سعید میاں۔ فرید میاں اور دو لڑکیاں
مجتبائی بیگم۔ مقتدائی بیگم ہیں۔ حضرت حجۃ الاسلام کی شادی پھوپھی زاد بہن کنیز عائشہ ہمشیرہ جناب حاجی
شاہد علی خاں صاحب سے ہوئی ان کے چھ اولادیں ہوئیں دو صاحبزادے مولوی ابراہیم رضا خانصاحب
عرف جیلانی میاں مولوی حماد رضا خاں عرف نعمانی میاں اور چار لڑکیاں ام کلثوم زوجہ ثانیہ حکیم حسین
رضا خاں کنیز صغریٰ بیگم زوجہ تقدس علیخاں۔ رابعہ بیگم عرف نوری زوجہ مشہود علی خاں۔ سلمیٰ بیگم زوجہ
شاہد علی خاں جیلانی میاں کا عقد مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی بڑی صاحبزادی سے ہوا
نعمانی میاں کا نکاح جناب سید حسن صاحب محلہ ملوکپور کی صاحبزادی سے ہوا جیلانی میاں کی پانچ اولادیں
ہیں اور نعمانی میاں کی تین۔ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب کی شادی چھوٹے چچا
جناب مولانا محمد رضا خانصاحب کی اکلوتی صاحبزادی سے ہوئی اسی لیے مولانا محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں نے
ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا اور شادی کے بعد ان کا رہنا سہنا سب چچا جان کے مکان پر رہا اور
اس وقت تک وہیں قیام فرما ہیں ان کی سات صاحبزادیاں ہیں۔ ایک لڑکا ہوا تھا جو کمسنی ہی میں داغ
مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہوا جس کا نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان بلکہ جملہ متوسلین اور
اہل قرابت کو صدمہ ہوا۔ اعلیحضرت کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

(شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔)

اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ

مولانا حامد رضا خانصاحب　مصطفائی بیگم　کنیز حسن　کنیز حسین　کنیز حسنین　مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب　مرتضائی بیگم

ابراہیم رضا خاں　ام کلثوم　کنیز صغریٰ　حماد رضا خاں　رابعہ　سلمیٰ

سرفراز بیگم　سرتاج بیگم　دلشاد بیگم　رحمن رضا خاں　تنویر رضا خاں

مصطفائی بیگم زوجہ شاہد علیخاں صاحب

عزہ بی بی زوجہ مولوی سردار علی خاں عرف عزو میاں

کنیز حسن زوجہ حمید اللہ خاں

عتیق اللہ خاں　رفعت بیگم

کنیز حسین زوجہ حکیم حسین رضا خاں

مرتضیٰ رضا خاں　ادریس رضا خاں　محمد جلیس رضا خاں

کنیز حسنین زوجہ مولوی حسنین رضا خاں

نعیم بانو زوجہ محمد جلیس رضا خاں

مولانا مولوی مصطفےٰ رضا خانصاحب

نگار فاطمہ　انوار فاطمہ　برکاتی بیگم　رابعہ بیگم　ہاجرہ بیگم　شاکرہ بیگم

مرتضائی بیگم زوجہ مجید اللہ خاں

رئیس میاں　سعید میاں　فرید میاں　مجتبائی بیگم　مقتدائی بیگم

حماد رضا خاں عرف نعمانی خلف اصغر حضرت حجۃ الاسلام

مسرت بی بی　نصرت بی بی　حمید رضا خاں

مولانا حسن رضا خانصاحب برادر اوسط اعلیحضرت

حکیم حسین رضا خانصاحب　مولوی حسنین رضا خاں صاحب　فاروق رضا خاں

از زوجہ اولی صاحبزادی اعلیحضرت سے پسر　از زوجہ ثانیہ صاحبزادی حضرت حجۃ الاسلام یک پسر یک دختر

مرتضیٰ رضا خاں　ادریس رضا خاں　محمد جلیس رضا خاں　خوشنودیہ بیگم زوجہ خلیق میاں　یونس رضا خاں

بلال رضا خاں　ادریس رضا خاں　بنت　بنت

مولوی حسنین رضا خانصاحب

از زوجہ اولیٰ بنت اعلیحضرت

شمیم بانو زوجہ حبرئیس میاں

از زوجہ ثانیہ اخت حکیم صاحب شہر کہنہ بریلی

تحسین رضا خاں — سبطین رضا خاں — حبیب رضا خاں — بنت

مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں

فاطمہ بیگم زوجہ مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب

حجاب بیگم زوجہ وارث علی خاں سلسلہ اولادش درضمن موتی بیگم زوجہ محمد حیات خاں مذکور شد

احمدی بیگم زوجہ شاہ ایران خاں

علی احمد خاں — علی محمد خاں — محمودی جان زوجہ مولوی حشمت اللہ خانصاحب

لاولد — زکیہ سلطانہ عرف حمیدہ بیگم — محمد اسحاق عرف خسرو میاں بیرسٹر

پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز کی شادی ۱۲۹۱ھ میں شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی شیخ صاحب موصوف شیخ عثمانی تھے۔ ان کے والد ماجد کا نام شیخ احمد حسین تھا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے۔

شیخ فضل حسین — شیخ فرمان حسین — شیخ اولاد حسین — بنت

امجد حسین عرف امجد رضا — ارشاد بیگم زوجہ اعلیحضرت — قراءت اللہ بی بی — شمشاد بیگم — امداد بیگم — امجدی بیگم

مشہد رضا — ناصرہ

سرودی بیگم — چھٹن بیگم — قدرت اللہ خاں

زوجہ نور الحسن خاں — زوجہ سید عبد العزیز صاحب

چھٹن بی بی زوجہ سید عبد العزیز صاحب سہسوانی

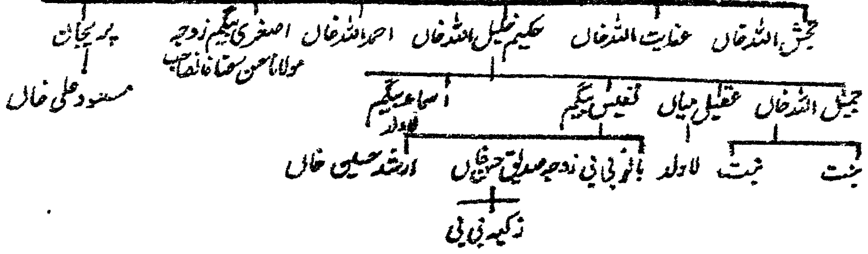
سید عبد الحفیظ — سید طیب میاں — سید عبد اللطیف — سید طاہر میاں — رضیہ بی بی زوجہ سید اطہر حسین

عطیہ بانو — صفیہ بانو — سید ولی الفائز عرف ضرار میاں — سید عبد الرشید — سید محمد آنند — نسیم اختر

شاہزادہ معظم خانصاحب کا سلسلہ اولاد حسب ذیل ہے

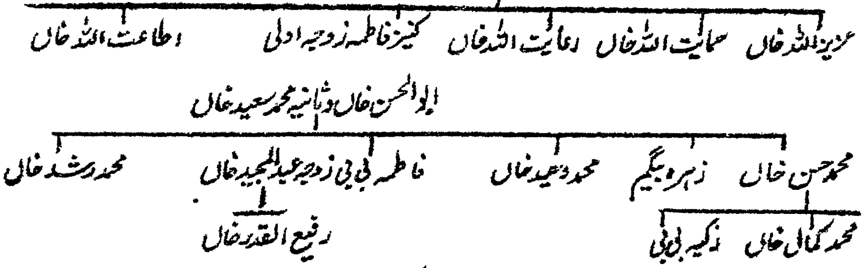
شاہزادہ اعظم خانصاحب

علیم اللہ خاں — بنت زوجہ قطب الدین خاں



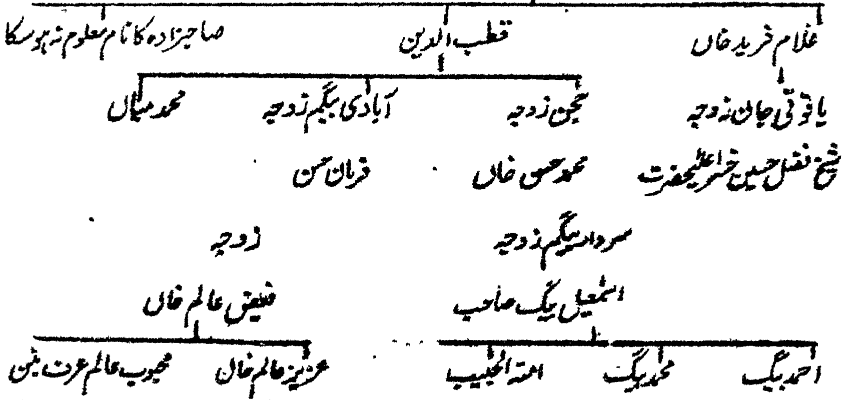
نفیس بیگم کی پہلی شادی جناب دلاور حسین خانصاحب ساکن موضع جواہر پور عرف جوا سے ہوئی تھی یہ اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز کے بہت پیارے اور جان نثار مرید تھے ان کے انتقال کے بعد ان سے چھوٹے بھائی مولوی تجمل حسین خانصاحب سے دوسری شادی ہوئی

عنایت اللہ خاں ابن علیم اللہ خاں



شہزادہ اصغر بیگم خانصاحب کی اولاد کا سلسلہ حسب ذیل ہے

غلام دستگیر خاں



بزرگوں کی پیشین گوئیاں

جناب علی محمد خاں صاحب اعلیحضرت کے بھانجے فرماتے تھے۔ کہ میری والدہ مرحومہ اعلیحضرت کی بڑی بہن تھیں وہ فرماتی تھیں۔

کہ جب اعلیحضرت پیدا ہوئے تو میرے والد ان کو جناب دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے دیکھکر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اور جب منجھلے میاں مولوی حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اُن کو دیکھکر فرمایا یہ میرا بیٹا مستان ہوگا۔

انہیںؒ کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی نے دروازہ پر آواز دی اعلیحضرت (کہ اُن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) باہر تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا آؤ آپ تشریف لے گئے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ سوداگراں کی مسجد کے قریب آپ کی طفولیت کے زمانہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے اعلیٰ حضرت کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا پھر فرمایا تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو حضور نے جواب دیا "میں اُن کا پوتا ہوں" فرمایا "جبھی" اور فوراً تشریف لے گئے۔

مولویؒ عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں اُنہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے فصیح عربی میں اُن سے گفتگو کی اُس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت اعلیحضرت شکم بطن مادر میں تھے آپ کے والد ماجد صاحب نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا جسکے وجہ سے کچھ پریشانی سی لاحق ہوئی رات پھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح اٹھے تو بھی اسکی تشویش باقی تھی صبح حضرت سراپا فیض و برکت علامہ مولانا رضا علیخاں صاحب اور اپنے والد ماجد علیہا الرحمہ سے خواب بیان فرمایا حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق مغرب میں پھیلے گا۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے اعلیحضرت نے فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اُس وقت جیلانی (اعلیحضرت مدظلہ کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خاں سلمہ کے بیٹے) کے برابر تھی یعنی دس سال کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید

ریش نہایت شکیل و وجیہہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا "سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اُس کے بعد عبدالرشید (یعنی رشاد آفندی) اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ اس وقت تک اُن بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔

ملفوظات حصہ چہارم میں ہے بریلی میں ایک مجذوب بشیرالدین اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی اُن کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی خوشی کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لئے نہ جاتا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا اُن کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ مجھکو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے آخر مجھ سے پوچھا تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں اُن کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھکو اُٹھا کے لے گئے۔ اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھئے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اُس کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعاء مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے اُن سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کیلئے آئے ہو عرض کی "جی ہاں" فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے نصر من اللہ و فتح قریب۔ بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

واقعات طفولیت

جناب سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضور کی عمر شریف تقریباً ۵-۶ سال ہو گی اس وقت صرف ایک بڑا کرتا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے کہ سامنے سے چند طوائف زنان بازاری گزریں آپنے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپالیا یہ کیفیت دیکھکر ان میں کی ایک طوائف بول اُٹھی واہ صاحب مونھ تو چھپالیا اور ستر کھولدیا آپنے برجستہ اوسکو جواب دیا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے یہ جواب سنکر وہ سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانۂ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور بھی اُن سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتلاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زبر بتاتے تھے

اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خانصاحب خطیب الوقت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھکر حضور کو اپنے پاس بلالیا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اُس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھدیا تھا اور اسی طرح بے تصحیح طبع ہو گیا تھا یعنی جو حضور پر نور رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا وہی صحیح تھا حضور سے حضرت جد امجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا کہ اُسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا خوب اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی پھر اُن مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا حقیقتاً کاتب نے غلط لکھدیا ہے پھر قلم فیض رقم سے اُس کی تصحیح فرمادی۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ اس قسم کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے تو ایک روز تنہائی میں حضور سے کہنے لگے صاحبزادے سچ سچ بتادو میں کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن ہو آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

انہیں کا بیان ہے ایک روز مولوی صاحب موصوف حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے سلام کیا مولوی صاحب نے جواب دیا جیتے رہو اس پر حضور نے عرض کیا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔

انہیں کا بیان ہے رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور حضور پر نور اعلیحضرت کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے ایک محفوظ کمرے میں فیرینی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک تمازت کا وقت ہے کہ حضور کے والد ماجد آپ کو اسی کمرے میں لیجاتے ہیں اور کواڑ وں کی جوڑیاں بند کرکے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ اُسے کھالو عرض کرتے ہیں میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں ارشاد ہوتا ہے بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی حضور کے والد ماجد کی چشمان مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حاجی منتھن خانصاحب جن کا اسم گرامی حاجی محمد شاہ خانصاحب تھا محلہ سوداگراں میں حضور کے دولت خانہ سے کچھ فاصلہ پر اُتر جانب اُن کا مکان ہے) حضور کی نشستگاہ میں جاروب کشی فرمارہے تھے چونکہ ہم لوگوں کو یہ پہلا اتفاق دیکھنے کا ہوا برادرم قناعت علی صاحب کی غیرت نے یہ گوارا کیا کہ ایک بزرگ ہستی جو نہ صرف ایک معمر دیندار اہل علم ہیں بلکہ معقول زمینداری بھی رکھتے ہیں وہ جاروب کشی کریں اور میں کھڑا دیکھتا رہوں اس لئے بڑھکر اس خدمت کو خود انجام دینا چاہا مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے صاحبزادے یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں (ہم لوگوں کو اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بھی شرف بیعت سے مشرف ہیں بس یہ جانتے تھے کہ حضور کے پڑوسی اور برادری کے آدمی اور ایک زمیندار ہیں) میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں ان کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔

عام حالات

جناب ذکاء اللہ خانصاحب رضوی تحریر کرتے ہیں۔ کہ خادم نے حضرت کی حیات ظاہری میں اندازاً بارہ یا چودہ سال خدمت کی یا اس سے زائد حضرت کی عادت کریمہ تھی کہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف رکھتے تھے۔ بعد نماز مغرب مکان میں تشریف لیجاتے اور روزانہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں تشریف رکھتے علوم و فیوض و برکات کے دریا جاری ہوتے اور حضار آستانہ عوام اہلسنت و علمائے اہلسنت مستفیض ہوا کرتے البتہ موسم سرما میں عصر مغرب کے درمیان مسجد ہی میں رہتے تمام حاضرین بھی اعتکاف کے ساتھ مسجد شریف ہی حاضر خدمت رہتے اور وہیں تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہا کرتا مغرب کی نماز پڑھکر زنانہ مکان میں تشریف لے جاتے یہ حضرت کا معمول تھا۔ علاوہ اس کے حضرت پانچوں وقت نماز میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز با جماعت مسجد میں ادا فرماتے۔ اگر کوئی صاحب کسی کام کے لئے شہر سے آتے یا کسی دوسرے شہر سے حضرت کی ملاقات کو تشریف لاتے اطلاع ہوتے ہی حضرت باہر تشریف لے آتے ایک صاحب جن کا نام حاجی کفایت اللہ صاحب ہے وہ حضرت کے خاص خادم تھے اور حضر سفر میں برابر سایہ کی طرح ساتھ رہتے ایک سید صاحب مدنی

حضرت سے علم جفر سیکھنے کی غرض سے مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے اور بہت عرصہ تک قیام کر کے علم جفر حاصل کیا جب مدنی صاحب کلکتہ جانے لگے تو حضرت سے فرمایا میرے ساتھ کوئی شخص ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت نے حاجی کفایت اللہ صاحب کو ہمراہ کیا اور حاجی صاحب نے مجھ خادم سے کہا کہ میں کلکتہ جاتا ہوں اور اعلیحضرت کی خدمت تمہارے سپرد کرتا ہوں اور حضرت سے بھی یہی عرض کیا حضرت نے مجھے خدمت کے لئے قبول فرمایا۔

جنابؒ علی محمد خانصاحب اعلیحضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ جناب والدہ ماجدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اعلیحضرت نے کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے کو جائیں مگر والد ماجد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے اور سمجھ لیا کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن کی بہت اہمیت کی وجہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ باقی چھ دن پڑھنے کے ہیں۔

حاجی کفایت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیحضرت حاجی خدا بخش صاحب کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب اعلی حضرت اُس مکان میں تشریف لیجا کر بیٹھے تو لڑکے نے مٹھائی لا کر رکھی کہ گیارہویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے حضرت نے اُس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اُس کے بعد اُس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک چادر سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہوگئی۔ کہ اعلیحضرت سر اٹھائیں تو میں سلام کروں حضرت نے سر اٹھایا تو اُس نے سلام کیا حضرت نے اُس کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہاں پر بیاہی ہو؟ وہ عورت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ توسیع مسجد شریف کے لئے غسلخانہ کنواں طہارت خانہ مسقف کرنا تھا چنانچہ مستری علی حسین قادری رضوی مرحوم نے ستونوں کی تعمیر شروع کی ہی تھی کہ ظہر کے وقت حضور نے دیکھکر فرمایا بھائی علی حسین یہ ستون تو کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں خوبصورت بنا دیجئے پھر فرمایا میں نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت کبھی دخل نہیں دیا۔ البتہ الماریوں کے لئے ضرور کہا تھا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ کتابیں محفوظ رہیں۔

انہیںؒ کا بیان ہے کہ سبک خرامی کا یہ حال تھا کہ کبھی حضور کے چلنے میں پائے مبارک کی چاپ سننے میں نہ آئی اکثر اوقات ایسا ہوا کہ میں اور برادرم قناعت علی پھاٹک میں سہ دری کے

اندر کام کر رہے ہیں اور حضور پرنور کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لے آئے اور پورا صحن بیرونی نشستگاہ طے فرماکر خود تقدیم سلام فرمائی تب خبردار ہوئے۔

انہیںؓ کا بیان ہے کہ کوہ بھوالی سے میری طلبی فرمائی جاتی ہے۔ میں بہمراہی شاہزادہ اصغر حضرت مولانا مولوی شاہ محمد آل الرحمٰن مصطفےٰ رضاخاں صاحب مدظلہ الاقدس بعد مغرب وہاں پہنچا ہوں۔ شاہزادہ ممدوح اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں ابھی حضور کو آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں مگر باوجود اس آگاہی کے کہ حضور تشریف لانے والے ہیں تقدیم سلام سرکار ہی فرماتے ہیں اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے قریب جلوہ فرما ہیں۔

انہیںؓ کا بیان ہے کہ حضور کی غذا زیادہ سے زیادہ ایک پیالی شوربا بکری کا بغیر مرچ کا اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ سوجی کا اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات ناغہ بھی ہوتا تھا۔

انہیںؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور کی چشمان مبارک دکھنے آگئیں اس دوران میں ہر وقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا سید صاحب دیکھیے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا کہ ایک روز حکیم عبدالسبحان صاحب جو بمبئی سے علم جفر سیکھنے کے لئے آئے تھے اور مقیم آستانہ شریف تھے ایک چھوٹی سی شیشی میں رقیق دوا آنکھوں میں ڈالنے کے واسطے پیش کرتے ہیں حضور نے اس کے اجزا دریافت فرمائے حکیم صاحب نے عرض کیا حضور استعمال تو فرمائیں اور بہت کچھ تعریف کی حضور نے فرمایا میں بغیر تحقیق اجزا کوئی دوا استعمال نہیں کرتا ہوں حکیم صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے یہی کہا کہ اس میں کوئی شے مضر نہیں ہے انشاء اللہ ایک بار کے استعمال سے حضور فائدہ محسوس فرمائیں گے اسی وقت اجزا بھی بتادوں گا۔ غرض حکیم صاحب کے اطمینانی الفاظ کو باور کرتے ہوئے مکان میں جاکر جس وقت دوا کے قطرات آنکھوں میں ٹپکائے ناقابل برداشت تکلیف پیدا ہوگئی حضور دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے ہوئے باہر تشریف لائے اور بیتابانہ حکیم صاحب سے فرمایا اب تو اجزا بتادیجئے مجھے سخت تکلیف ہے حکیم صاحب نے منجملہ دیگر ادویات کے عرق لیموں کا بھی نام لیا جسے سن کر حاضرین چونک پڑے حضور نے فرمایا آنکھ میں اور لیموں کا عرق ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر فرمایا حکیم صاحب آنکھ جیسی نازک چیز اور ایسا تیز عرق جناب سید ایوب علی صاحبؓ کا بیان

ہے کہ حضور ہفتہ میں دو بار جمعہ اور سہ شنبہ کو ملبوسات شریف تبدیل فرمایا کرتے تھے ہاں اگر پنجشنبہ کو یوم عیدین یا یوم النبی اکرم پڑے تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے یا شنبہ کے دن یہ مبارک تقریبیں آتیں تب بھی دونوں دن تبدیل فرماتے ان دونوں تقریبوں کے علاوہ سوا یوم معین کے اور کسی وجہ سے لباس تبدیل نہ فرماتے حتی کہ جیلانی میاں سلمہ کے ختنہ کی تقریب ایسے روز ہوئی کہ تبدیل لباس کا دن نہ تھا وہی لباس زیب تن رکھا تبدیل نہ فرمایا اگرچہ بعض اقربا و اعزا و رؤسائے شہر مکلف لباس پہن کر آئے تھے۔ مگر حضور اپنا لباس سابق پہنے ہوئے شریک تقریب ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ امام کو نماز میں سہو سے مطلع کرنے کے لئے اللہ اکبر نہ فرماتے مثلاً تیسری رکعت میں قعدہ کرنا چاہتا ہے تو سبحان اللہ فرمایا کرتے۔ کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھکر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور کے طریقہ نشست عرض کردوں چونکہ کمر میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا اس لیے گاؤ تکیہ پشت مبارک کے پیچھے رکھا کرتے تھے اس سے پیشتر کہ یہ مرض نہ تھا کبھی گاؤ تکیہ استعمال نہ فرمایا کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دونوں زانو اوٹھائے رہتے ورنہ سیدھا زانوے مبارک اکثر اوٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بایاں زانو ضرورۃً اٹھاتے تو دہنا بچھا لیا کرتے تھے ذکر میلاد مبارک میں ابتدا تا انتہا تک ادباً دو زانو رہا کرتے یوہیں وعظ فرماتے چار پانچ گھنٹے کامل دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے اخیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا ورنہ پہلے پان بہت کثرت سے بغیر زردہ کے استعمال فرماتے مگر بوقت وعظ پان مطلق ملاحظہ نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی صراحی شیشہ کی پاس رکھی جاتی اس سے خشکی رفع فرمانے کے لئے غرارہ کر لیا کرتے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض عادات کریمہ یہ تھے۔ بشکل نام اقدس (محمد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرمانا۔ ٹھٹھا نہ لگانا۔ جمائی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لینا اور کوئی آواز نہ ہونا کلی کرتے وقت دست چپ ریش مبارک پر رکھکر خمیدہ سر ہو کر پانی مونھ سے گرانا۔ قبلہ کی طرف رخ کر کے کبھی نہ تھوکنا نہ قبلہ کی طرف پائے مبارک دراز کرنا نماز پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نماز با عمامہ پڑھنا۔ بغیر صوف پڑی

دوات سے نفرت کرتا یوہیں لوہے کے قلم سے اجتناب کرنا خط بنواتے وقت اپنا کنگھا و شیشہ استعمال فرمانا مسواک کرنا سر مبارک میں چنبیلی ڈلوانا۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری ہانڈی پیش کی حضور نے فرمایا کیسی تکلیف فرمائی اُنہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کے لیئے حاضر ہوا ہوں حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت فرمایا کوئی کام ہے اُنہوں نے عرض کیا کچھ نہیں حضور محض مزاج پرسی کے لیئے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا عنایت و نوازش اور قدرے سکوت کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا کچھ فرمایئے گا۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس کے بعد حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوا دی اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا اچھا تشریف رکھیے اور اپنے بھانجے علی احمد خانصاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (کہ یہ کام اُنہیں کے متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھدی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جائیے میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے اُنہوں نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ فرمایا بالآخر وہ بیچارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خانصاحب قادری رضوی ساکن محلہ چھیپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ مجھے ایک پیپا مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے چنانچہ وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے حضور نے قیمت دریافت فرمائی انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دیدیں اس پر حضور نے فرمایا مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں اُنہوں نے عرض کیا نہیں حضور آپ میرے بزرگ ہیں عالم ہیں آپ سے عام بکری کے دام کیسے لے سکتا ہوں حضور نے فرمایا میں علم نہیں بیچتا ہوں اور وہی عام بکری کے دام خانصاحب کو دیجے۔

اُنہیں کا بیان ہے کہ حضور کے ایک مرید فٹن نامی فٹن چلایا کرتے تھے ریلوے سٹیشن بریلی جنکشن پر رہتے تھے اُنہوں نے نئی گاڑی بنوائی تھی اُسے قبل ظہر حضور کے پھاٹک پر لا کر کھڑا کیا تھوڑی دیر

میں حضور نماز کے لئے تشریف لائے انہوں نے دست بوسی کی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے یہ نئی گاڑی بنوائی ہے اس پر ابھی کوئی سوار نہیں ہوا ہے میری تمنا ہے کہ پہلے حضور اس میں تشریف رکھیں چنانچہ حضور نے کچھ پڑھا اور گاڑی میں بیٹھکر دروازہ مسجد شریف پر جو ۳۰-۴۰ قدم کے فاصلہ پر تھا اترے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

نبیرہ حضرت محدث سورتی مولانا قاری احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ننا میاں صاحب سجادہ نشین حضرت محدث سورتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ جب مسجد سے فارغ ہوکر پھاٹک کی طرف تشریف لے جاتے تو اپنا عمامہ اتار کر بغل میں دبالیا کرتے تھے۔ اور نہایت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چلتے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ ہر قدم پر کچھ پڑھتے ہوئے جارہے ہیں نگاہیں اکثر نیچی رہا کرتی تھیں مگر کبھی سامنے بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔

مولوی محمد حسین صاحب چشتی نظامی فخری بریلوی بانی عید میلاد مبارک وموجد طلسمی پریس میرٹھی ثم الاجمیری تحریر فرماتے ہیں آج ۱۲ شوال ۱۳۶۶ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء کو میری عمر دو ماہ کم چوہتر سال کی ہے میں نے ابتدائی عمر میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل فتاویٰ کی خدمت چند سال ۱۳۱۲ھ میں انجام دی ہے پھر مجھے ۲۰ سال کی عمر میں حکماً میرٹھ بھیجا گیا اس وقت میرٹھ میں وہابیت بہت زیادہ تھی اعلیحضرت ضعیف الجثہ اور نہایت قلیل الغذا بزرگ تھے اپنا وقت کبھی بیکار صرف نہیں فرماتے تھے ہمہ وقت تالیف و تصنیف و فتاویٰ نویسی کا مشغلہ تھا اسی وجہ سے زنانخانہ میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہیں ہوگا یا بہت ہی کم ہوگا۔ صرف پنجگانہ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں یا اتفاقیہ کسی مہمان سے ملنے کو کسی وقت البتہ عصر کی نماز کے بعد باہر ہی پھاٹک میں تشریف رکھتے اور وہی وقت عام لوگوں کی ملاقات کا تھا تمام عمر جماعت سے نماز التزاماً پڑھی اور باوجود یکہ بیحد حارہ مزاج تھے مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا نہ کیا اعلیحضرت جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل یہ بات نظر نہ آئی ہمیشہ میری دو رکعت ان کی ایک رکعت میں ہوتی تھیں اور دوسرے

لوگ میری چار رکعت ہیں کم سے کم چھ رکعت بلکہ آٹھ رکعت پڑھا کرتے ہر شخص حتیٰ کہ چھوٹی عمر والے سے بھی نہایت ہی خلق سے ملتے آپ اور جناب سے مخاطب فرماتے اور حسب حیثیت اُس کی توقیر و تعظیم فرماتے۔

بسم اللہ خوانی و سلسلہ تعلیم

صحیح طور پر نہ معلوم ہو سکا کہ حضور کی بسم اللہ خوانی کس عمر میں ہوئی مگر وقت بسم اللہ خوانی عجیب واقعہ پیش آیا حضور کے استاد محترم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف با تا ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا حضور ان کے بتانے کے مطابق پڑھتے رہے جب لام الف کی نوبت آئی اُستاذ نے فرمایا کہو لام الف حضور خاموش ہو گئے اور نہیں کہا اُستاذ نے دوبارہ کہا کہو میاں لام الف حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں لام بھی پڑھ چکے ہیں الف بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہ دوبارہ کیسا اس وقت حضور کے جد امجد اعلیحضرت مولانا رضا علی خانصاحب قدس سرہ العزیز نے کہ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے فرمایا بیٹا اُستاذ کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل حکم کی اور اپنے جد امجد کے چہرہ کی طرف نظر کی حضور نے اپنے فراست ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب اسمیں ایک مرکب لفظ کیسے آیا ورنہ یہ دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہ تھا اور سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا مگر ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات حضرت جد امجد نے نور باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر اُن کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا بیٹا تمہارا خیال درست اور سمجھنا بجا ہے مگر بات یہ ہے۔ کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا حقیقتہً وہ ہمزہ ہے۔ اور یہ درحقیقت الف ہے۔ لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن اس لئے ایک حرف یعنی لام اول میں لا کر اُس کا تلفظ بتانا مقصود ہے حضور نے فرمایا تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا اتنے دور کے بعد لام کی کیا خصوصیت ہے با تا دال سین بھی اول لا سکتے تھے۔ حضرت جد امجد نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا اور دل سے بہت دعائیں دیں اور پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً سیرۃً مناسبت خاص ہے ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے

۷ بالا اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں گویا ہے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری !

کہنے کو حضور کے جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر باتوں بات میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اسی وقت سے پیدا کر دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں وہ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اعلیحضرت خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظاً بہ لفظ سنا دیتا روزانہ یہ حالت دیکھکر سخت تعجب کرتے ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔

فرشتہ

ابتدائی کتابیں ان مولوی صاحب سے جب حضور نے پڑھ لیں تو میزان منشعب وغیرہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے پڑھنا شروع کیا میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم مغفور کو دیکھا تھا گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال داڑھی سر کے بال ایک ایک کر کے سفید عمامہ باندھے رہتے جب کبھی اعلیحضرت کے پاس تشریف لاتے اعلیحضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امرتلالین میں تھا وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے فتاوی میں اکثر استفتا ان کے ہیں انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیحضرت نے رسالہ مبارکہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین۔ تحریر فرمایا ہے اعلیحضرت ان کی بات بہت مانا کرتے جب کوئی اہم کام سمجھا جاتا لوگ حضرت مرزا صاحب مرحوم کو سفارشی لاتے ان کی سفارش کبھی رائیگاں نہیں جاتی اعلیحضرت ان کا بہت زیادہ خیال فرماتے اور وہ جو کچھ عرض کرتے ان کی عرض قبول فرماتے۔ بڑے صاحب تقوی اور اعلیحضرت کے فدائی اور جاں نثار تھے۔ خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں ایک صاحبزادہ جن کا

نامی مرزا عبد العزیز بیگ صاحب ہے دینیات سے واقف اور طبیب ہیں اگرچہ آج کل اُن کی صحت اچھی نہیں ہے مگر بہت خوبیوں کے آدمی ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولی تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے کہ اعلیحضرت کے اوستاد کی یادگار ہیں بریلی جامع مسجد کے قریب مکان ہے پنجوقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں۔ الغرض جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے حضور فارغ ہوئے تو تمام دینیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی متولد ۱۲۴۶ھ متوفی ۱۲۹۷ھ سے تمام فرمائی اور تیرہ سال دس مہینہ کی عمر شریف میں ۱۲۸۶ھ میں تمام درسیات سے فراغ پایا زبر دینیات سے تعویذ تاریخ فراغت ہے (۱۲۸۶) اور اس میں صاحب بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ حضور کو دشمنوں کے شر سے پناہ میں رکھے گا۔ اور دوسرا مادہ تاریخ غفور ہے (۱۲۸۶) اس میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حضور اور حضور کے وابستگان دامن کے لئے غفور ہے ؎

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے ماہ کی منزل غفر کی ہے

اعلیحضرت ایک مرتبہ کسی ضرورت سے رامپور تشریف لے گئے وہاں جناب مولانا عبد العلی صاحب ہیأت کے مشہور فاضل تھے چند روز ان کی خدمت میں رہ کر شرح چغمینی کے اسباق لیے تھے دوسری مرتبہ بعض خاص رشتہ داروں کے یہاں رامپور تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا حضرت کے خسر جناب شیخ فضل حسین صاحب مرحوم حضور نواب رامپور نواب کلب علیخاں صاحب بہادر مغفور کے یہاں بہت ہی علی عہدہ پر تھے نواب صاحب کے دربار میں اعلیحضرت کا تذکرہ ہوا نواب صاحب مشتاق ملاقات ہوئے حسب طلب اپنے خسر صاحب قبلہ رامپور تشریف لے گئے نواب صاحب نے خاص اپنے پلنگ پر بیٹھنے کیلیے فرمایا اور کچھ علمی باتیں پوچھتے رہے اتنے میں فرمایا کہ یہاں مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مشہور منطقی ہیں۔ آپ اُن سے کچھ منطق کی کتابیں قدماء کی تصنیفات سے پڑھ لیجیے اعلیحضرت نے فرمایا اگر والد ماجد صاحب کی اجازت ہوگی تو کچھ دن یہاں ٹھہر سکتا ہوں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتفاق وقت جناب مولانا عبد الحق صاحب خیر آبادی مرحوم بھی تشریف لے آئے جناب نواب صاحب نے اعلیحضرت کا اُن سے تعارف کیا اور فرمایا باوجود کم سنی ان کی کتابیں سب ختم ہیں اور اپنے مشورہ کا ذکر فرمایا مولانا عبد الحق صاحب مرحوم کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں صرف ڈھائی عالم ہوئے ایک مولانا بحر العلوم دوسرے والد مرحوم اور نصف بندہ معصوم وہ کب ایک کم عمر شخص کو عالم مان سکتے تھے اعلیحضرت سے دریافت فرمایا کہ منطق میں انتہائی

کون کتاب آپ نے پڑھی ہے اعلیحضرت نے فرمایا "قاضی مبارک" یہ سنکر دریافت فرمایا کہ شرح تہذیب پڑھ
چکے ہیں یہ طعن آمیز سوال سن کر اعلیحضرت نے فرمایا کہ کیا جناب کے یہاں قاضی مبارک کے بعد شرح
تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ سوال سیر کا سواسیر پاکر جناب مولانا عبدالحق صاحب نے سوال کا رخ دوسری
جانب پھیرا اور پوچھا آپ کیا مشغلہ ہے فرمایا تدریس افتا تصنیف فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں
فرمایا مسائل دینیہ ورد وہابیہ اس کو سن کر فرمایا رد وہابیہ! ایک میراده بدایونی خبطی ہے کہ ہمیشہ اسی
خبط میں رہتا ہے اور رد وہابیہ کیا کرتا ہے۔ (وہ اشارہ حضرت مقتدائے ملت تاج الفحول محب
الرسول عالیجناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے اور میرا کہنے
کی وجہ یہ ہے کہ حضرت تاج الفحول جناب مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
رشید تھے) اعلیحضرت نے سنتے ہی فرمایا جناب کو معلوم ہوگا کہ وہابیہ کا رد سب سے پہلے جناب مولانا
فضل حق جناب کے والد ماجد ہی نے کیا اور مولوی اسمعیل دہلوی کو بھرے مجمع میں مناظرہ کرکے ساکت
کیا اور ان کے رد میں ایک مستقل رسالہ بنام تحقیق الفتوی لسلب الطغوی تحریر فرمایا ہے اس پر
مولانا عبدالحق صاحب خاموش ہوگئے۔ اور کچھ جواب نہ دیا اعلیحضرت فرمایا کرتے تھے جب تک
حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ عالم حیات میں تھے جو کچھ میں لکھتا والد ماجد صاحب کو دکھا
لیا کرتا تھا کبھی کبھی ضرورت دیکھتے اصلاح فرما دیتے۔ علمی مضامین اور تحقیقات مسائل کو ملاحظہ
فرما کر مسرور ہوتے اور جلیل دعاؤں سے سرفراز فرماتے انہی مستجاب دعاؤں کا اثر ہے کہ اس وقت
سے آج تک دینی خدمات کی ادا میں بد مذہبوں کے کیادی و عیاری کے پردے چاک
کرنے ۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑوں کو عیار بھیڑیوں سے
بچانے میں مشغول ہوں۔ اور بفضلہ تعالےٰ ان تمام بے دینوں کے مقابل غالب ومنصور
اور بد مذہب خائب وخاسر اس دینی خدمت پر مولا تعالےٰ کا شکر بجا لاتا ہوں
(حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ کا فرمانا ہے کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارتوں
کی اصلاح سوائے جد امجد علیہ الرحمۃ کے کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ محمد ظفر علی ناظم دارالعلوم امجدیہ کراچی)
اعلیحضرت فرماتے تھے کہ جمادی الاولی ۱۲۹۴ھ میں شرف بیعت سے مشرف ہوا تعلیم طریقت
حضور پرنور پیر و مرشد برحق سے حاصل کیا ۱۲۹۶ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے

حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولیعہد وسجادہ نشین کے سپرد فرمایا حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت وعلم تکسیر علم جفر وغیرہ علوم ہیں نے حاصل کئے الغرض اعلیحضرت کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے حضرت والد ماجد صاحب قدس سرہ العزیز کے علاوہ پنجتن پاک کے عشاق صرف یہ پنج نفوس قدسیہ ہیں (۱) اعلیحضرت کے وہ استاذ جنہوں نے ابتدائی کتابیں پڑھائیں (۲) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۳) جناب مولانا عبد العلی صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت سلالہ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز اور والد ماجد وپیرومرشد قدس اسرارہما کو شامل کرکے چھ نفوس قدسیہ ہوتے ہیں ان چھ حضرات کے علاوہ حضور نے کسی کے سامنے زانوے ادب تہ نہیں کیا مگر خداوندعالم نے محض اپنے فضل وکرم اور آپ کی محنت وخداداد ذہانت کی وجہ سے اتنے علوم وفنون کا جامع بنایا کہ پچاس فنون میں حضور نے تصنیفات فرمائیں اور علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ خدام ومعتقدین کا تو کہنا کیا نخالفین مخالفین کرتے اپنی سیاہ قلبی کی وجہ سے برائیاں کرتے مگر ساتھ ساتھ ٹیپ کا بند یہ ضرور کہنے پر مجبور ہوتے کہ یہ سب کچھ ہے مگر مولانا احمد رضا خانصاحب قلم کے بادشاہ ہیں جس مسئلہ پہ قلم اٹھایا نہ موافق کو ضرورت افزائش نہ مخالف کو دم زدن کی گنجائش ہوتی ہے۔

نواب وحید احمد خانصاحب رضوی بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی احسان حسین صاحب مرحوم جو نہایت نیک خلیق بے لوث اور حد درجہ دیندار تھے جامع مسجد بریلی میں محض لوجہ اللہ درس حدیث بعد نماز ظہر دیتے تھے اور اپنا زیادہ وقت جامع مسجد ہی میں مطالعہ حدیث شریف ورد ووظائف میں گذارتے تھے انہوں نے فقیر کو جامع مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ شوق دلایا چنانچہ بفضلہ تعالٰے فقیر جامع مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنے لگا۔ یہ فقیر انگریزی اسکول کی جماعت ششم میں پڑھتا تھا تو یہی مولوی صاحب فارسی زبان کی تعلیم کے لئے مقرر کئے گئے تھے مولوی صاحب موصوف سے ایک مرتبہ فقیر نے اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی شاہ محمد احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالٰے عنہ کی بابت استفسار کیا تو مولوی صاحب موصوف نے اعلیحضرت کے علم وفضل کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ میں اعلیحضرت قبلہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں شروع ہی سے اعلیحضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ

استاد سے کبھی ربع کتاب سے زائد نہیں پڑھی ایک ربع کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھکر اور یاد کرکے سنا دیا کرتے تھے۔

قوت حافظہ و حفظ قرآن شریف

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھدیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا کوئی رکوع ایکبار پڑھکر مجھے سنادیں دوبارہ مجھ سے سن لیں بس ایک ترتیب ذہن نشین کر لیتا ہے اور اسی روز سے دور شروع فرمادیا جس کا وقت غالبا عشا کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس لئے کہ پہلے روز کاشانہ اقدس سے آتے وقت سورہ بقرہ شریف تلاوت میں تھی اور تیسرے روز تیسرا پارہ قراءت میں تھا جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا چنانچہ آئندہ ایک موقع پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی الفاظ ارشاد عالی کے یاد نہیں ہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا کہ بحمد اللہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ثابت ہو۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیحضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی حضرت آرام فرماتے تھے مگر بیدار تھے مجھے وہ غلطی بتائی میں نے دوبارہ پڑھا فرمایا اب مجھ سے سنو وہی رکوع پڑھا پھر اس کے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔

انہیں کا بیان ہے میں ایک مرتبہ میرٹھ سے بریلی گیا معلوم ہوا طبیعت ناساز ہے ڈاکٹروں نے ملنے اور باتیں کرنے کو منع کر دیا ہے اس وجہ سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں مقیم ہیں اور وہاں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ مجھسے لوگ واقف تھے مجھے پتہ بتادیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب آئے اور نام پوچھکر اندر اطلاع کو گئے جب وہاں سے اجازت ملی تب آکر دروازہ کھولا دیکھا بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب پڑھکر حضرت اپنے پلنگ پر رونق افروز ہوئے ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے بعد

چار صاحب پہنچے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی صاحب -
جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب ایک اور کوئی صاحب یہ چاروں صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس جو کرسیاں
تھیں اُن پر بیٹھ گئے اعلیحضرت نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علی صاحب کو دیکر فرمایا آج تیس خط آئے
تھے ایک میں نے کھول لیا ہے یہ ۲۹ گن لیجے اُنہوں نے ۲۹ گن کر ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر
چند سوالات تھے۔ وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھنے لگے
اور لکھکر عرض کی حضور حضرت نے اُس کے آگے کا ایک فقرہ فرمایا۔ وہ لکھکر پھر حضور کہتے وہ سلسلہ وار
اُس کے آگے کا فقرہ فرمادیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان میں اپنا خط
سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنانے
لگتے اسی طرح اُنہوں نے اپنا خط ختم کیا اور اُن کو بھی اُن کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ مناسب
تھا وہ ارشاد فرمادیا۔ اب دونوں صاحب اپنا اپنا فقرہ ختم کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب
ملنے پر لکھنا شروع کرتے اسی حالت میں ان دو حضور حضور سے جتنا وقت بچا اس میں تیسرے
صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کیا اب چوتھے صاحب نے
ان تین حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچا اپنا خط سنانا شروع کیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب
لکھنا شروع کیا یہ دیکھکر مجھے حقیقتہً پسینہ آگیا اور ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی
حالت میں کچھ مسئلے پوچھے جنہیں سن کر مجھے بہت ملال اور غصہ ہوا کہ اُس شخص کو ایسی حالت
میں سوال کرنے کا کچھ خیال نہیں مگر اعلیحضرت نے ذرہ بھر بھی ملال نہ فرمایا اور بہت اطمینان سے اُن
کو بھی برابر جواب دیے (میں نے اپنے عمر میں ایسے حافظہ کا کوئی شخص نہیں دیکھا) اسی طرح وہ ۲۹
خط پورے کئے گئے اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں کے کام اور بات کرنے کو منع کرنے کے جواب میں
حضرت نے صرف یہ مان لیا تھا۔ کہ شب کو اپنے ہاتھ سے تحریر نہ فرمائیں گے اُس کا یہ اہتمام تھا
اور دن بھر خود تحریر فرمایا کرتے تھے اور اس قدر جلد تحریر فرماتے تھے کہ کئی شخصوں کو اعلیحضرت
کے ایک دن کے لکھے کی نقل کرنا دشوار ہوتا اور شب کو اسی طرح کام کیا جاتا تھا۔
اُنہیں کا بیان ہے میرے بریلی قیام کے زمانہ میں حضرت کا ماء الجبن ہوا جس میں ۲۰ مسہل ہوتے
ہیں مگر کام مسلسل جاری رہا عزیزوں نے یہ دیکھکر منع کیا مگر نہ مانے اُنہوں نے طبیب صاحب سے

کہا کہ مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں اور قریباً ۱۲ مسہل ہوں گے۔ آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو یہ ارشاد فرمایا اچھا مسہل کے دن میں خود نہیں لکھوں گا۔ دوسروں سے لکھوا دیا کروں گا۔ اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں گا۔ طبیب صاحب نے کہا اس کو غنیمت سمجھو اُس کا یہ انتظام کیا گیا کہ ایک مکان میں چند الماریاں لگا کر اُس میں کتابیں رکھدی گئیں مسہل کے دن حضرت اُس مکان میں تشریف لے گئے اور صرف میں - دروازہ بند کر دیا گیا - اب جو فتوی لکھا ہوتا اُس کا کچھ مضمون لکھا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو اکثر کتابیں سری آپ کی کئی کئی جلدوں میں تھیں مجھ سے فرماتے اتنے صفحے لوٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اُسے نقل کر دیں وہ فقرہ دیکھکر پورا مضمون لکھتا اور سخت متحیر ہوتا کہ وہ کونسا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ در سطر گن کر رکھے گئے تھے غرضیکہ اُن کا حافظہ اور دماغی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اعلیحضرت ایک مرتبہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت استاذی مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ کے مہمان ہوئے اثنائے گفتگو میں عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کا ذکر نکلا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ میرے کتبخانہ میں ہے اتفاق وقت باوجودیکہ اعلیحضرت کے کتبخانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں۔ مگر اس وقت تک عقود الدریہ منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اعلیحضرت نے فرمایا میں نے نہیں دیکھی ہے۔ جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب لاکر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرمایا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجدیجئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتوی دیا کرتا ہوں اعلیحضرت نے فرمایا اچھا اعلیحضرت کا قصد اُسی دن واپسی کا تھا مگر اعلیحضرت کے ایک جان نثار مرید نے حضرت کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا۔ شب کو اعلیحضرت نے عقود الدریہ کو جو ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں تھی ملاحظہ فرمایا دوسرے دن دوپہر کے بعد ظہر کی نماز پڑھکر گاڑی کا وقت تھا بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا جب اسباب درست کیا جانے لگا۔ تو عقود الدریہ کو بجائے سامان میں رکھنے کے

فرمایا کہ محدث صاحب کو دے آؤ مجھے تعجب ہوا کہ قصد لیجانے کا تھا واپس کیوں فرما رہے ہیں لیکن کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی حضرت محدث صاحب کی خدمت میں میں نے حاضر کیا وہ اعلیحضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک ساتھ جانے کے لئے زنانہ مکان سے تشریف لا رہے تھے۔ کہ میں نے اعلیحضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا فرمایا میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیجدیجئے گا۔ ملال ہوا کہ اس کتاب کو واپس کیا فرمایا قصد بریلی ساتھ لے جانے کا تھا اور اگر کل ہی جاتا تو اس کتاب کو ساتھ لیتا جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا بس ایک مرتبہ دیکھ لینا کافی ہو گیا اعلیحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینہ تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہو گی فتاویٰ میں لکھدوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا

مزاح و ظرافت

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا سید شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس میں مولانا احمد رضا خانصاحب تشریف لائے اس سفر میں اُن کے بہنوئی بھی اُن کے ساتھ تھے اُنہوں نے میرے خادم غلام نبی سے اُس کی ذات پوچھی اُس نے جواب دیا ہم پٹھان ہیں اس پر اُنہوں نے کہا تو تم ہمارے بھائی ہو اُنہوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان ہو۔ چونکہ وہ بوجہ لا علمی و ناواقفی جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال سے چڑھ گیا اس نے کہا میں کون پٹھان چمر پٹھان ہیں اس پر مولانا نے ازراہ مزاح اپنے بہنوئی سے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی ہیں اور اپنے کو چمر پٹھان بتاتے ہیں تو یہ آپ کی اصل آج معلوم ہوئی کہ آپ چمر پٹھان ہیں

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے دیکھا کہ ایک بازیگر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور پانی کا بھرا ہوا کٹورا ایک ڈورے کا سرا ڈال کر اُسے اُٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک سے اپنا جوتہ اوتار کر اُس کے سامنے ڈالدیا

اور فرمایا کہ تو اُسے تو لوٹ دے بھلا وہ کیا اُس سے مس کرتا آخر پہن کر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ جیلانی میاں سلمہ کی تقریب ختنہ بہت دھوم دھام سے منائی گئی تھی اعزہ واقربا اور شہر کے رؤسا وعام وخاص سب شریک تقریب تھے جس مکان میں ختنہ ہونے والا تھا سب کو وہاں چلنے کے لئے کہا گیا سب لوگ روانہ ہوئے تو کسی نے حضور سے بھی تشریف لے چلنے کے لئے عرض کیا ارشاد فرمایا میں تو اس موقع پہ کبھی جاتا نہیں ہوں اپنی دفعہ میں مجبوری تھی۔

مساوات اسلامی

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیحضرت بھی کبھی کبھی اُن کے یہاں تشریف لیجایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضور اُن کے یہاں تشریف فرما تھے کہ اُن کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی تھی جھکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اُوس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اُٹھکر چلا گیا حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لئے آئے وہ اس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کیوں کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اُن صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وہ بیٹھ گئے پھر تو اُن صاحب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے اور فوراً اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر کبھی نہ آئے خلاف معمول جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں پھر خود ہی فرمایا میں بھی ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

تواضع وانکسار

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے کہ حضرت جد امجد سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ایک زمانہ میں میرے والد ماجد صاحب قدس سرہ نہایت اہتمام وانتظام اور اعلیٰ پیمانہ پر کیا کرتے تھے اس میں بارہا حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میرے اصرار سے بیان بھی فرمایا۔

مگر اس طرح کہ حاضرین مجلس سے فرماتے ہیں ابھی اپنے نفس کو وعظ نہیں کہہ پایا دوسروں کو وعظ کے کیا
لائق ہوں آپ حضرات مجھ سے مسائل شرعیہ دریافت فرمائیں اُن کے بارے میں جو حکم شرعی میرے علم میں
ہوگا چونکہ بعد سوال اُسے ظاہر کر دینا حکم شریعت ہے میں ظاہر کر دوں گا۔ فقیر قادری غفرلہ عرض کرتا
ہے التماس کہ حاضرین میں سے کوئی صاحب حسب حال سوال کر دیتے حضور پر نور اپنی تقریر دلپذیر سے
ایک موثر بیان اس مسئلہ پر فرما دیتے۔

حضرت سید صاحب موصوف قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک بار میرے اصرار سے مولانا نے
مزار صاحب البرکات قدس سرہ پر اپنے والد ماجد قبلہ کا مؤلفہ مولود شریف سرور القلوب فی ذکر مولد
المحبوب ابھی پڑھا ہے جامع حالات غفرلہ کہتا ہے۔ تواضع و انکسار کی یہ حد ہے اس لئے کہ کتاب
دیکھکر مجلس میں ایک معمولی مولوی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کو لوگ شان علم کے خلاف سمجھتے ہیں میں
نے بہتیروں کو دیکھا ہے کہ مبلغ علم اُن کا اُردو میں میلاد کی چند کتابیں مگر اُن کو دیکھکر نہیں پڑھا کرتے بلکہ
ایک مسلسل مضمون یاد کر لیا اور اسی کو زبانی جا بجا پڑھا کرتے ہیں۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف حضرت مولانا مولوی
وصی احمد صاحب محدث سورتی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس سے واپسی صبح کی گاڑی سے
ہوئی حضور نے اس وقت اسٹیشن پر آکر وظیفہ کی صندوقچی حاجی کفایت اللہ صاحب سے طلب فرمائی
کسی نے جلدی سے آرام کرسی ویٹنگ روم سے لاکر بچھا دی ارشاد فرمایا یہ تو بڑی متکبرانہ کرسی ہے
جتنی دیر تک وظیفہ پڑھا آرام کرسی کے تکیہ سے پشت مبارک نہ لگائی۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک سال بریلی میں رمضان المبارک
کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا اعلیحضرت مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف
کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں اعلیحضرت
بعد افطار پان نوش فرماتے شام کو کھانا کھاتے میں نے کسی دن نہیں دیکھا سحر کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک
پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی وہ نوش فرمایا کرتے ایکدن میں نے دریافت کیا حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا
اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے اسلیے یہ چٹنی آتی ہے ایکدن شام کو پان نہیں آئے اور یہ بہت پختہ عادت تھی کہ کھانے
کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے خاموش رہے مگر چونکہ پان کے از حد عادی تھے ناگواری ضرور پیدا

ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا حضرت نے اُسے ایک چپت مار کر فرمایا
کہ اتنی دیر میں لایا بعدہٗ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازہ پر تشریف لائے اس وقت
رحیم اللہ خاں ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں مخل نہ ہوں میں گھبرایا اور عرض کی
حضور ہم تو خدام ہیں مخل ہوا کیا معنی بعدہٗ اُس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام کو میں نے
غلطی کی جو تمہارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا۔ لہٰذا تم میرے سر پر چپت مارو اور ٹوپی اتار
کر اصرار فرماتے ہیں ہم دونوں بہت مضطرب اور دم بخود پریشان اور وہ بچہ بھی بہت پریشان اور
کانپنے لگا اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور میں نے معاف کیا فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف
کرنے کا حق نہیں تم چپت مارو مگر وہ نہ مار سکا بعدہ اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے دو پیسے دکھا
کر فرمایا میں تم کو یہ دوں گا تم چپت مارو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا۔ حضور میں نے معاف کیا آخر کار اعلیحضرت
نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے لگائیں اور پھر اُس کو
پیسے دے کر رخصت کیا۔

برِ اطاعت والدین

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ
مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جامع کمالات ظاہری
و باطنی صوری و معنوی بنایا تھا۔ اوصاف و کمالات میں جس کو لے کر دیکھئے مولانا کی ذات میں
بوجہ کمال اُس کا ظہور تھا والدین کی اتباع کا یہ حال تھا کہ جب مولانا کے والد ماجد جناب مولانا
نقی علی خاں صاحب کا انتقال ہوا اپنے حصہ جائداد کے خود مالک تھے مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے
سپرد تھا وہ پوری مالکہ و متصرفہ تھیں جس طرح چاہتیں صرف کرتیں جب مولانا کو کتابوں کی خریداری
کے لئے کسی غیر معمولی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ ماجدہ صاحبہ کی خدمت میں درخواست کرتے
اور اپنی ضرورت ظاہر کرتے جب وہ اجازت دیتیں اور درخواست منظور کرتیں تو کتابیں منگواتے۔
جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ میرے سامنے کا واقعہ
ہے کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا
خاں صاحب خلف اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۳ھ حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو
حضور جھانسی تک اُن کو پہنچانے تشریف لے گئے کہ وہاں سے بمبئی میل پر وہ لوگ روانہ

ہوں گے جو بیدھا بمبئی جائے گا۔ اور کہیں بدلنا نہ ہو گا۔ اس وقت تک اعلیٰحضرت کا قصد حج و زیارت کے لئے سفر کا بالکل نہ تھا۔ کہ حج فرض ادا ہو چکا تھا۔ زیارت سے مشرف ہو چکے تھے صرف اُن کی مشایعت مقصود تھی۔ اسی درمیان میں اعلیٰحضرت کو اپنی نعتیہ غزل یاد آ گئی جس کا مطلع ہے ؎

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر　　رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

وائے محرومیٔ قسمت کہ میں پھر اب کی برس　　رہ گیا ہمرہ زوّار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا۔ کہ دل بے چین ہو گیا اور وہی ہوا جس کو حضور نے دوسری غزل میں فرمایا ہے ؎

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب　　پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد مصمم فرمایا لیکن والدہ ماجدہ کی بغیر اجازت سفر مناسب نہ جانا اس لئے اُن کی گاڑی چھوٹنے کے بعد بریلی واپس تشریف لائے اور والدہ ماجدہ سے اجازت کے لئے حاضر خدمت ہوئے جب اجازت مل گئی مطمئن ہوئے ورنہ جھانسی سے واپسی کے بعد بہت پریشان نظر آتے تھے۔ اجازت ملجانے کے بعد سامان سفر مکمل فرمایا اور روانہ ہوئے حسن اتفاق کہ اعلیٰحضرت کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے اور یہ سفر مبارک بخیر و خوبی انجام پایا اسی سفر کے متعلق اعلیٰحضرت کا شعر ہے ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا　　پوچھا تھا ہم نے مجھ سے کہ نہضت کدھر کی ہے

حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی عام طور پر بھی زبان زد ہے جیسی نیت ویسی برکت یہ سفر اعلیٰحضرت کا چونکہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت پاک کے لئے تھا اس لئے ویسا ہی ہوا۔

مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کپور تھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے شوق دیدار

میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے۔ اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا فرماتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا　　تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ رزقنا اللہ وجمیع المسلمین زیارۃ النبی الکریم الروف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ببرکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع علماء الاسلام و المشائخ الکرام و المنتمین الیہ الی یوم القیام آمین۔

تعظیم و توقیر اکابر اعلیحضرت امام اہلسنت جس طرح اشداء علی الکفار کے مصداق تھے اسی طرح رحماء بینھم کی بھی زندہ تصویر تھے۔ علمائے اہلسنت کی عزت و قدر ایسی کرتے کہ باید و شاید خصوصاً حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے قصیدہ آمال الابرار و آلام الاشرار میں علمائے اہلسنت کی تعریف میں فرمایا ہے۔

اذا حلوا تحصرت الابادی　　اذا راحوا قصار المصر بید

یہ علماء کرام ایسے ہیں جب کسی ویرانہ میں اترتے ہیں تو ان کے دم قدم سے وہ پر رونق شہر ہو جاتا ہے اور وہ جب کسی شہر سے روانہ ہوتے ہیں تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔ جس زمانہ میں میں محض برکت کے لئے یہ قصیدہ اعلیحضرت سے پڑھا کرتا تھا ورنہ عربی اشعار کے زیر و زبر دیئے ہوئے ہیں ہر شعر کے نیچے اس کا ترجمہ کیا ہوا خاص خاص باتیں حاشیہ میں چھپی ہوئی ہیں اس میں پڑھنے کی کیا حاجت (جب اس شعر پر پہنچا میں نے کہا یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم ہوتا ہے اعلیحضرت نے فرمایا نہیں بلکہ بالکل واقعہ ہے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی کہ جب تشریف لایا کرتے تو شہر کی حالت بدل جایا کرتی عجیب رونق چہل پہل ہو جاتی اور جب تشریف لے جاتے تو باوجودیکہ سب لوگ موجود رہتے مگر ایک ویرانگی اور اداسی چھا جاتی اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ اور بعض اختلافی مسائل میں گفتگو ہو کر پھر اتفاق بھی ہو جاتا تھا حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ ایک بار ان دونوں حضرات میں مسئلہ عینیت و غیریت صفات باریتعالیٰ پر بحث ہوئی مولانا عبد القادر صاحب فرماتے کہ صوفیہ کے صفات کو عین ذات ماننے اور فلاسفہ کے عین ذات ماننے میں فرق ہے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب اس فرق کے ماننے میں اپنا تامل ظاہر فرماتے تھے آخر یہ ٹھہری کہ سیتاپور چلئے اور وہاں حضور جد امجد سیدنا شاہ اچھے میاں صاحب قدس سرہ العزیز کی مؤلفہ کتاب آئین احمدی کی جلد عقائد میرے کتب خانہ میں ہے۔ اور دیگر کتب صوفیہ بھی موجود ہیں ان میں فرق کو دیکھ لیجئے دونوں حضرات تشریف لائے اور اولاً آئین احمدی کی جلد عقائد سے کتاب زبدۃ العقائد مؤلفہ حضرت سید احمد صاحب کالپوی قدس سرہ جو ہمارے پیران سلسلہ سے ہیں مولانا عبد القادر صاحب نے نکال کر دکھائی اُسے دیکھکر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا میں بغیر دلیل تسلیم کئے لیتا ہوں کہ صوفیہ کے قول عینیت اور فلاسفہ کے قول عینیت میں فرق ہے اس لئے کہ میرے مرشدان عظام فرماتے ہیں کہ ہم جو صفات کو عین ذات مانتے ہیں وہ اس طرح نہیں جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں ابتک نہیں آیا ہے لیکن چونکہ میرے مرشدان عظام یہ فرماتے ہیں اس لئے اپنے مرشدان عظام کے ارشاد پر سر تسلیم خم کئے دیتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں جب بریلی آتا تو اعلیٰحضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے حسب دستور ایک بار ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شاہزادہ صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دیدیجئے میں نے اُتار کر دیدیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا ابا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے یہ دونوں طلائی تھے اور والا نامہ میں مذکور تھا شاہزادی صاحبہ کیلئے طلائی اشیا

آپ کی ہیں "یہ تھا اعلیحضرت کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر فقیر رضوی کہتا ہے اور ساتھ ساتھ اکابر و مشائخ کی تعظیم و توقیر۔

شفقت و رحمت بر اصاغر

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے اُن سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا اور یہ واقعہ پہلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کا ہے میں اور برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اُٹھا لائیے یہ دو پوٹلیاں اُٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہانتک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا۔ حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفٰے ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لیئے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھکر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا حضور میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح سے لیا کرتے ہیں۔ حضور نے تبسم فرمایا بعدہ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔

جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ ۱۳۱۲ھ میں سب سے پہلے جو فتوی میں نے لکھا اور اعلیحضرت کی خدمت میں اصلاح کے لئے پیش کیا حسن اتفاق سے بالکل صحیح نکلا اعلیحضرت قدس سرہ العزیز اُس فتوی کو لیے ہوئے خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک سے فقیر کو عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولانا سب سے پہلے جو فتوئی میں نے لکھا اعلیحضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لئے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا آج آپ نے جو فتوی لکھا یہ پہلا فتوی ہے اور ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے اس لئے اُسی اتباع میں یہ ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لئے دیتا ہوں غایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہوگئی۔ اور میں کچھ بول نہ سکا

اس لئے کہ فتویٰ پیش کرتے وقت میں خیال کر رہا تھا کہ خدا جانے جواب صحیح لکھا ہے یا غلط مگر خدا کے فضل سے وہ صحیح اور بالکل صحیح نکلا اور پھر اس پر انعام اور وہ بھی ان الفاظ کریمہ سے کہ میرے والد ماجد صاحب نے مجھے اول فتویٰ صحیح پر انعام دیا تھا اس لئے میں بھی اول فتویٰ صحیح پر انعام دیتا ہوں حق یہ ہے کہ ایک خادم کی وہ عزت افزائی ہے جس کی حد نہیں اور اس کے بعد اس کو ہمیشہ برقرار رکھا میرے پاس چالیس سے زیادہ مکاتیب ہیں جو وقتاً فوقتاً بریلی شریف سے عطا فرمائے۔ اس میں برابر ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین سے شروع فرمایا فتاوی شریف جلد اول صـ میں میرا نام انہیں لفظوں سے تحریر فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک رمضان شریف میں بریلی شریف رہنا ہوا اور اس تعطیل میں مکان نہ آیا تو عید الفطر کے دن جس طرح تمام عزیزوں کو عیدی تقسیم فرماتے مجھے اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً مولوی سید عبد الرشید صاحب کو پادی عظیم آبادی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف مولوی محمد ابراہیم صاحب اور گانوانی مولانا مولوی محمد نذیر الحق صاحب رمضان پوری مولوی اسمٰعیل صاحب بہاری سب کو علی قدر مراتب تہواری عطا فرماتے۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں۔ اسی لئے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا ہوتا کہ اس کے ذریعہ اعلیٰحضرت کا نسب و حسب و فضل و کمالات کا سلسلہ جاری رہتا خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب سلمہ کی ولادت ہوئی نہ صرف والدین اور اعلیٰحضرت بلکہ تمام خاندان بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کے اعلیٰحضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہلسنت و جماعت منظر اسلام (۱۳۲۲) کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی بنگالی طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا مچھلی بھات چنانچہ عمدہ مچھلی بہت وافر طریقہ پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی بہاری طلبہ سے دریافت فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے ہم لوگوں نے کہا بریانی زردہ فیرنی کباب میٹھا ٹکڑہ وغیرہ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا

انتظام ہوا اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لیئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے لکھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں میں ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔ وہ کرتا پائجامہ جوتا ٹوپی تو اسی زمانہ میں پہن لیا تھا۔ مگر انگرکھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا گاہے گاہے اس کو پہنا کرتا تھا وہ بہت دنوں تک رہا یہاں تک کہ چھوٹا ہو گیا تو اس کو تبرکاً رکھدیا جب مدرسہ خانقاہ سہسرام میں مدرس ہوا اور مخلص قدیم مولوی سید غیاث الدین صاحب چشتی ابو العلائی رہتی بہاری کو حسب طلب مخلص محترم حاجی دین متین جناب حاجی محمد لعل خانصاحب کلکتہ بھیجنے لگا اُس وقت میں نے وہ انگرکھا مولوی صاحب موصوف کے نذر کر دیا جو مجھ سے دبلے پتلے تھے۔ اور اُن کے ٹھیک آگیا۔ اُس وقت اُن کے بڑے بھائی مولوی محمد یونس صاحب نے کہا کہ تم کو لینا نہ چاہیئے تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ (۱) مولانا کے میرے تعلقات دوستانہ قدیم زمانہ طالب العلمی کے ہیں ثانیاً یہ انگرکھا تاریخی تبرک ہے یہ اعلیحضرت کا عطیہ ہے یہ مولانا ظفر الدین صاحب کی محبت و خلوص ہے جو انہوں نے مجھے عنایت فرمایا جو قیمتی ہونے کے علاوہ تبرک اور عزیزی مولوی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کی پیدائش کی یادگار ہے۔

سنہ ۱۳۲۷ھ میں جب میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی میں مدرس اول تھا رمضان شریف کی تعطیل میں اعلیحضرت کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اُس زمانہ میں اعلیحضرت علم ہیأت میں ایک کتاب تصنیف فرمارہے تھے۔ اور میں اُسے صاف کر رہا تھا۔ ارادہ تھا کہ ماہ رمضان المبارک تمام کر کے بعد ششش عید کے جب مدرسہ کھلے گا۔ پٹنہ واپس ہوں گا۔ لیکن اواخر رمضان شریف میں جناب حاجی لعل خانصاحب مرحوم کا خط پہنچا کہ یہاں ولی اللہ نامی ایک وہابی آیا ہوا ہے اور جگہ جگہ مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے۔ حضور والا مولانا محمد ظفر الدین صاحب کو روانہ فرمادیں اس وقت وہ کتاب قریب ختم کے تھی اعلیحضرت نے دو دن میں اس کو تمام کر دیا لیکن مجھے نقل کرنا اور صاف کرنا بہت باقی تھا اس لئے حضرت نے فرمایا کہ آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے اور نقل کرنے کے بعد اصل اور نقل دونوں رجسٹری سے واپس کر دیجئے گا۔ جب چلنے کا وقت ہوا اور اسٹیشن جانے کے لئے سواری آگئی اعلیحضرت باہر تشریف لائے اور دو نوٹ دس دس روپے کے مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ میرا ارادہ تھا کہ امسال آپ عید میں یہیں رہیں گے۔ بچوں کے لئے کپڑے بنواؤں گا تو آپ کے لئے بھی

بنواؤں گا۔ لیکن دینی ضرورت سے آپ کلکتہ جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ روپے آپ کی نذر ہیں۔ مجھے بہت شرم آئی کہ طالب علمی کا زمانہ تو ضرورت کا زمانہ تھا۔ اب تو میں نوکر ہوں۔ پیر کی خدمت کیا کرتا اور اُن کی نذر کرتا کہ اُلٹے پیر ہی سے روپے وصول کروں میں نے کچھ تامل کیا اعلیحضرت نے باصرار عنایت فرمایا میں نے قدم بوسی کرتے ہوتے وہ روپے لے لئے اور کلکتہ روانہ ہوا۔ میرے پہنچنے کی خبر ملتے ہی سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اب کس میں مناظرہ کا دم ہے۔ اعلیحضرت کی دعا کا اثر ہے۔ ؎

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے   اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

اس کی مفصل کیفیت اُسی زمانہ میں حاجی عبدالرحمٰن مارواڑی کے نام سے رسالہ گنجینہ مناظرہ ۱۳۲۴ھ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کلکتہ کے قیام میں میں نے اُس رسالہ مبارکہ کو جس کا نام تسہیل التعدیل ہے صاف کرکے اصل و نقل دونوں بنام اعلیحضرت بصیغہ رجسٹری روانہ کر دیا جس کی رسید بنام حاجی لعل خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیحضرت نے تحریر فرمائی۔

کرامت میں جناب سید محمود علی خانصاحب کا کسی مریض کے زخم و اپریشن کی مفصل کیفیت بیان فرمانے پر مذکور ہے کہ اس کو سنتے ہی سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو گئے اس وقت اُن کے ہوش میں لانے کی ترکیبیں کی گئیں مگر اُن کا اثر نہ ہوا جب اعلیحضرت نے اُن کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھکر اپنا رومال ڈالا فوراً ہوش ہو گیا آنکھیں کھولدیں اعلیحضرت کے زانوئے مبارک پر سر دیکھکر جلد اُٹھنا چاہا مگر ضعف کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہیے لیٹے رہئے یہ شفقت علی الاصاغر کی بہترین مثال ہے۔

جناب مولانا مولوی مقبول احمد خانصاحب صدر مدرس و مہتمم مدرسہ حمیدیہ در بھنگہ نے فرمایا کہ میرے طالب علمی کا زمانہ تھا میں ٹونک میں پڑھتا تھا۔ وہاں ایک بزرگ تشریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت ہی شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا تھا۔ جس کو جس مقصد کے لئے تعویذ دیا تیر بہدف ثابت ہوا جو جس مقصد کے لئے تعویذ مانگتا کامیابی اُس کا قدم چومتی کامیاب ہونے کے بعد وہ نذر بھی کافی پیش کرتا ایک دن خود مجھسے فرمایا کہ تم کوئی تعویذ نہیں مانگتے میں نے کہا کہ میرے پاس نذر دینے کو روپے کہاں ہیں کہ اس کی ہمت کروں فرمایا تم سے کچھ نذر نہیں اس کے بعد ایک نقش مجھے عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے انگوٹھی میں جڑوا کر پہنا تسخیر و اکسیر ہو گی خدا کی

نشان کندہ کرنے والے بھی مل گئے اُس قدر سونے کا بھی سامان ہوگیا۔ ہاشرفِ آفتاب معلوم کرنے کا مسئلہ مجھے معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہٗ اس فن میں کامل ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا۔ اور دریافت کیا کہ امسال شرفِ آفتاب کب ہے اور کس وقت سے اور کب تک رہے گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ وہاں پہنچا اُس کے دوسرے ہی دن شرفِ آفتاب تھا اور ظاہر ہے کہ اگر بواپسی ڈاک بھی اعلیٰحضرت جواب تحریر فرماتے تو بریلی سے ٹونک شرفِ آفتاب ختم ہو جانے کے بعد خط ملتا اس وقت مجھے جو صدمہ ہوتا ہر عقل والا اندازہ کر سکتا ہے کہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال کامل پھر اس وقت کا انتظار کرنا پڑتا اعلیٰحضرت نے ایک طالب علم کی اس تکلیف وصدمہ کا خیال فرماتے ہوئے اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل ۹ بجے سے شروع ہوگا۔ اور ایک رات دن رہے گا۔ ٹھیک وقت پر مجھے تار مل گیا۔ اور میں وقت مقررہ پر تعویذ کندہ کرا سکا اس تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی ہے۔ جس وقت اُس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیٰحضرت کی اس شفقت اور احسان کو یاد کرتا ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا انہوں نے کس درجہ خیال کیا ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ معمولی غیر شناسا آدمی جوابی خط لکھتا تب بھی اُس کو جواب دینے کی زحمت برداشت نہیں کی جاتی نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا اور یہ خیال کرنا کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر جواب دیا گیا تو کس کام کا واقعی بڑوں کی بڑی بات ہے۔

کرم وسخاوت

جنابؒ ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا بعد مغرب اعلیٰحضرت حسبِ معمول پھاٹک میں تشریف لا کر سب لوگوں کو رخصت کر رہے تھے خادم کو دیکھ کر فرمایا آپ کے پاس رزائی نہیں ہے خادم خاموش ہوگیا اس وقت جو رزائی اعلیٰحضرت اوڑھے تھے خادم کو اتار کر دے دی اور فرمایا کہ اوڑھ لیجئے خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی تعمیل کی اور رزائی اوڑھ لی۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت نے جب رضائی مجھے عنایت فرمائی اُس کے دو تین دن کے بعد حضرت کی نئی رزائی تیار ہو کر آگئی نئی رزائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیٰحضرت سے عرض کیا میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے اعلیٰحضرت نے وہی نئی رزائی اُن مسافر صاحب کو عطا فرما دی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے میرے والد علیل تھے عسرت کی حالت تھی حضور نے دس روپے مجھے عطا فرمائے اور میری جیبت کا اندازہ کرتے ہوئے فرمایا یہ میں آپ کو نہیں دے رہا ہوں بلکہ اپنے دوست کی دوا کے لئے دے رہا ہوں۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم برسات میں بعض اوقات مسجد کی حاضری بحالت ترشح ہوا کرتی تھی حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے ایک چھتری خرید کر نذر کی اور اپنے ہی پاس رکھ لی کہ جب حضور کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو حاجی صاحب چھتری لگا کر مسجد تک لے جاتے ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک حاجتمند نے چھتری کا سوال کیا حضور نے فوراً وہ چھتری حاجی صاحب سے دلوادی۔

انہیں کا بیان ہے کہ موسم سرما میں ایک مرتبہ ننھے میاں صاحب برادر خورد اعلیٰحضرت جناب مولانا محمد رضا خانصاحب، قدس سرہ نے حضور کے واسطے خاص طور پر ایک فرد تیار کرا کر پیش کی حضور کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال فردیں تیار کرا کے غربا کو تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اُس سال کی سب تقسیم ہو چکی تھیں کہ ایک صاحب نے درخواست کی حضور نے بلا تاخیر اپنی وہ فرد جو حضرت ننھے میاں صاحب نے تیار کرکے حاضر خدمت کی تھی اور اسی وقت اُس کو اوڑھا تھا اُتار کر اُن کو دے دی۔

انہیں کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زبان واعظ خوش بیان مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی قادری رضوی میرٹھی حرمین طیبین سے واپسی پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھکر سنائی۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو	قسیم جام عرفان اے شہ احمد رضا تم ہو
غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت	محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو
جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا	جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو
یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی	ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو
حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ	جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو
مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کی	وہ لعل پر ضیا تم ہو وہ دُر بے بہا تم ہو
عرب میں جا کے اِن آنکھوں نے دیکھا جسکی صولت کو	عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

بین سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت ہاں
وہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیا تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقویٰ سے
کہوں اتقی نہ کیونکر جبکہ خیر الاتقیا تم ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربۂ تیغ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر وغا تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمز قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضیٰ خلق حسن عزم حسینی ہیں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

وفی اموالہم حق ہر اک سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اُس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں (اپنے عمامہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو بہت قیمتی تھا۔ فرمایا) اگر اس عمامہ کو پیش کروں تو آپ اُس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں یہ عمامہ آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سب سے بیش قیمت ایک جبہ ہے وہ حاضر کئے دیتا ہوں اور کاشانۂ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارکہ لا کر عطا فرما دیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا مولانا ممدوح نے سروقد کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا آنکھوں سے لگایا لبوں سے چوما سر پر رکھا سینے سے دیر تک لگائے رہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس سے کبھی کوئی سائل خالی نہ پھرتا اس کے علاوہ بیوگان کی امداد ضرورت مندوں کی حاجت روائی ناداروں کے توکلاً علی اللہ مہینے مقرر تھے اور یہ اعانت فقط مقامی ہی نہ تھی بلکہ بیرونجات میں بذریعہ منی آرڈر رقوم امداد روانہ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ پچاس روپے روانہ کرنے تھے اتفاق وقت کہ حضورؒ کے پاس اُس وقت کچھ نہ تھا حضور نے بارگاہ رسالت میں رجوع کیا کہ سرکار میں نے کچھ بندگان خدا کے مہینے حضور کے بھروسے پر اپنے ذمہ مقرر کر لیے ہیں اگر کل منی آرڈر پچاس روپیہ

کا روانہ ہو جائے گا۔ تو ڈاک کے جہاز کے وقت پہنچ جائے گا۔ ورنہ تاخیر ہو جائے گی یہ رات حضور کو
اسی کرب و بے چینی میں گزری علی الصباح ایک سیٹھ صاحب حاضر آستانہ ہوئے اور مبلغ اکاون روپے
مولوی حسنین رضا خانصاحب کے ذریعہ مکان میں بطور نذر حاضر خدمت کئے اس وقت حضور پر بہت رقت
طاری ہوئی اور مذکورہ بالا ضرورت کا انکشاف فرمایا ارشاد ہوا یہ یقیناً سرکاری عطیہ ہے اس لئے کہ اکاون روپے
ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ پچاس بھیجنے کے لئے فیس منی آرڈر بھی تو چاہیئے چنانچہ اسی
وقت منی آرڈر کا فارم بھر اگیا اور ڈاکخانہ کھلتے ہی منی آرڈر روانہ کر دیا گیا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند صاحب حاضر خدمت ہوئے حضور نے ارشاد
فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی بعض خطوط کے جوابات کے
لئے رکھے تھے اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دیئے جائیں حالانکہ آج کی ڈاک سے ایک منی آرڈر ڈھائی سو روپیہ
کا آیا تھا اور وہ سب تقسیم کر دیئے گئے پہلے سے آپ آجاتے تو آپ کو بھی مل جاتا۔ ان بیچارے نے آبدیدہ
ہو کر نظر نیچی کر لی اور حضور نے وہ ساڑھے تین آنے ان کے حوالہ کر دیئے یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے
کہ حضور نے ڈھائی سو روپے کے آنے اور تقسیم ہو جانے کا ذکر کیوں فرمایا نہ اس خیال سے کہ عوام مخیر
جانیں نام و نمود کا تو اس دربار عالی میں کوئی ذکر ہی نہ تھا حقیقتہً یہ بات تھی کہ ڈھائی سو روپے ہم خدام کے
سامنے آئے تھے اسی لئے بعض لوگوں کے وسوسہ دفع کرنے کو خلاف معمول یہ بیان فرمایا اور یہ کوئی نئی بات
نہ تھی بارہا دیکھا گیا کہ جس وقت کوئی رقم آئی بکوشش اپنے پاس سے خرچ کر دیا کرتے۔

انہیں کا بیان ہے کہ اعلیحضرت اپنے پیر و مرشد اعلیحضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس
سرہ العزیز کا عرس سراپا قدس ۱۶۔۱۷۔۱۸ ذی الحجۃ الحرام کو کرتے قل شریف کے بعد نذر کی رقم خدام
وغیرہ پر تقسیم ہونا شروع ہو جاتی اور اسی وجہ سے خلف اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مصطفٰے رضا
خانصاحب مدظلہ العالی فقیر سے تعجیل مصارف عرس کا حساب تیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے اور
خود فقیر بھی جلد تر تعمیل ارشاد کرتا تاہم پھر بھی کافی رقم تقسیم ہو جایا کرتی تھی اور بالآخر دست گردان قوم
کے مطالبات خود اپنے پاس سے ادا فرمایا کرتے ایک مرتبہ ایسی ہی موقع پر تقسیم کرتے ہوئے فرمایا
کہ کبھی میں نے ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا اور یہ بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ حضور پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں
ہوتی تھی زکوٰۃ فرض تو جب ہو کہ مقدار نصاب ان کے پاس سال تمام تک رہے اور یہاں تو یہ حال

تھا ایک طرف سے آیا دوسرے طرف گیا ع کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ لے اُس ہاتھ دے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں ایک سید صاحب تشریف لائے اور زنانہ دروازہ کے قریب جاکر آواز دی" دلواؤ سید کو" اعلیحضرت قبلہ نے اپنی آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لئے دو سو روپے ماہوار مقرر فرمایا تھا۔ اُس مہینے کے روپے اُسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر کئے تھے جس میں عشہ کے نوٹ صہ کے نوٹ روپے اٹھنیاں چونیاں دونیاں پیسے سب تھے۔ اُس زمانہ میں ایک روپیہ کا نوٹ نہ چلا تھا۔ نہ اکنی کا رواج ہوا تھا اعلیحضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ جس میں یہ رقمیں تھیں لے کر باہر تشریف لائے اور اُن سید صاحب کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا حضور حاضر ہیں سید صاحب اُس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے جو ایک ایک خانہ میں ایک ایک رقم علیحدہ علیحدہ رکھی ہوئی تھی اس کے بعد چونی کے خانہ میں سے ایک چونی اُٹھالی اور فرمایا بس آپ لے جائیے اسی وقت اعلیحضرت نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ایک چونی نذر کر دیا کرو اُن کو مانگنے کی ضرورت نہ پڑے حضرت حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب نعتیہ شعر کہا ہے یہ اُسی کا اتباع ہے

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو ۔۔۔ جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور وقت ضرورت بقدر ضرورت ہی سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اٹھا لیتے بلکہ اعلیحضرت نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا اس وقت سید صاحب اگر پورے دو سو روپے لیتے تو مجھے اصلاً عذر نہ ہوتا میں تو اسی غرض سے لایا ہی تھا میں نے وہ رقم ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولاد رسول کی خدمت میں حاضر لایا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جناب مولانا شاہ عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی کو جبہ عطا فرمانے پر ایک واقعہ مجھے اپنا بھی یاد آگیا جو حضور کے جود وسخا اور اس فقیر پر نظر شفقت ومہربانی کی بین دلیل ہے ۱۳۲۶ھ ملک میوات میں وہابیہ دیوبندیہ نے بہت اودھم مچا رکھا تھا اور بیچارے سیدھے سادے میواتیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے تھے۔ کہ جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب الوری نے مولانا مولوی احمد حسین خانصاحب رامپوری مقیم درگاہ معلی اجمیر شریف اندرون حجرہ نواب رامپور کو کسی عالم مناظر

کو لینے کے لئے بریلی شریف بھیجا مولوی صاحب موصوف بریلی حاضر ہوئے اور اعلیٰحضرت سے وہاں کے حالات عرض کیے اس وقت اعلیٰحضرت نے مجھے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ ملک میوات تحصیل نوح فیروز پور جھرکا میں وہابیوں سے مناظرہ کرنا ہے آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے اور وہابیہ کو شکست دیجئے میں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں حضور کی دعا کی ضرورت ہے حضور کی دعا شامل حال رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیہ کو ضرور شکست ہوگی اس وقت اعلیٰحضرت مکان کے اندر تشریف لے گئے اور ایک اونی جبہ لا کر مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ مدینہ طیبہ کا ہے میں نے اُسے دونوں ہاتھوں سے لے کر سر پہ رکھا آنکھوں سے لگایا اور رکھ لیا اعلیٰحضرت کی دعا اور اس جبہ مبارکہ کی یہ برکت ہوئی کہ وہابیہ کی طرف سے متعدد صاحبان مناظرے کے لئے آئے تھے۔ اُن میں ایک صاحب ایسے بھی تھے جو بقول خود مکہ معظمہ میں تین چار سال قیام بھی کر چکے تھے اور اسی بنا پر بڑے زور سے دعوےٰ کیا تھا کہ تقریریں سب عربی میں ہوں ادھر سے کہا گیا کہ مولانا یہ مجلس مناظرہ ہے دونوں طرف کے عوام بکثرت شریک جلسہ ہوتے ہیں عربی میں فریقین کی تقریر ہونے سے یہ کیا سمجھیں گے لیکن وہ نہیں مانے اور اسی پر اصرار کیا دو تین مرتبہ فریقین کی تقریریں ہوئی تھیں کہ مولانا صاحب موصوف تقریر کرتے کرتے بول اُٹھے والناس فی فھمنا مولوی احمد حسین خان صاحب امروہوی نے فوراً ٹوکا مولانا یہ تو فصیح عربی نہیں ہوئی فصیح عربی والناس محی سمجھتے ہیں ہے کیا ایسی ہی عربی مکہ معظمہ سے سیکھ کر آئے ہیں اس پر زبردست قہقہہ پڑا اور مولوی صاحب کھسیانے سے ہو گئے اُس کے بعد بقیہ تقریریں اُردو میں کی پھر فریقین کی تقریریں عربی کی جگہ اُردو ہی میں ہونے لگیں جب ابتدائی مباحث طے ہو گئے اور علمی سوالات کی نوبت آئی تو پہلے ہی سوال کے جواب میں سبھوں نے ایسی خاموشی اختیار کی کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکے تقاضے پر تقاضے ہوتے مگر ان کا سکوت نہ ٹوٹتا تین گھنٹے تک سب کے سب خاموش محض رہے آخر ثالث و حکم صاحب نے کہا مولانا کچھ تو بولیے تاکہ ہم لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع ملے اس پر بھی وہ لوگ خاموش محض رہے آخر مجبوراً اُن لوگوں نے بھی اعلان کیا صاحبو آپ لوگوں کے سامنے سب ابتدائی باتیں طے ہوئیں جب علمی باتوں کی نوبت آئی مولانا ظفر الدین صاحب نے جو سوالات کیے اُن کے جواب میں ان تمام علما نے سکوت محض سے کام لیا اور بالکل خاموشی میں تین گھنٹہ وقت صرف کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے اور یہ لوگ

جواب سے قاصر ہیں ورنہ کس دن کے لئے اٹھا رکھتے ان لوگوں کا مذہب باطل اور مولوی شاہ رکن الدین صاحب و مولوی شاہ ارشاد علی صاحب مولانا مولوی ظفر الدین صاحب و مولوی احمد حسین خانصاحب وغیرہ علما کا مذہب حق ہے آپ لوگ آتے وقت دو دروازے سے الگ الگ داخل ہوئے تھے اب سب لوگ متفق ہو کر اس دروازے سے مولوی ظفر الدین صاحب کے ساتھ مناظرہ گاہ سے باہر تشریف لیجائیے چنانچہ اُن چند مولویوں کے علاوہ بقیہ سب لوگ علمائے اہلسنت کے ساتھ ساتھ آئے والحمد للہ علی ذلک۔ جب بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ ہم لوگ بریلی شریف واپس ہوئے اور اعلیحضرت کو اس مناظرہ کی روداد سنائی اور اُن لوگوں کی خواہش کا اظہار کیا کہ میوات والے چاہتے ہیں کہ مناظرہ کے پورے حالات کتابی شکل میں شائع کر دیئے جائیں وہ لوگ اس کی طباعت کے مصارف برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اعلیحضرت نے بھی اسے پسند فرمایا اور اس رسالہ کا تاریخی نام "یکے نجدیہ کا چپ مناظرہ" (۱۳۲۶ھ) رکھا اور جناب مولانا حسن رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تاریخی نام شکست سفاہت (۱۳۲۶ھ) رکھا چنانچہ یہ رسالہ اُسی زمانہ میں چھپکر تمام ملک میں شائع کر دیا گیا۔

جناب[۱۲] سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ موسم بارش میں شب کے وقت جناب سید محمود جانصاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمہ ساکن محلہ گڑھی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں حضور جو میں مانگوں عطا فرمادیں ارشاد فرمایا سید صاحب اگر میرے امکان میں ہوا تو ضرور حاضر کر دوں گا۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے امکان میں ہے فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا کیا درکار ہے سید صاحب نے عرض کیا صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں چنانچہ صبح بازار کھلتے ہی ۲۲ گز نین کلاتھ منگوا کر سید صاحب کے نذر کر دیا۔

اُنہیں[۱۳] کا بیان ہے جو سلسلہ سفر جبلپور میں تحریر فرمایا کہ حضرت عبد السلام جناب مولانا مولوی عبد السلام صاحب مدظلہم الاقدس نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت ایک سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر بطور نذر حضور کی خدمت میں پیش کیا جسے قبول فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا یہی کیا کم تھا۔ جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا اور حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا اسے رکھو لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لاؤ حاجی صاحب نے وہ روپے سامنے کمرہ میں رکھدیئے اور وظیفہ کی ہشت پہل صندوقچی پیش کی جس کا طول تخمیناً ایک فٹ ہوگا۔ اور جس میں ایک طویل

سفید کپڑے پر سیاہ ڈورے کے حروف تھے یہ وظیفہ حضور کو اپنے شیخ سے ملا تھا جسے بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے اور یہ صندوقچہ مقفل رہا کرتا تھا جس کی کنجی حضور اپنے پاس رکھتے تھے اس صندوقچی میں بجز وظیفہ کے اور کوئی چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں گنجائش تھی کہ دوسری شے رکھی جاتی اب حضور اس صندوقچی کو اپنے سامنے رکھ کر کھولتے ہیں اور ڈھکنا بالکل نہیں کھولتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھ سے جھکائے رکھتے اور سیدھا ہاتھ بار بار بغیر دیکھے اندر ڈالتے اور روپیہ نکالتے اور فرداً فرداً مولانا کے ملازمین و ملازمہ و خدام و رضاکاران وغیرہم پر نہایت فراخ دلی سے تقسیم فرماتے رہے تعجب ہوتا تھا کہ اس قدر روپے اس صندوقچہ میں کہاں سے آگئے اور اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ مولانا عبدالسلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات بلکہ سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلا ہوا کرتہ ٹوپی اسی صندوقچی سے برآمد ہوا حالانکہ وظیفہ کی صندوقچی اس دوران سفر میں لیسا اوقات وظیفہ پڑھنے میں دیکھی گئی بجز وظیفہ کی کتاب اور کچھ نظر نہیں پڑا۔

جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اس واقعہ کو مجھ سے مولانا حسنین رضا خاں صاحب نے اسی تعجب کے ساتھ بیان کیا تھا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نہ صرف مولانا عبدالسلام صاحب ہی کے اعزہ کے لئے بلکہ خاص خاص سیٹھ صاحبوں کی بچیوں کے لئے بھی کافی طلائی زیورات اعلیحضرت نے وظیفہ کی صندوقچی میں سے نکال نکال کر عطا فرمائے یہاں تک کہ سیٹھ صاحبوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اعلیحضرت کی کیا خدمت کی جو کچھ دعوت یا خاطر مدارت میں صرف کیا اس سے کہیں زائد کے زیورات اعلیحضرت نے ہم لوگوں کی بچیوں بہوؤں کے لئے عطا فرمائے مولوی حسنین رضا خاں صاحب بہت ہی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ زیورات کب اعلیحضرت نے خریدے اور کب اس صندوقچی میں رکھے اس کے علاوہ اس صندوقچی میں تو وظیفہ کی کتابوں کے سوا کچھ جگہ بھی نہ تھی اتنے زیورات اس میں کہاں سے آگئے اور کیسے گنجائش ہوئی واقعی یہ واقعہ جس طرح اعلیحضرت کی سیرچشمی کی دلیل ہے جو دوسخا کا روشن برہان اسی طرح بین کرامت کا پرزور ثبوت ہے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا کہ میں نے اعلیحضرت کے

پاس ایک خط بھیجا جس کا جواب بڑی تاخیر سے آیا والا نامہ میں مذکور کہ حضرت شاہزادہ صاحب چونکہ میرے پاس ٹکٹ کے دام نہیں تھے اسلئے غیر معمولی تاخیر ہوئی میں نے خیال کیا کہ ان دنوں مولانا صاحبؒ کے پاس داموں کی کمی ہے لہذا کچھ فتوحات سے بھیجدوں میں نے سو یا دو سو (صحیح مقدار یاد نہیں) کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجدی جسے مولانا صاحب نے وصول کر لیا اور رسید بھی آگئی کچھ دنوں کے بعد اعلیحضرت کا منی آرڈر آیا جس میں میری بھیجی ہوئی رقم بھی شامل تھی والا نامہ میں مذکور تھا کہ فقیر کی عادت ہے کہ اپنے ضروریات کے مطابق تھوڑے روپے رکھ لیئے باقی لنگر خانے میں بھیج دیئے آپ کے گرامی نامہ کی وصولی سے پہلے وہ روپے خرچ ہو چکے تھے اور گاؤں سے رقم آئی نہیں تھی اور میں اپنی ضروریات کے لئے کسی سے طلب نہیں کرتا ہوں حضرت شاہزادہ صاحب یہاں جو کچھ ہے وہ سب آپ ہی کے یہاں کا ہے اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو حضرت میاں صاحب کے بیاض سے شجرہ زر کا عمل نقل کر کے بھیجدیجئے چنانچہ میں نے بیاض سے نقل کر کے بھیجدیا۔ اس کے بعد بریلی جاتا ہوا اعلیحضرت سے ملاقات ہوئی اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک صاحب کا والا نامہ آیا کہ میری دو لڑکیوں کی شادی ہے اس کے لئے آپ امداد کیجئے میں نے خیال کیا کہ دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ہزار کی رقم کافی ہوگی اسی مقصد کے لئے شجرہ زر کا عمل کیا عمل کا چالیسواں دن تھا کہ میں معمول سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا کہ۔ حامد رضا آئے اور ایک بند رومال دیا اور کہا کہ ایک صاحب ملنے کی خاطر آئے تھے میں نے کہا اس وقت بالاخانہ پر معمول میں مشغول ہیں دوسرے وقت تشریف لائیے گا۔ وہ صاحب یہ رومال دے کر چلے گئے ہیں نے جب وہ رومال کھولا اس میں ایک ہزار سے زیادہ رقم تھی خیال آیا کہ زیادہ کیوں ہے معاً ذہن میں آیا کہ مکہ معظمہ تک پہنچنے کے مصارف ہیں میں نے فوراً اس عمل کو ہٹا دیا کہ اس سے توکل میں فرق آتا ہے۔

سنہ ۱۳۳۶ھ کے سردی کا موسم ہے میں ایک دن مراد پور چھینٹ دیکھنے کے لئے گیا ایک دکان پر سبز زمین پر بہترین چھینٹ نظر پڑی اور ساتھ ہی ساتھ دوسرا تھان دیکھا جو بیلدار چھینٹ تھی ان دونوں تھانوں کو دیکھکر یہ خیال ہوا کہ اس کپڑے کی دولائی بنوائی جائے اور یہ بیل اس میں لگائی جائے تو بہت بہتر دولائی ہو چند احباب ساتھ تھے انہوں نے بھی اس رائے کو بہت ہی پسند کیا اسی وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ واقعی یہ دولائی بہت ہی نفیس اور بہتر ہوگی تو اس کے لئے مناسب

ہے کہ بہتر ہی شخص کے لیئے بنے اور میں نے ارادہ مصمم کرلیا کہ تیار کرا کے اعلیحضرت کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری پارسل روانہ کردوں گا۔ احباب نے کہا کہ استر کے لئے یکرنگا ہی خرید لیجئے میں نے اپنا قصد ظاہر کیا کہ اعلیحضرت کے لئے صندلی رنگ کا استر مناسب ہے چنانچہ گفش ململ لے کر مرادآباد ہی میں صندل رنگنے کو دے دیا۔

الغرض جیسا میں چاہتا تھا بہتر سے بہتر وہ دولائی سلکر تیار ہوئی میں نے پارسل سے اعلیحضرت کی خدمت میں روانہ کردی اور اُس پر حضرت حسن میاں صاحب مرحوم مغفور کا یہ مصرعہ لکھدیا ع

سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

جناب مولوی امجد رضا صاحب عرف ماموں میاں صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ جس وقت وہ پارسل بریلی پہنچا اس وقت میں بھی حاضر خدمت تھا سیل و مہر جدا کرنے کے بعد پارسل کھولا گیا اور دولائی برآمد ہوئی اعلیحضرت اُس کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جتنے لوگ اُس وقت کاشانہ اقدس میں موجود تھے سب نے بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی اور واقعی وہ دولائی ہر حیثیت سے قابل تعریف تھی اعلیحضرت نے کچھ اصرار سے اُسے اوڑھا اور مسہری پر تشریف فرما ہوئے کہ میری زبان سے بے اختیاری میں یہ فقرہ نکلا واقعی بہت عمدہ دولائی ہے جوانوں کے لائق ہے یہ سنتے ہی اعلیحضرت نے وہ دولائی مجھے عطا فرمادی کہ تم اسے اوڑھو حالانکہ میں نے اس غرض سے یہ جملہ نہیں کہا تھا لیکن اعلیحضرت نے باصرار مجھے عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میری خوشی اسی میں ہے یہ اعلیحضرت کے جود وسخا کا ادنی نمونہ ہے۔

ادبی لطیفے اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کے جہاں دوسرے علمی کارنامے حد احصا سے فزوں ہیں ادبی لطیفے بھی اپنی شان میں خاص جدت رکھتے ہیں اگر سب قلمبند ہوجاتے تو شائقین ادب کے لئے وہ مجموعہ ایک نایاب تحفہ ہوتا مگر جو کچھ یاد ہیں لکھے جاتے ہیں۔

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اُس کا نام "آریہ دھرم پرچار" رکھا جب وہ کتاب چھپی تو مصنف نے ایک نسخہ اعلیحضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا حضرت نے اُس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر لکھا اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے پرچار کے بعد حرف بڑھادیا۔

ایک رافضی نے اپنے مذہب کی حمایت میں ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا اپنے جانتے اُس میں بہت لحاظ کیا اور صنائع بدائع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا اور اسی وجہ سے اُس کا نام جناس

الاجناس رکھا اور ایک نسخہ اعلیحضرت کے پاس بھیجا حضرت نے ملاحظہ فرمانے کے بعد مجھے دیا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے اب جو میں اُس کا نام پڑھتا ہوں تو انجاس الخناس ہے حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا جب غور سے دیکھا تو جناس کے اول الف بڑھا ہوا ہے اور جناس کو ملا کر نون کا شوشہ غائب ہو گیا دوسرے لفظ سے لا کر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا۔ ج کے اوپر الحہ بڑھا دیا تھا اور انجاس الخناس ہو گیا۔

مولوی خرم علی صاحب بلہوری مشہور وہابی ہیں ان کی ایک کتاب مشہور مشرک گر ہے جس کا نام نصیحۃ المسلمین ہے لیکن باتیں وہی ہیں جو تقویت الایمان میں ہیں مطبع والے نے مصنف کا نام اس طرح ملا کر لکھا خرمعلی میں نے جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ درست کرنا شروع کیا ایک کتاب دیکھی جس کا نام فضیحۃ المسلمین ہے اور مصنف کا نام خرمعلی دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کتاب مذاق کی ہے اس لئے نام بھی ایسا ہے اور مصنف کا نام بھی ویسا ہی ہے اب جو غور کر کے دیکھتا ہوں تو نصیحہ کے نون کو سر دے کر ف بنا دیا گیا اور صاد پر نقطہ بڑھا ہوا ہے اور اس طرح اس کتاب کے نام کو مطابق مسمی قرار دیا ہے اور مصنف کا نام کاتب نے بدا ملا لکھا خرم کی میم کو علی میں ملا کر معلی کی شکل کا لکھا اعلیحضرت نے اس پر اعراب لگا دیا ہے۔

تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی معروف و مشہور کتاب ہے کہ شروع سے اخیر تک شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اُس کے ق کے دو نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ ایک نقطہ معلوم ہونے لگا اور بجائے تقویت الایمان تفویت الایمان اسم بامسمی ہو گیا۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین آمیز کتاب کا نام حفظ الایمان رکھا اعلیحضرت نے ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ب کا نقطہ دیکر اُس کا صحیح نام خبط الایمان کر دیا۔

جب مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں اعلیحضرت نے مردہ سنت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانہ تک بیرون مسجد ہوا کرتی تھی۔ اور باوجود تصریحات فقہائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے لوگ مسجد کے اندر خطیب کے سر پہ دینے کے عادی ہو گئے ہیں) اور خلاف شرع رسم و رواج کی اصلاح چاہی بعض علمائے اہلسنت نے

بھی اس کا خلاف کیا اس میں پیش پیش جناب مولانا عبد الغفار خانصاحب رامپوری تھے کہ باوجود افہام
وتفہیم اپنی ضد پر اڑے رہے جس کا مفصل حال ان رسائل سے معلوم ہوگا۔ جو اس بحث
میں تحریر ہوئے اور چھپ کر ملک میں بکثرت شائع ہوئے اخیر میں مولانا عبد الغفار خانصاحب
رامپوری نے انتہائی کد وکاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا
حبل اللہ المتین لھدام اثار المبتدعین مگر یہ دائرہ میں
اس طرح لکھا..........

حبل اللہ المتین
لھـــدام
اثار المبتدعین

اعلیحضرت کے پاس جب وہ رسالہ پہنچا اولین نگاہ میں فرمایا مولانا
عبد الغفار خانصاحب نے اپنے رسالہ کا نام بہت عمدہ رکھا ہے لوگ شوق سے متوجہ ہوئے
کہ اعلیحضرت اس کا نام کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا
اشتیاق ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا مولانا نے اس کا نام اثار المبتدعین لھدام حبل اللہ المتین
رکھا ہے اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ نیچے
سے اوپر کو پڑھا جاتا ہے اسی لئے اس کا نام اثار المبتدعین لھدام حبل اللہ المتین ہے
جب حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب نے اس رسالہ کا رد لکھا تو اس میں ان کے
رسالہ کا یہی نام تحریر فرمایا اور حاشیہ میں یہی وجہ لکھی جب رسالہ چھپ کر شائع ہوا اور جناب مولانا
عبد الغفار خانصاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تو انہوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا کہ مولانا کا ظلم دیکھئے
میرے رسالہ کا نام انہوں نے اثار المبتدعین قرار دیا اور ہم لوگوں کو مبتدع بنا دیا مخلص مولانا
مقبول احمد خانصاحب دربھنگوی بہاری سابق مدرس حدیث مدرسہ اسلامیہ شمس الہدی حال ناظم
وصدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ تشریف رکھتے تھے انہوں نے فرمایا جناب مبتدع تو پہلے
آپ ہی نے ان کو بنایا رسالہ کا نام حبل اللہ المتین لھدام اثار المبتدعین رکھا انہوں نے
اس کو لوٹ دیا عطائے تو بلقائے تو ÷ رہا نام کا بدل دینا یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی۔
نام دائرہ میں لکھکر انہوں نے خود اس کا موقع دیا مولانا پر کیا الزام ہے۔

فقیر غفرلہ کہتا ہے کہ بعض حضرات جن میں دینی تعصب نہیں وہ ان ناموں کے تبدیل سے
شاید خوش نہوں گے بلکہ سمجھیں گے کہ نامناسب بات ہوئی ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہت ناموں

کو بدل دینا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی اور خلاف واقعہ بات سے کون سی بات بڑی ہوگی خلاف واقعہ نام بالکل اس مصرعہ کا مصداق ہے ع

کار شیطان می کند نامش ولی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے خیالات کا آئینہ ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام رکھا سبیل الرشاد غالباً مطبع مجتبائی میں طبع ہوا تھا اعلیٰحضرت کی خدمت میں جب وہ رسالہ آیا اس کو ملاحظہ فرما کر ٹائیٹل پر اوس کے نام کے اوپر بڑھا دیا قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا تو سب مل کر فرعون کا مقولہ ہوگیا جو سورہ مومن میں ہے قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد فرعون بولا میں تو تمہیں وہی سوجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور تمہیں نہیں دکھاتا ہوں مگر سبیل الرشاد۔

حاضر جوابی جس طرح بد مذہب عموماً اعلیحضرت کے بدگو اور مخالف تھے اسی طرح اہلسنت وجماعت اہلحق بالکلیہ حضرت کے محبت واخلاص میں ڈوبے ہوئے تھے مولانا مولوی قادر بخش صاحب سہسرامی جو ایک بہت بڑے مشہور عالم اور زبردست واعظ تھے ایک مرتبہ بسلسلہ وعظ موضع رجہت ضلع گیا تشریف لے گئے یہ بستی سادات کرام کی ہے اس بستی کے لوگ سجادہ نشینان سہسرام کے رشتہ دار ہیں اون کی شادیاں اس وقت تک رجہت اور پچرو کھی وغیرہ میں ہوا کرتی ہیں رجہت ہی کے رہنے والے میرے دوست مولوی سید شاہ غیاث الدین صاحب چشتی نظامی فخری رجہتی بہاری اور پچرو کھی کے رہنے والے میرے مخلص محترم مولانا مولوی سید احمد عالم صاحب قادری برکاتی رضوی صدر مدرس مدرسہ قادریہ لبرام پور شیر گھاٹی ہیں۔ یہاں کے باشندے پہلے سب کے سب سنی حنفی تھے تھوڑے دنوں سے کچھ وہابیت کا اثر ہوگیا ہے اور کچھ لوگ غیر مقلد ہوگئے ہیں ان لوگوں کی برادری کی وجہ سے سجادہ نشین صاحب سہسرام کے یہاں آمد رفت ہے مگر اختلاف مذہب کی وجہ سے مسجد میں اعلان مذہب سے ممنوع تھے تاکہ اختلاف وخلفشار پیدا نہ ہو وہ لوگ جب آتے کمرہ ہی پر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رجہت کے سنیوں نے مولانا قادر بخش صاحب سہسرامی کو رجہت وعظ کے لیے بلایا وعظ کے بعد کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ مولانا سنی اور وہابی کی کیا پہچان ہے ایسی بات بتائیے جس کو ہم لوگ بھی کر سکیں اور اس کے ذریعہ سنی وہابی کو پہچان سکیں کوئی بڑی علمی بات نہ ہو انہوں نے فرمایا ایسا آسان

عمدہ اور کھرا قاعدہ آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ اس سے اچھا ملنا مشکل ہے آپ جب کسی کے بارے میں مشتبہ ہوں کہ سنی ہے یا وہابی بدمذہب تو اس کے سامنے مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرہ کو بغور دیکھیے اگر چہرہ پر بشاشت اور خوشی کے آثار دیکھیے تو یقین جانئے کہ سنی ہے اور اگر چہرہ پر پژمردگی اور کدورت دیکھئے تو سمجھئے کہ وہابی ہے اور اگر وہابی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے اس زمانہ میں لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق ہیں یہ ضمیریں مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کی طرف پھرتی ہیں - اس لیے جتنے اہلسنت ہیں سب اعلیحضرت کے مداح بلکہ عاشق صادق محب مخلص ہیں اور ان سب میں بالخصوص یہ چند حضرات حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری حضرت سیدنا سید شاہ اسمٰعیل حسن میانصاحب مارہری حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی حضرت ابوالذکاء سراج الدین شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری حضرت استاذ زمن مولانا شاہ احمد حسن صاحب کانپوری حضرت صوفی باصفا مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی حضرت مولانا شاہ محمد شفیع صاحب ناصر رامپوری سہارنپوری حضرت مولانا شاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب الوری لاہوری جناب مولانا قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی جناب حاجی محمد لعل خانصاحب مدراسی جناب مولانا مولوی محمد رحیم بخش صاحب بانی مدرسہ فیض الغربا آروی وغیرہم خصوصیت کے ساتھ اس بارے میں قابل ذکر ہیں اور ان میں بھی اخص ترین مخلص حضرت محدث سورتی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کہ اصول و فروع کسی ایک مسئلہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے خلاف نہیں صاحب ورع و تقویٰ عالم باعمل حق گوئی کی یہ شان کہ ہر وقت ہر حال میں حق بات دو ٹوک اور فیصلہ کن کہنے میں اصلاً پس و پیش نہ کیا اس لیے اعلیحضرت جب کبھی ان کو خط تحریر فرماتے آداب و القاب اس طرح لکھتے الاسد الاسد والاشد الاشد کنز الکرامۃ جبل الاستقامۃ ان کو اعلیحضرت سے نہ صرف محبت بلکہ عشق تھا اسی لئے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لا کر اعلیحضرت سے ملاقات نہ کرتے ہوں ان دونوں علم و عمل دین و دیانت رشد و ہدایت کے شمس و قمر کے ملنے کا منظر بھی قابل دید ہوتا تھا - پیلی بھیت سے اکثر محدث

سورتی صاحب صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کے وقت واپس ہو جائیں گے اس کو اعلیحضرت کی کرامت کہیئے یا حضرت محدث صاحب کا جذب محبت اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا کہ جس وقت حضرت محدث صاحب تشریف لاتے کسی نہ کسی ضرورت سے اعلیحضرت باہر ہی تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہیں ہوتے تو اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے جس وقت ان دونوں کی نظریں دو چار ہوتیں پہلے مصافحہ پھر معانقہ فرماتے اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے پھر دونوں حضرات سائبان میں قالین پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں افسوس کہ اس وقت ان کے ضبط کا خیال نہ ہوا ورنہ خدا جانے کیسے گرانمایہ مضامین اکٹھا ہو جاتے جس کی قدر علما کرتے عوام اس سے بے شمار فائدے اٹھاتے۔

ایک مرتبہ کسی ضروری فتویٰ کے لیے تشریف لائے اعلیحضرت کی عادت کریمہ تھی کہ تصنیف تالیف تحریر مضامین جواب استفتا وغیرہ زنانہ مکان میں تحریر فرماتے حضرت محدث سورتی صاحب ہی کی خصوصیت تھی کہ اُن کے تشریف آوری کے وقت زمانہ قیام تک حضرت بھی باہر ہی تشریف رکھتے اور جو کچھ تحریر فرمانا ہوتا باہر ہی تحریر فرماتے چنانچہ اس استفتاء کا جواب باہر ہی بیٹھے لکھ رہے تھے کہ حقہ بھرنے کو خادم گیا اس وقت حضرت نے لکھنا چھوڑ دیا عادت کریمہ تھی۔ کہ جب تک لکھتے یا کتاب دیکھتے چشمہ لگائے رہتے جب لکھنا موقوف فرماتے عینک کو پیشانی کے اوپر چڑھا لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیحضرت کی نگاہ شورٹ سائٹ تھی یعنی دور کی نگاہ اچھی نزدیک کی کمزور تھی جیسا کہ عام طور پر بوڑھے لوگوں کی نگاہ ہوا کرتی ہے اسی لیے لکھنے پڑھنے کے وقت چشمہ لگا لیا کرتے اور فارغ وقتوں میں وہ چشمہ خارج ہو جاتا اوپر چڑھا لیا کرتے تھے اسی عادت کی وجہ سے ایک مرتبہ بہت وقت ہوئی چشمہ حضرت نے پیشانی پر چڑھا لیا تھا کچھ دیر تک لوگوں سے باتوں میں مشغول رہے اس کے بعد کچھ لکھنا چاہا تو ذہن سے یہ بات اُتر گئی کہ چشمہ اوپر چڑھا لیا ہے چشمہ کی تلاش شروع کی . . . . مگر چشمہ نہ ملا۔ . . . . اتنے ہی میں اتفاقیہ منہ پر ہاتھ پھیرا تو چشمہ پیشانی پر سے ڈھلک کر آنکھوں پر آ رہا غرض چشمہ پیشانی پر چڑھا کر حضرت

فتویٰ اسی وقت تحریر فرمادیا مگر پیلی بھیت جانے کی اجازت نہ دی حضرت محدث صاحب اور اعلیحضرت کے تعلقات کو دیکھ کر ایک بار حضرت محدث صاحب کے آخری تلمیذ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی نے پوچھا کہ آپ کے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے حاصل ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا شوق جو اعلیحضرت سے ہے وہ کسی سے نہیں۔ اعلیحضرت کی یاد ان کا تذکرہ، ان کے فضل و کمال کا خطبہ، آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے! تو فرمایا کہ سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحٰق محشی بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مراد آباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان جو مدار نجات ہے میں نے صرف اعلیحضرت سے پایا اور میرے سینہ میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کا بسانیوالا اعلیحضرت ہیں اسی لئے ان کے تذکرہ سے میری روح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں پیلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث صاحب اور اعلیحضرت تشریف فرما تھے دسترخوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ و طشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے تو حضرت محدث صاحب نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیحضرت کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اعلیحضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنۃ ہیں آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر ایک مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا ہاتھ دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کا ہاتھ دھلایا جاتے میں شروع میں ابتدا کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتدا کرنی ہوگی مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی کا بیان ہے کہ اس دسترخوان پر میں بھی حاضر تھا۔ اعلیحضرت کے ارشاد پر حضرت محدث صاحب کا ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیحضرت کا مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلہ کے خلاف عملدرآمد آپ کے شان کے خلاف ہے یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں محفل اقدس میں ایک مجہول شخص آیا اور ایک کتاب سامنے رکھی جس کا نام تھا آریہ دھرم پر چار اعلیحضرت نے اسی وقت قلم اٹھا کر لفظ چار کے بعد لفظ حرف لکھدیا تو اب نام یہ ہوا کہ آریہ دھرم پر چار حرف اور لانیوالے صاحب کو دیدیا اس فوری ذکاوت سے ساری محفل لطف اندوز ہوئی۔

ایک مرتبہ دیوبند سے ایک رسالہ کسی نے بھیجدیا اس کا نام تھا القاسم اعلیحضرت نے قلم سے وہیں لکھدیا "محرم" یہ قصہ شہر میں مشہور ہوا تو ایک بہت بڑے وہابی نے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور رکھا گیا تھا۔ تو اعلیحضرت تک کیوں پہنچایا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کا بیان ہے کہ جب دارالافتا میں کام

کرنے کے سلسلہ میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا تو رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیحضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈالدینے والے واقعات وہ علمی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی مثلاً استفتاء آیا دارالافتا میں کام کرنیوالوں نے پڑھا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا اور جواب جزیہ کی شکل میں نہ مل سکیگا۔ فقہا کرام کے اصول عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہیے عرض کیا عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں فرمایا یہ تو بڑا پرانا سوال ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابن عابدین نے ردمحتار کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاوٰی ہندیہ میں خیریہ میں یہ یہ عبارت صاف صاف موجود ہے اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر، اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں اس خداداد فضل و کمال نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا چونکہ اعلیحضرت کی رائے میں مولانا سید محمد صاحب نے فن حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آپ نہ پائی کا حساب بالکل آسانی سے کرتے تھے لہٰذا یہ مناسخہ انھیں کے سپرد کیا گیا مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا شام کو اعلیحضرت کی عادت کریمہ کیمطابق جب بعد نماز عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتاوٰی پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا ہوا جواب اس امید کیساتھ پیش کیا کہ آج اعلیحضرت کی داد لوں گا پہلے استفتا سنایا۔ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے اور پھر فلاں مرا اور اتنے چھوڑے غرض پندرہ موت واقع ہونیکے بعد زندوں پر ان کے حق شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنیوالے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارث کی تعداد پچاس سے اوپر تھی استفتا ختم ہوا کہ اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا اس وقت کا میرا حال دیکھا کی کوئی لغت ظاہر نہیں کر سکتی۔ علوم اور معارف کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔

اخلاق کریمہ میں نے علمائے کرام و مشائخ عظام کی جہاںتک زیارت کی اور معززین دنیا دار دول کو دیکھا اکثر ایسا ہی پایا کہ اُن کی تعریف کیجئے تو بہت خوش اور جہاں کسی بات پہ اعتراض کیا اس درجہ خفا ہوئے کہ اُس کی صورت بھی دیکھنی نہیں چاہتے ان میں سب سے اول نمبر جیسے مستثنیٰ دیکھا وہ ذات گرامی صفات اعلیحضرت امام اہلسنت کی تھی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کے سب کام محض اللہ تعالےٰ کے لیے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی ملامت کا خوف تھا حدیث شریف من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان کے مصداق تھے آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے کسی کو جو کچھ دیتے تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو منع کرتے تو اللہ ہی کے لیے جیسا خود ایک رباعی

میں فرماتے ہیں۔

نہ مرا نوش زتحسین نہ مرا نیش ز طعن ۔۔۔ نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے ۔۔۔ جز من وچند کتابے و دوات و قلمے

مجدد دین وملت اعلیحضرت کا ہمیشہ معمول تھا کہ تصنیف وتالیف کتب ہی اور اوراد واشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں تشریف لاتے اور ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے اکثر مکان ہی سے وضو کرکے تشریف لاتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں آکر مٹی کے لوٹے سے اُتر طرف کی فصیل پر بیٹھکر وضو فرماتے مسجد کے لوٹے عموماً متوسط درجہ کے ہوا کرتے ہیں اور اعلیحضرت وضو وغسل میں بہت احتیاط فرمایا کرتے خاص طور پر خیال کرکے بلکہ اُس کا سر اتک خاص کرکے خیال فرماکے تر کیا کرتے اور وہ بھی اس طرح کہ ہر جگہ سے سیلان آب ہو جائے اسی لئے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا اور اگر کثرت مصلیوں کی وجہ سے لوٹے فارغ نہ ہوتے تو ایک لوٹے پانی سے وضو شروع فرماتے جب تک کوئی لوٹا خالی ہوتا پھر اس میں پانی لاکر وضو کے بعد سنت و نوافل قبلیہ مسجد ہی میں پڑھتے ۔ وقت جماعت ہو جانے پر فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بعد سنت بعدیہ مسجد ہی میں ادا کرکے مکان تشریف لے جایا کرتے سوائے عصر کے اس لیے کہ عصر کی نماز پڑھکر پھاٹک میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں رکھدی جاتیں زائرین تشریف لاتے کرسیوں پر بیٹھتے جب کرسیاں باوجود کثرت تعداد ناکافی ہوتیں تو چند بنچ و تخت سائبان میں رہتے وہ صحن مکان میں کھینچ لیے جاتے بقیہ لوگ اس پر بیٹھتے زائرین حاجتیں پیش کرتے اُن کی حاجتیں پوری کی جاتیں حقہ پان سے ہر ایک کی تواضع کی جاتی پان کا طریقہ اعلیحضرت کے یہاں ہم لوگوں کے پوربی طریقہ کے بالکل خلاف تھا یہاں کھلی لگانے کا دستور ہے اور وہاں پان پر نصف میں چونا اور دوسرے نصف میں کتھا لگاتے ہیں اور پھر اُسے موڑ دیتے ہیں کہ چونا اور کتھا علیحدہ علیحدہ رہتا ہے۔ چھالیا الگ تراشی ہوئی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پان اور چھالیا حسب خواہش لے لیا کرتا اعلیحضرت زردہ نہیں استعمال فرماتے تھے اسی لیے پان کی تھالی میں زردہ نہیں رکھا جاتا حقہ عام طور پر لوگ بپاس ادب اعلیحضرت کے

سامنے نہیں پاسکتے تھے البتہ بعض بوڑھے یا سادات کرام حضرت کے سامنے بھی حقہ نوش کرتے ان کے سامنے حقہ بڑھادیا جایا کرتا تھا۔ اعلیٰحضرت کو خطوط کے جواب کا بہت اہتمام تھا اس خیال سے کہ خطوط ضائع نہ ہوں حاجی کفایت اللہ صاحب ساکن محلہ بہاری پور خادم خاص اعلیٰحضرت نے (جو حضرت کے بہت ہی جاں نثار خادم اور سفر و حضر کبھی اعلیٰحضرت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور اب بعد وصال بھی مزار شریف پر برابر حاضر باش محض محبت شیخ ہیں اُن کی دلی تمنا ہے کہ بعد موت بھی اعلیٰحضرت کے قدموں ہی میں رہیں اور اسی لئے صاحبزادگان والا شان و دیگر مخصصین و محبین و خلفاء و مریدین اعلیٰحضرت سے اس قسم کی تحریرات حاصل کی ہیں جن کو ایک کتاب کی شکل میں شائع بھی کر دیا ہے۔) ایک خوبصورت بکس ٹین کا بنوا کر رنگ کرا کے آویزاں کر دیا تھا جس میں ڈاکیہ خطوط پیکٹ وغیرہ ڈال دیا کرتا تھا۔ اوس میں برابر تالا لگا رہتا کہ کوئی اون خطوط کو نکال نہ لے کنجی اس کی اعلیٰحضرت کے پاس رہتی عصر کی نماز پڑھکر جب باہر آکر تشریف رکھتے تو کنجی مجھے عنایت فرماتے بکس کھول کر اوس روز کی ڈاک سب لاکر حاضر کر دیتا اور ایک ایک خط پڑھنا شروع کرتا اگر خط تصوف کے متعلق ہوتا اعلیٰحضرت خود رکھ لیتے اور اس کا جواب نفس نفیس خود تحریر فرماتے تعویذات کے متعلق ہوتا تو میرے یا حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب کے حوالہ کیا جاتا استفتا ہوتا تو حسب مراتب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری راقم الحروف جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے حوالہ فرماتے بہت پیچیدہ اور اہم ہوتا خود اعلیٰحضرت ہی جواب تحریر فرماتے فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت مولانا مولوی محمد رضا خانصاحب عرف ننھے میاں برادر اصغر اعلیٰحضرت کے حوالہ ہوتا مدرسہ کے متعلق جو خط ہوتا حضرت حجۃ الاسلام کے پاس بھجوایا جاتا مطبع کے متعلق خطوط بھی میرے حوالہ کیے جاتے غرض تعویذات و استفتا حسب حصہ رسدی اور مطبع کا سب کام میرے ذمہ تھا۔ ان سب قسموں کے علاوہ بعض مہذب حضرات نے گالی نامہ بھی بھیجے یہ ان حضرات کے فرزندان معنوی ہیں جنھوں نے باتباع شیطان رجیم اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کر کے اپنا دین ایمان بگاڑا اور اپنے کو دائرہ اسلام سے الگ حدود

مسلمین سے جدا کر لیا ہے اون کے متعلق جب حکم شرعی خدا و رسول کا اعلیحضرت نے ظاہر فرمایا اور تقریراً و تحریراً اوس کا اعلان کیا بات حق تھی انکار کرتے نہ بنی نہ کچھ جواب ہی ہو سکا سوائے سکوت چارہ کار نہ تھا اذناب ذریات نے اگرچہ بعد کو اس زخم کے اندمال کی کوشش کی مگر جو بات ان کے بزرگوں سے نہ بن سکی اذناب اوسے کیا بناتے آخر اسی غم میں مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کھاتے دل ہی دل میں جلتے قل موتوا بغیظکم جب غصہ تاب سے باہر ہو جاتا ایک دوگالی نامہ لکھکر حضرت کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیجدیا کرتے اور سمجھتے کہ بہت بڑا کار نمایاں کیا غرض اسی قسم کا ایک خط گالیوں سے بھرا ہوا کسی صاحب کا آیا میں نے چند سطریں پڑھکر اوس کو علیحدہ رکھدیا اور عرض کیا کہ کسی دہابی نے اپنی شرارت کا ثبوت دیا ہے ایک مرید صاحب نے جو نئے نئے حلقہ ارادت میں آئے تھے۔ اوس خط کو اوٹھا لیا اور پڑھنے لگے اتفاق وقت کہ بھیجنے والے کا جو نام اور پتہ لکھا واقعی یا فرضی وہ اون صاحب کے اطراف کے تھے اس لیے ان کو اور بھی بہت زیادہ رنج ہوا۔ اس وقت تو خاموش رہے لیکن جب اعلیحضرت مغرب کی نماز کے بعد مکان تشریف لے جانے لگے حضرت کو روک کر کہا اس وقت جو خط میں نے پڑھا جسے مولانا ظفرالدین صاحب نے ذرا سا پڑھکر چھوڑ دیا تھا کسی بدتمیز نے نہایت ہی کمینہ پن کو راہ دی ہے۔ اُس میں گالیاں لکھکر بھیجی ہیں۔ میری رائے ہے کہ اون پر مقدمہ کیا جائے ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے تاکہ دوسروں کے لیے ذریعہ عبرت و نصیحت ہو ورنہ دوسروں کو بھی ایسی جرأت ہوگی اعلیحضرت نے فرمایا کہ تشریف رکھیے اندر تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط دست مبارک میں لیے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پڑھیے ہم لوگ متحیر تھے کہ کس قسم کے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید اسی قسم کے گالی نامے ہوں گے جن کے پڑھوانے سے یہ مقصود ہوگا کہ اس قسم کے خط آج کوئی نئی بات نہیں بلکہ زمانہ سے آرہے ہیں میں اس کا عادی ہوں لیکن خط پڑھتے جاتے تھے اور اون صاحب کا چہرہ خوشی سے دمکتا جاتا تھا آخر جب سب خط پڑھ چکے تو اعلیحضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کا پل باندھنے والوں کو انعام اکرام جاگیر و عطیات سے مالامال کر دیجیے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجیے گا۔

اُنہوں نے اپنی مجبوری و معذوری ظاہر کی اور کہا کہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اتنا انعام و
اکرام دیا جائے کہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشتہا پشت کو کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر ہے
فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف کو نقصان بھی نہ پہنچایئے کل امرئ بما
کسب رھین ○ فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ ایک زمانہ میں میرا خیال تھا
کہ اس قسم کے گالی نامے جاہل عوام بدتمیز لوگ لکھا کرتے ہیں کیونکہ بیچارے علم سے کورے ہیں جب
سنتے ہیں کہ ہمارے پیر کا خلاف شخص نے رد کیا ہے اون کے رسائل و مسائل کا جواب
لکھا ہے تو ہوش میں نہیں رہتے جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں چونکہ علمی سرمایہ سے بے بہرہ ہیں
اس لیے وہ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں کہ بات کیا ہے کون حق پر ہے کس کی زیادتی ہے
اون کے پاس علمی سرمایہ تو ہے نہیں جو علمی باتوں کا جواب دے سکیں اس لیے بیچارے جو پونجی
رکھتے ہیں وہی پیش کرتے ہیں اور گالیوں میں ماں بہن کی مغلظات تک دینے سے باز نہیں آتے
لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا انتقال ہوا اور اون کے معتقد خاص مولوی عاشق الٰہی
صاحب میرٹھی نے ایک کتاب دو حصوں میں بنام تذکرۃ الرشید چھاپی اس کتاب میں کیا ہونا
چاہیے موضوع کتاب تو نام ہی سے ظاہر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حالات
اس کتاب میں ہوں گے مگر ہے کیا - مولویصاحب کے حالات تو چند ورقوں سے زائد نہیں
لیکن ان کے دادا پیر اپنے ہمخیال لوگوں کی خوبیوں کا طومار اور علماء اہلسنت و جماعت پر طعن و
تشنیع کی بوچھار ہے اور خصوصاً سنی حضرات میں جنھوں نے تقریراً یا تحریراً گنگوہی صاحب
کا رد کیا ہے اور حق کی حمایت کی ہے اون کی توہین و تذلیل میں تو کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا
جھوٹے جھوٹے واقعات اور قصے گڑھ کر سنیوں کی دل آزاری کی اور اپنے اوصاف باطنی
کا جلوہ دکھایا ہے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ گالی نامے جاہلوں کے کام نہ تھے بلکہ اس حمام
میں سب ننگے کا مضمون ہے اُن کے یہاں کے پڑھے لکھے عوام کے کان کترتے ہیں -
(۱) تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۳ پر محض جھوٹا واقعہ گڑھا اور گنگوہی صاحب کے اخلاق
میں شمار کیا جس کو میں انہیں کے لفظوں میں لکھتا ہوں تاکہ لوگ ان کی دیانت اور صداقت
کو پرکھیں کہ اس ہیں کیسے کورے ہیں دشمن سے دشمن کے لیے بھی آپ نے کبھی بددعا نہیں

کی اور اگر منجانب اللہ آپ کا دشمن کسی آفت سماوی میں مبتلا ہوا تو اس کو سن کر کبھی آپ خوش نہیں ہوئے بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں آپ کو مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی سے پہنچیں شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ دوسرے سے حضرت امام ربانی کو پہنچی ہوں مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جس زمانہ میں مولوی احمد رضا خانصاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو مسرت ہوئی کہ سب وشتم کا ثمرہ دنیا ہی میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ بریلوی مولوی کوڑھی ہو گئے تو حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میاں کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہئے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے" اس مضمون کو اگر نثر میں مولوی عاشق الٰہی صاحب کی شاعری سمجھی جائے تو اس کی حقیقت خود ظاہر ا شکارا ہے عوام بد دعا کے موقع پر بولا کرتے ہیں خدا کرے اندھا ہو جائے خدا کرے کوڑھی ہو جائے مذاق کا بھی فقرہ مشہور ہے اللہ نے ملائی جوڑی ایک اندھا ایک کوڑھی شاید اسی بناپر جب اللہ تعالےٰ نے مولوی رشید احمد صاحب کو اندھا بنا دیا تو بہوا خواہوں خصوصاً مولوی عاشق الٰہی صاحب جیسے جاں نثاروں نے اعلیحضرت کے متعلق جذامی کا افترا کیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بڑے سے بڑی ایذا اگر ہو سکتی ہے۔ تو مولوی صاحب کے الفاظ کفریہ توہین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تکذیب خداوند جل وعلا پر کفر کا فتویٰ جو اعلیحضرت نے کتاب مستطاب المعتقد المنتقد کے حاشیہ المعتمد المستند میں تحریر فرمایا جو ۱۳۲۰ھ کی تصنیف ہے اور ۱۳۲۱ھ میں چھپ کر شائع ہوا اس کے بعد مولوی گنگوہی صاحب دو برس سے کم ہی بچے جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہی کر گئے ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۶ھ تک میں خود بریلی شریف حاضر رہا اور بجد لئے لایزال تقسیم شرعی کہتا ہوں کہ میں نے اعلیحضرت کو بالکل صحیح تندرست دیکھا جذام کا کوئی شائبہ نہ تھا یہ بہتانیوں کا نرا بہتان ہے اس کا جواب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں پڑھوں لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ اور تذکرۃ الرشید کے مصنف صاحب کہیں پیش بادیھر اس فتوائے تکفیر کے متعلق یہ لکھنا کہ "شاید اتنی نہ دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہو"

یہ بھی جھوٹ اور بالکل غلط ہے خود اسی کتاب میں اُوسی جگہ اور دوسرے منکرین ضروریات دین کی بھی تکفیر ہے اس لیے کہ گنگوہی صاحب سے نہ کبھی کی عداوت نہ زر زمین زن کا قصہ کہ اس عداوت کی وجہ سے تکفیر کی گئی بلکہ یہ تو وعدہ الٰہیہ و عہد ربانی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ کی تعمیل و تکمیل ہے جب انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور اللہ جل جلالہ کی تکذیب کی تو ان کی تکفیر کی گئی پھر دوسرے منکرین ضروریات دین کی پاسداری کیوں کی جاتی نیز دوسرا فقرہ بھی بالکل غلط ہے "نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں" یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے کیا مولوی عاشق الٰہی صاحب کو یاد نہیں کہ وقوع کذب باری تعالیٰ ماننے پر اعلیحضرت سے بہت پہلے جناب مولانا نذیر احمد خاں صاحب رامپوری ثم احمد آبادی نے کفر کا فتویٰ دیا جو ۱۳۰۸ھ میں مطبع خیر المطابع میرٹھ میں چھپ کر شائع ہوا نیز اعلیحضرت کے فتوی کی تصدیق بے شمار علماء حرمین شریفین و اہل ہند نے فرمائی سب مسئلہ کفر میں اعلیحضرت کے ہم خیال ہیں تو یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ نہ دوسرے سے امام ربانی کو پہنچی ہوں پھر یہ جملہ بھی کس قدر بھولے پن کا ہے کہ عمر بھر کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے معلوم ہو کہ حضرت اون کو اپنا دشمن سمجھتے تھے اولاً کیا مولوی صاحب یوم ولادت یا یوم تکلم سے مرتے دم تک گنگوہی صاحب کے ساتھ رہے جو سننے کی نفی سے واقعہ کا انکار کرتے ہیں ثانیاً ایسا بھی سہی کہ آپ نے عمر بھر نہ سنا اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ انہوں نے کبھی نہ کہا تا لثاً یہ بھی مان لیا کہ انہوں نے عمر بھر نہ کہا تو اس میں دشمن سمجھنے کی کیا بات ہے۔ نہ اعلیحضرت مولوی رشید احمد صاحب کو اپنا دشمن جانتے تھے نہ گنگوہی صاحب اعلیحضرت کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ یہ اختلافات مذہبی تھے جو خیالات و اعتقادات اعلیحضرت کے تھے گنگوہی صاحب کی نزدیک بدعت یا کفر و شرک تھے اس پر وہ بے محابا کفر و شرک کے فتوی دیتے تھے یہ اپنی اپنی تحقیق تھی اس میں دشمنی و عداوت کی کیا بات تھی جو آپ نے نہیں سنا یا گنگوہی صاحب نے کمال کیا کہ دشمن نہ جانا تو بہت تیر مارا نیز اوس کذاب مفتری کے اس صریح جھوٹ سے گھبرا اوٹھنا بھی عجیب سادگی اور اونکی بزرگی و کرامت کا اظہار ہے مگر درحقیقت کرامت کا صفایا ہے جس طرح کرامت میں گڑھا تو یہ کہ موت تک کی خبر آپکو معلوم تھی کہ کہدیا کہ تم نہیں مرو گے اور مرو گے تو میرے بعد مرو گے اور واقعہ یہ تھا کہ پاس کی چیز بھی نہیں سوجھائی دیتی تھی کہ کوٹھے پاادگا لدان اور فلاں

شخص صحیح ہے یا مریض اگر کچھ بھی کشف و کرامت ہوتی تو فوراً کہتا کیوں جھوٹ بول کر اپنی عاقبت بگاڑتے ہو خدا کی لعنت کے حقدار بنتے ہو۔ کبھی انہیں جذام ہوا وہ تو بیٹے کٹے بریلی میں ڈٹے ہوئے ہیں مگر ہے یہ کہ ع

پیراں نمی پرند مریداں می پرانند ۔۔۔ پیر من خس است اعتقاد من بس ست

تو جھوٹی باتیں گڑھنی ہی ہونگی۔

(۲) دوسرا واقعہ حضرت شیر بیشہ سنت سیف اللہ المسلول مولانا ہدایت الرسول صاحب قادری برکاتی نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا گڑھا اور ان پر اتہام لگایا بہتان اوڑھایا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۸۳ "ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ مولوی ہدایت الرسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بیساختہ نکلا انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ یہ واقعہ بھی بالکل جھوٹ اور سرسے پا تک افترا و بہتان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت شیر بیشہ سنت کو محض حق گوئی اور گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف بولنے کی وجہ سے ضرور سزائے قید ہوئی۔ مگر کسی شوہر دار عورت سے نکاح کرنے کے الزام میں ہرگز ہرگز نہیں سزا نہ ہوئی یہ بھی بے سروپا بالکل جھوٹ بہتان محض ہے۔ جس کی علت وہی ہے کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے۔ تو جو حضرت کا مخالف ہوا مورد الزام بنا۔

(۳) حضرت سید الفحول عاشق رسول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہ نے حق کی حمایت میں تقریر و تحریر کا پورا زور صرف فرمایا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ناطقہ بند کر دیا اسی وجہ سے ان کے متعلق بھی ایک مضحکہ خیز قصہ گڑھا اور اس پر اپنی علمی قابلیت سے حاشیہ بھی چڑھایا حالانکہ یہ سب مولوی عاشق الٰہی صاحب کی بے علمی و کم فہمی ہے۔ اگر انہوں نے ایسا وعظ کہا تو ٹھیک کہا اور بالکل درست فرمایا ان کی تجہیل میرٹھی صاحب کی نادانی و حماقت ہے ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صـ۳۶ مولوی گنگوہی صاحب کی طالب علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی فضل رسول صاحب بدایونی

آئے اون کے وعظ میں ہم بھی گئے وہ بیان کر رہے تھے" لوگ بزرگوں کے نام کے جانوروں کو حرام کہتے ہیں بھلا اس فعل سے اس جانور کی جنس یا فصل کونسی چیز بدل گئی جس کی وجہ سے اس کی ماہیت میں فرق آگیا اور جب بغیر اللہ کے نام سے نام زد ہونے سے حرام ہوتا ہے تو جس کی عبادت کی جائے وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہو جانا چاہیئے سو اب گنگا کا پانی حرام ہونا چاہیئے حضرت مولانا نے فرمایا ہمیں تو یہ باتیں اور دلیلیں سن کر اون کی تقریر سے نفرت ہو گئی اُٹھ کر چلے آئے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے" مولوی رشید احمد صاحب نے بیشک سچ کہا مزد حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب کی تقریر سن کر اون کو نفرت ہو گئی ہو گی اور اٹھ کر چلے آئے ہوں گے اور پھر کبھی اون کے پاس نہیں گئے ہوں گے مگر اس میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب یا اون کی تقریر کا قصور نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کے مرض قلبی وہابیت کے سبب ایسا ہوا فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا کسی عربی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد ٭ وینکر الفم طعم الماء من سقم

دکھتی ہوئی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج ٭ بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

جب دکھتی ہوئی آنکھوں کی یہ حالت ہے تو آنکھوں کا اندھا سورج کو کیا دیکھ سکتا ہے اور بیمار زبان کی جب یہ کیفیت ہے تو بیمار دل اگر آپ حیات وعظ ہدایت و نجات کو برا جانے کیا عجب مولوی عاشق الٰہی صاحب نے اس واقعہ کو نقل کر کے تین جگہ حاشیہ چڑھایا ہے اس کو نقل کر کے اس کی اصلاح مناسب جانتا ہوں سب سے پہلے لفظ لوگ پر یہ حاشیہ لکھا بندہ خدا سے کوئی پوچھے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ کس لوگ کا کہا ہوا ہے ۱۲ منہ مولوی صاحب نے تینوں حاشیے لکھ کر منہ لکھا ہے مولوی صاحب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ منہ کس موقع پر لکھتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہوتا ہے منہ اس جگہ لکھتے ہیں کہ وہ حاشیہ اسی شخص کا ہو جس کی عبارت و متن ہے اس کو منہیہ کہا کرتے ہیں یہ عبادت تو اون کے ادعا کے مطابق حضرت مولانا فضل رسول صاحب کی ہے تو کیا یہ حاشیہ بھی اُنھیں کا ہے جو اس پر منہ لکھا اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو اب اس پر منہ لکھنا غلط اور دوسرے نمبر پہ باعتبار نقل یہ عبارت گنگوہی صاحب کی ہو سکتی ہے۔ کہ مفہوم حضرت مولانا فضل رسول صاحب کا ہے اور عبارت گنگوہی صاحب کی پھر بھی اس پہ

منہ لکھنا صحیح نہیں کہ یہ حاشیہ ہرگز گنگوہی صاحب کا نہیں اور اگر بالفرض حاشیہ بھی انہیں کا ہے تو بندہ خدا سے کوئی اور کون پوچھتا آپ ہی جلسہ میں موجود تھے پوچھ لیتے تو وہ آپ کو تفسیر کی کتابیں پڑھنے کی ہدایت فرماتے کہ مفسرین ما اهل به لغير الله کے معنی ما ذبح لغير الله فرماتے ہیں الاهلال کے لغوی معنی ہرگز یہاں مراد نہیں بلکہ جو جانور کہ غیر خدا کے نام پہ ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے ورنہ دنیا بھر کے سب حلال جانور حرام ہو جائیں گے۔ کہ یہ زید کی بکری یہ عمرو کی گائے ہے یہ بکر کا اونٹ ہے عام طور پر شرقاً غرباً اسی طرح مروج ہے اور ہر ایک کے زبان زد ہے تو بروایتے سب ما اهل به لغير الله میں داخل ہوں اور سب کا کھانا حرام ہو جائے گا

آفرین ہے اس ذکاء و فہم پہ

وما اهل به لغير الله اى ذبح للاصنام تفسیر مدارک سورہ بقرہ وما اهل به لغير الله اى ما ذكر عليه غير الله وهو ما كان يذبح لاجل الاصنام جامع المضمرات ومفردات راغب اصفہانی وما اهل لغير الله به هو ما ذبح الالهة لسان العرب و حرم ما اهل به لغير الله اى ماسمى غير الله عند ذبحه مصباح قوله وما اهل به لغير الله هو الذبح لغير الله فتح الرحمن بکشف مايلبس فى القرآن وما اهل لغير الله به اى رفع الصوت لغير الله به وهو قولهم باسم اللات والعزى عند ذبحه تفسیر کشاف وما اهل به لغير الله اى رفع به الصوت عند ذبحه للصنم بیضاوی و رفع الصوت للصنم ان يذكر اسمه عند الذبح على ما فى الكواشى وتاج البيهقى وغيرهما حاشیہ عبد الحکیم قوله اى رفع به الصوت عند ذبحه للصنم هذا اصله ثم جعل عبارة عما ذبح لغير الله حاشیہ فتوی تمحنی قوله وما اهل به لغير الله ما ذبح للاصنام والطواغيت شیخ زادہ وما اهل به لغير الله يعنى ما ذبح للاصنام والطواغيت خازن اوفسقا اهل لغير الله به يعنى ما ذبح على غير اسم الله خازن تفسیر سورہ انعام وما اهل لغير الله به اى ما دم ملتبسا به اى بذبحه الصوت لغير الله روح المعانى وما اهل لغير الله به كانوا يقولون عند الذبح باسم اللات والعزى فحرم الله تعالى ذلك تفسیر کبیر وما اهل به لغير الله اى رفع به الصوت عند ذبحه للصنم

للصنم ابو سعود[۱۸] وما اهل لغیر اللہ بہ ای ما ذکر علی ذبحہ علی غیر اسم اللہ تفسیر بغوی[۱۹] وما اہل به لغیر اللہ عند المائدة سواء بہ المراد ذبح لانہ ما هو سواطع الالہام[۲۰] وما اہل بہ لغیر اللہ ما ذبح لغیر اسم اللہ عند الاصنام تنویر المقباس[۲۱] وما اہل بہ لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ تعالیٰ جلالین[۲۲] والآیۃ محتمل فی ظاہرہ من حذف مضاف ای فی ذبحہ لان المعنی وما صیح فی ذبحہ لغیر اللہ۔ حاشیہ جمل[۲۳] اہل ای صوت فیہ باسم لغیر اللہ بہ بسبب ذبحہ تبصرۃ الرحمن[۲۴] وما اہل بہ ای وحرم ما ذکر علیہ بذبحہ اسم لغیر اللہ عیون التفاسیر[۲۵] وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع فیہ الصوت بذکر غیر اللہ وھو ما ذبح للاصنام تفسیر علامہ نسفی[۲۶] وما اہل بہ لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ سراج منیر[۲۷] وما اہل بہ لغیر اللہ قال الربیع بن انس یعنی ما ذکر عند ذبحہ اسم غیر اللہ تفسیر مظہری[۲۸] وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ لغیر اللہ صنما کان او انسانا او غیر ذلک تفسیر ابن کمال باشا۔ وما اہل بہ لغیر اللہ وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا فتح الرحمن[۲۹] شاہ ولی اللہ دہلوی وما اہل بہ وآنچہ بسمل کردہ شدہ ست برائے غیر خدا تفسیر[۳۰] توضیح وما اہل بہ وحرام کردہ آنچہ آواز بر دار ند آن بوقت ذبح لغیر اللہ ای غیر خدا بنام بتان یا باسم پیغمبران بکشند اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وما اہل قال ذبح در منثور[۳۱] فتح القدیر[۳۲] وما اہل لغیر اللہ بہ ای علی غیر اسم اللہ تفسیر ابن کثیر[۳۳] وما اہل بہ لغیر اللہ ای وحرم ما رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم روح البیان[۳۴] وما اہل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح بہ لاسم غیر اللہ تفسیرات الاحمدیہ[۳۵] وما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع الصوت بذبحہ لغیر اللہ تفسیر عارف باللہ الشیخ محی الدین بن العربی رحمہ اللہ بسر دست چھتیس تفسیر کی کتابوں کی یہ عبارتیں حاضر ہیں اور آیت کریمہ جہاں جہاں آئی ہے ہر جگہ دیکھیے تو عبارتیں بیشمار ہو جائیں گی اور دین و دیانت والے کے لیئے چند عبارتیں بھی کافی ہیں کہ اس آیہ کریمہ کا کیا مطلب علماء کے نزدیک ہے پھر اس عبارت کو پیش کرنا اپنی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے۔

دوسرا حاشیہ کون سی چیز بدل گئی پر لکھا ہے گردن مروڑی مرغی شاید آپ کے نزدیک حلال ہو کیونکہ اس کی جنس و فصل نہیں بدلی ۱۲ منہ مولوی عاشق الٰہی صاحب نے منطق کی

کوئی ایک کتاب بھی پڑھی ہے یا بدعت سمجھ کر بالکل کنارہ کش ہی رہے میرے خیال میں اگر ایسا خوامخواہ ہی پڑھے ہوتے تو گردن مروڑی مرغی کے بارے میں ایسا سوال نہ کرتے اور جان لیتے کہ جس مرغی کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے وہ جو ہر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ تھی اور گلا مروڑ دینے کے بعد نہ وہ جسم نامی ہے نہ حساس نہ متحرک بالارادہ مرغی کی نہ جنس میں داخل نہ فصل میں شامل بلکہ اب سوا جوہر جسم کے اجناس لبعیدہ میں بھی اشتراک نہ دارد واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ وہابیت اور عقل میں تباین کی نسبت ہے کبھی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

تیسرا حاشیہ وہ تو بدرجہ اولیٰ پر لکھا تھا کیا عجیب قیاس ہے اس قاعدے کے موافق تو جس خون کے قطرے سے نمازی کے اور کنوئیں کا منوں پانی ناپاک ہو جائے تو بدن جس میں اس کے سینکڑوں قطرے بھرے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوا اور نماز کے قابل نہیں چلو نماز سے چھٹی مگر ساتھ اس کے وہ جانور جس کا گوشت خون سے بنا ہے ذبح کے بعد بھی نجس ہے گوشت بھی حرام ہوا ۱۲ منہ اس حاشیہ کو بھی منہ لکھا اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر افترا کیا حالانکہ اس قسم کی لغویات سے اُن کی شان ارفع واعلےٰ ہے یہ مولوی صاحب کی فقہ دانی منطق دانی ہے حضرت مولانا کی تقریر بہت واضح اور صاف ہے کہ اگر وہابیوں کے اعتقاد کے مطابق حلال محض غیر خدا کا نام لگ جانے سے حرام ہو جائے تو جس حلال چیز کی پرستش و عبادت کی جاتی ہو جیسے گنگا کا پانی وہ تو بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔ اس پر مولوی صاحب تپ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک قطرہ خون سے کنواں ناپاک ہو جاتا ہے تو بدن جس میں سینکڑوں قطرے خون بھرے ہوئے ہیں بدرجہ اولیٰ ناپاک ہوگا۔ قربان جائیے آپ کی علمی لیاقت اور فقہی قابلیت کے کیا بہترین قیاس فرمایا ہے کیوں جناب کیا خون کی بھی کوئی عبادت کرتا ہے۔ جو آپ فرماتے ہیں اس قاعدہ کے موافق الخ علاوہ بریں اس معاوضے سے اسے کیا نسبت فقہی حیثیت سے بھی یہ قیاس غلط ہے اس لئے کہ کنوئیں میں دم مسفوح پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی طرح جب بدن پر بھی دم مسفوح کہیں سے پڑے گا ضرور بدن ناپاک ہو جائے گا خون جب تک اپنے محل میں جسم کے اندر ہے مسفوح کب ہے جو اس کی ناپاکی کا حکم دیا جائے نیز فقہاء کرام خروج دم کو ناقض وضو لکھتے ہیں نہ وجود دم کو اور یہ مسئلہ تو

شاید جناب کے دشمنوں ہی کو معلوم ہو کہ نجاست جب تک اپنی جگہ پر رہتی ہے ناپاکی کا حکم اوس پر شرعاً نہیں ورنہ پیٹ میں غلیظ مثانہ میں پیشاب رہنے کی وجہ سے انسان کو ہر وقت ناپاک ہونا چاہئے اور آپ کے قاعدہ سے نماز کے قابل نہیں چلیے چھٹی ہوئی خوب ہی قاعدہ کا مسئلہ گڑھا کہ نماز سے ہمیشہ کے لئے فرصت ہوگئی اس کے ساتھ ساتھ دوسرا قیاس کہ جانور چونکہ خون سے بنا ہے اس لئے بعد ذبح بھی ناپاک ہونا چاہئے اس نے تو قابلیت میں چار چاند لگا دیئے کیا استحالہ کے بعد بھی شی کا وہی حکم رہتا ہے۔ جو پہلے تھا آپ کو معلوم ہے کہ گوبر کا اوپلا ناپاک ہے جل کر جب راکھ ہو گیا کیا اب بھی ناپاک رہا یا پاک ہو گیا شراب ناپاک و حرام ہے جب سرکہ بن گئی اور شراب نہ رہی تو کیا سرکہ ہونے کے بعد بھی ناپاک و حرام ہی رہے گا۔ تو جب دم مسفوح بعد استحالہ حیوان کے بدن میں گوشت ہو گیا اس کی نجاست و حرمت کیسے باقی رہے گی مگر ہے یہ کہ حامی دین و ملت ماحی وہابیت حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نے آپ کے عقل و علم سب پر پانی پھیر دیا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

(۴) حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح مست بادۂ الست تھے کہ ہر طرح کی کہا کرتے نہ معاذ اللہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح دریدہ دہن بد زبان کہ جو جی میں آیا کہہ دیا نہ بزرگوں کا خیال نہ بڑوں کا ادب بلکہ متبع سنت حامی ملت دین عالم وارث الانبیاء رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دین کے سچے ناشر کو جیسا ہونا چاہئے ان تمام خوبیوں کے جامع تھے اسی لیے وہابیہ اون سے خوش نہیں مگر صاف طور پر اون کو برا بھی نہیں کہہ سکتے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے چچا۔ استاد۔ دادا پیر تھے نہ اون کے نسب پر طعن کرتے بنتی نہ علم پر نہ مرتبہ ولایت پر لاجرم دل ہی دل میں کڑھتے اور موقع بموقع گول مول سنا دیا کرتے ہیں تذکرۃ الرشید جلد ۲ صـ ۲۲۷ ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب اون کو رفع کرنا چاہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا دوگانہ پڑھنا کیسا ہے شاہ صاحب نے فرمایا بھلائی حدیث میں تو کہیں نہیں آیا ہے ہاں فعل مشائخ ہے میر محبوب علی صاحب وہاں موجود تھے کہنے لگے سائل حدیث اور فعل مشائخ کو نہیں پوچھتا وہ تو جواز و عدم جواز دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا اس پر محبوب علی صاحب نے کہا صاف فرمایئے جائز ہے یا ناجائز تب تو سائل بھی کہنے لگا جی ہاں میری غرض یہی ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے میر محبوب علی کو ڈانٹ کر کہا تو مجھے لوگوں سے گالیاں سنوانی چاہتا ہے ایک مرتبہ ماءاھل کا مسئلہ لکھا تھا تو اب تک گالیاں سن رہا ہوں اس وقت میر محبوب علی صاحب نے سائل سے کہا سن لو حضرت اس نماز کو ناجائز فرماتے ہیں مگر گالیوں کی ڈر سے صاف جواب نہیں دیتے اس قصے کے بعد امام ربانی نے فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا بری بات چھوٹتی نہیں شاہ اسحٰق اور مولوی اسمٰعیل صاحب ان سب حضرات کا ایک ہی مشرب تھا۔ مگر شاہ اسحٰق صاحب نے شقوق نکال کر کہا کچھ فائدہ نہ ہوا مولوی اسمٰعیل صاحب نے صاف منع کیا بہتیرے مان گئے الخ آپ نے دیکھا کیسے مزے میں شاہ عبدالعزیز صاحب کو بنایا ہے ابتدا میں کہا کہ وہ بات لگا کر کہا کرتے تھے اخیر میں کہا بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا غرض یہ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے علم و فتوی سے کچھ نفع نہیں ہوا (شاید اس لیے کہ وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح بات بات پر لوگوں کو مشرک نہیں کہا کرتے تھے) پھر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کے متعلق یہ خیال کہ وہ گالیوں کے ڈر سے حق چھپاتے تھے اور صاف نہیں کہتے تھے کس درجہ اون کی کھلی توہین ہے اور ماءاھل کے مسئلہ کو ثبوت میں پیش کرنا اولٹی آنتیں گلے میں ڈالنا ہے اس لیے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا مسلک ماءاھل میں بھی اہلحق کے مطابق و موافق ہے جیسا کہ رسالہ عمدۃ النصائح فی مسئلۃ الذبائح سے واضح تو اس بارے میں اگر گالیاں دی ہوں گی تو وہابیہ مولوی اسمٰعیل کے متبعین ہی نے دی ہوں گی۔ پھر میر محبوب علی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں مگر گالیوں کے ڈر سے صاف جواب نہیں کہتے عجیب خوش فہمی

ہے بلکہ اگر یہ واقعہ واقعی حق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے نزدیک یہ نماز جائز ہے فعل مشائخ سے ثابت ہے حدیث میں اس کا حکم نہیں تو ممانعت بھی نہیں لیکن صراحتہ جواز کا فتویٰ دوں تو وہابی حضرات گالیاں دینی شروع کر دیں گے جس طرح دعا اہل کے مسئلہ میں رسالہ لکھا تو ان لوگوں نے گالیاں دیں حالانکہ یہ ہی جناب شاہ عبد العزیز صاحب کی تضحیک کے لیے گڑھا وہ حق کہنے میں کبھی لومتہ لائم کی پرواہ نہ کرتے تھے جو بات حق ہوئی اُس کو بیان فرماتے اور اگر تفصیل طلب ہوتی تو تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے تھے اگر گالیوں کے ڈر سے حق چھپانے والے ہوتے تو اتنی بڑی ضخیم کتاب تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرماتے بات لگا کر کہنے کی ادنہیں ضرورت کیا تھی اس مسئلہ میں بھی صاف فرمایا کہ حدیث سے ثابت نہیں اس لیے تم اپنے کو اگر اہل حدیث سمجھتے ہو اور جو بات حدیث سے ثابت ہو صرف وہی کرنا چاہتے ہو تو تم مت پڑھو اعمال مشائخ سے ثابت ہے جو سنی حضرات مشائخ کے ماننے والے ہیں اون کو چاہیئے کہ پڑھیں کس قدر صاف اور سیدھی بات تفصیل کے ساتھ جواب ہے اس کو برے لفظوں سے تعبیر کیا اور بات لگا کر جواب دینا بتایا بات وہی ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب شرک نزدش مشرک گر نہ تھے اس لئے باوجود استاذ الاساتذہ ہونے کے اون پر بھی چوٹ کر ہی دی اور اون کو کتمان حق کرنے والا مداہن فی الدین وغیرہ بنا دیا۔ فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون ○

(۵) جناب مفتی صدر الدین صاحب مولوی عبد الغنی صاحب وحضرت شاہ احمد سعید صاحب یہ تینوں حضرات مولوی گنگوہی صاحب کے اوستاذ تھے لیکن مولوی عبد الغنی صاحب کے ایسے خیالات ان دونوں حضرات کے نہ تھے اس لیے ان دونوں کو طرح طرح سے بنایا ہے ایک واقعہ لکھا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اوّل ص۳۱ اس زمانہ میں دہلی کے اندر مولود کے بڑے جھگڑے پڑے تھے۔ انہیں دنوں جناب مفتی صدر الدین صاحب مرحوم ایک مضمون جواز قیام کا لکھکر شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں لائے اور پڑھکر سنایا شاہ صاحب نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اتفاق سے جلسہ میں شاہ عبد الغنی صاحب بھی موجود تھے مفتی صاحب اون کی طرف مخاطب ہوئے گویا ان سے بھی داد لینا چاہتے تھے تب شاہ عبد الغنی صاحب نے

فرمایا کہ ان باتوں کو کون منع کرتا ہے کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہیں جائز ہے انکار
تو اس پہ ہے کہ قیام سے تعظیم مدنظر ہے تو پھر اس کی کیا وجہ کہ فقط ذکر ولادت شریف کے وقت
قیام ہو اور وقت نہ ہو بلکہ ذکر ولادت شریف بھی اگر مجلس مولود کے علاوہ دوسری جگہ ہو تو کوئی
کھڑا نہ ہو آپ ان باتوں کی دلیل لکھیں جن کا انکار ہے" اس تقریر پہ شاہ احمد سعید صاحب نے
بھی فرمایا کہ ہاں ٹھیک تو کہتے ہیں آخر مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے اور اپنی تحریر لے کر چلے
گئے اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں دونوں صاحبوں شاہ احمد سعید صاحب اور مفتی صاحب کا
شاگرد ہوں مفتی صاحب نے اس تحریر کو ایسا بند کر کے رکھا کہ پھر کبھی ظاہر نہ کیا" اس واقعہ میں
مفتی صدرالدین صاحب کے ساتھ شاہ احمد سعید صاحب کو بھی لے ڈالا کہ ان کی بات کا کوئی
وزن نہ تھا ان کی تصدیق کی کوئی وقعت نہ تھی پہلے مفتی صاحب کے فتوی کی تصدیق کی پھر
شاہ عبد الغنی صاحب کی بات کو ٹھیک کہا حالانکہ یہ سب بالکل گپ اور علمی پایہ سے گری ہوئی بات
ہے اس لئے کہ جب قیام سے انکار نہیں تو اعتراض اس پہ کرنا چاہئے کہ اور وقت کیوں نہیں
کرتے ہیں نہ کہ اس وقت خاص میں کرنے پر کیا کوئی جائز مباح مستحب کام اگر کسی وقت کریں اور
دوسرے وقت نہ کریں تو نہ کرنے پہ اعتراض ہونا چاہئے نہ کہ کرنے پہ اور جب کرنے پر اعتراض
ہے تو معلوم ہوا کہ اس کو جائز سمجھنے کا دعوی زبانی ہے اس کو اس طرح خیال کرنا چاہئے کہ کوئی
شخص مثلاً صرف فجر کی نماز پڑھا کرے اور وقت کی نہ پڑھے تو اس کو یوں کہنا چاہئے کہ اور
وقتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو نہ یہ کہ فجر کی نماز کیوں پڑھتے ہو یہی شاہ عبد الغنی صاحب
کا پہاڑ اتنا بڑا اعتراض تھا جس کو سن کر بقول ان کے مفتی صاحب ہکا بکا رہ گئے نیز تمام علمائے
کرام وصوفیائے عظام جو قیام وقت ذکر ولادت باسعادت کو مستحسن سمجھتے ہیں وہ ان گنگوہی صاحب
یا ان کے استاد شاہ عبد الغنی صاحب اتنا ہی علم نہیں رکھتے ہیں مگر ہے یہ کہ عیب کرنے
کو بھی ہنر چاہئے اب میں بعض علمائے کرام کے اسماء کرام لکھتا ہوں جو قیام میلاد شریف کو مستحسن
فرماتے ہیں تاکہ عام لوگوں پہ ان حضرات کی حقیقت کھل جائے۔ (۱) علامہ علی بن برہان الدین
حلبی صاحب سیرت مبارکہ انسان العیون۔ (۲) علامہ تقی الدین سبکی (۳) علامہ سید جعفر برزنجی
صاحب رسالہ عقد الجوہر (۴) مولانا رفیع الدین صاحب تاریخ الحرمین (۵) فاضل اجل جعفرین

اسمٰعیل علوی مدنی صاحب الکوکب الازہر علی عقد الجوہر (۶) فقیہ محدث عثمٰن ابن حسن دمیاطی صاحب رسالہ اثبات القیام جنہوں نے تصریح فرمائی قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ و الجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی بیشک امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے اہلسنت وجماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی (۷) علامہ دالعقی رحمہ اللہ (۸) علامہ ابوزید مصنف رسالہ میلاد (۹) حضرت زین الحرم عین الکرم مولانا سید احمد بن زینی دحلان مکی مصنف کتاب مستطاب الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ (۱۰) علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی مفتی حنفیہ مکہ معظمہ (۱۱) علامہ انباری مصنف مورد الظمآن (۱۲) مولانا جمال عمر۔ (۱۳) مولانا صدیق بن عبدالرحمٰن کمال (۱۴) مولانا محمد بن محمد کتبی مکی۔ (۱۵) مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی (۱۶) مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ (۱۷) مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ (۱۸) سراج العلا مولانا عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ (۱۹) مولانا عمر بن ابی بکر شافعی (۲۰) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی (۲۱) مولانا محمد بن محمد عرب شافعی (۲۲) مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی (۲۳) مولانا عبدالجبار حنبلی البصری نزیل مدینہ منورہ (۲۴) مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی (۲۵) مولانا احمد بن علی بن احمد۔ (۲۶) مولانا عباس بن جعفر بن صدیق (۲۷) مولانا احمد فتاح (۲۸) مولانا محمد بن سلیمٰن (۲۹) مولانا محمد حبلس (۳۰) مولانا محمد صالح (۳۱) مولانا یحییٰ بن مکرم (۳۲) مولانا علی شامی (۳۳) مولانا علی بن عبداللہ (۳۴) مولانا علی طحان (۳۵) مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن (۳۶) مولانا محمد بن عبداللہ (۳۷) مولانا احمد بن محمد خلیل (۳۸) مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی ان تمام علما کی عبارتیں جن کو دیکھنی ہوں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ مطالعہ کرے اس کے علاوہ علمائے مدینہ منورہ نے استحباب و استحسان قیام وقت ذکر ولادت شریف کے بارے میں فتویٰ دیا جس پر تیس علمائے کرام کی مہریں ہیں نیز علمائے مکہ معظمہ نے بھی میلاد و قیام کے استحباب کا فتویٰ دیا جس میں فرمایا فالمنکر لھذا مبتدع بدعۃ سیئۃ مذمومۃ لانکارہ علی شیء حسن عند اللہ وعند المسلمین۔ یعنی تمام مجلس میلاد کا منکر بدعتی ہے اور اس کی بدعت سیئہ مذمومہ ہے۔ کہ

اس نے ایسی چیز کا انکار کیا جو خدا اور مسلمانوں کے نزدیک نیک تھی اس پہ فتاوی الحرمین با علمائے
کرام کی مواہیر و تصدیقات ہیں ان کے علاوہ رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند کے بھی چھتیس
جن پہ پچاس سے زائد مہر و دستخط ہیں اب منصف انصاف کرے آیا اس قدر علمائے مکہ معظمہ
مدینہ منورہ[1]۔ جدہ[2]۔ حدیدہ[3]۔ روم[4] و شام[5]۔ مصر[6] و دمیاط[7]۔ یمن[8] و زبید[9]۔ بصرہ[10] و حضر موت[11]۔ حلب[12]
و حبش[13]۔ بوزنج[14] و بجرع[15]۔ کرد[16] و داغستان[17]۔ اندلس[18] و ہند[19] کا اتفاق قابل قبول اور ایسے علماء بے
یا چند وہابیہ بد مذہب اور ان کے ہم خیال مولویوں کا [illegible] وقت ذکر
ولادت شریف کے کیوں قیام ہوتا ہے اعلیٰحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں اس کی وجہ نہایت
روشن اور کلام صدہا سال سے علمائے کرام و بلاد دار الاسلام میں لیا ہے معمول ثابت [illegible] مصرح
فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے
ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدوم معظم بجا لائی جاتی
ہے اور ذکر ولادت حضور سید المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدوم دنیا میں تشریف آوری
کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی واللہ اعلم۔

(۶) پھر اسی کتاب کے ص۲۲ پر مفتی صدر الدین صاحب سے ملنے اور ان کی دعوت
کرنے کا حال لکھ کر لکھا کہ ان باتوں کے بعد نہایت محبت سے فرمانے لگے میاں رشید یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ ہم اور تم کھانا ایک جگہ کھا دیں" حضرت مولانا نے مناسب طرز پہ جواب دیا اور آخر مفتی
صاحب کے اصرار سے کبھی نادیں تناول فرمایا مفتی صاحب نے فرمایا میاں رشید تم ہی اچھے ہو کہ
تارک دنیا ہو گئے ہماری نوکری جائز نہیں تھی اور ہم خوب سمجھتے تھے کہ جائز نہیں ہے مگر بزور علم اس کو جائز
کہتے تھے" نعوذ باللہ منہا افترا کسی آدمی پہ کرے تو ایسا ہی جیسا افترا جس میں ایک لفظ بھی صحیح نہ ہو
کہاں حضرت مفتی صاحب صدر الصدور اور کہاں یہ میاں رشید شاگرد رشید اور ان سے لجاجت
سے یہ فرمایا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم تم کھانا ایک جگہ کھائیں آپ کی بھی حد ہو گئی مفتی صاحب کا
فرمانا ان کے لیے کافی تھا کہ کل تم میرے یہاں کھانا کھانا اور ان کی سعادت مندی تھی اس کو
قبول کرنا دوسری گپ جناب مفتی صاحب کا یہ فرمانا کہ "تم ہی اچھے رہے کہ تارک الدنیا ہو گئے" تارک دنیا
کی بھی ایک ہی کہی حضرت مفتی صاحب کام کر کے ملازمت کر کے روپیہ حاصل فرماتے تھے تو

انہوں نے دنیا کمانے کا ذریعہ پیری مریدی قرار دیا تھا مریدوں کے نذرو نیاز سے دنیا طلبی تھی تارک الدنیا ہونے کی بھی خوب رہی مجھے یاد آتا ہے کہ جب ۱۳۲۳ھ گنگوہی صاحب کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے جو غالباً مرید ورنہ معتقد ضرور تھے فخریہ بیان کیا تھا کہ حضرت کے یہاں نقد و نقود کی اس قدر کثرت تھی کہ جب اُن کا انتقال ہوا تو پانچ سو سے زیادہ گھڑیاں تھیں - جو لوگوں نے نذر دی تھیں اور انتقال سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کے صاحبزادہ نے اعلان کیا تھا کہ اگر ستر ہزار کی جائداد کہیں فروخت ہوتی ہو تو میں لوں گا اور پھر یہ تارک الدنیا تھے اور جناب مفتی صاحب معاذ اللہ دنیادار جن کو حلال حرام کی بھی تمیز نہ تھی بلکہ جان بوجھ کر حرام کو حلال جانتے حلال کہتے تھے۔

(۷) اسی کتاب کے ص۲۴ پر شاہ عبد الغنی صاحب کی تعریف کر کے مفتی صدر الدین صاحب کو اس طرح بتایا ہے: "حضرت شاہ صاحب کے احتیاط و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ ایک مفتی صدر الدین صاحب نے ایک کتاب شاہ صاحب کے یہاں سے منگوائی اور چونکہ اس کتاب کی جلد کہنگی کے باعث خراب ہو گئی تھی اس لیے مفتی صدر الدین صاحب نے اس کی نئی جلد بندھوا کر شاہ صاحب کے پاس اس کتاب کو واپس کیا اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ شاہ صاحب سے عرض کر دینا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے تنخواہ سے نہیں دی گئی (مفتی صدر الدین صاحب سرکاری ملازم بعہدہ صدر الصدور مامور تھے اور اس کی تنخواہ فقہ سے ناجائز ہے) اس وقت تو شاہ عبد الغنی صاحب نے کتاب رکھ لی دوسرے دن جلد توڑ کر علیحدہ کر دی" کیوں جناب یہ کہاں کی فقہ دانی و دیانت ہے فقہ کا کونسا جزیہ ہے جس سے سرکاری نوکری حرام ہے اور اس کی تنخواہ ناجائز اور اگر بالفرض یوں بھی تو جناب مفتی صاحب نے کہلا بھیجا تھا کہ موروثی دکانوں کے کرایہ سے جلد بندی کی اجرت دی گئی ہے اس کے ماننے میں شاہ صاحب کو کیا عذر تھا اور ان کی تکذیب کی کیا وجہ کیا جو شخص سرکاری ملازم ہو اس کی موروثی چیزیں ناجائز و حرام ہو جاتی ہیں علاوہ بریں جلد توڑ کر اضاعت مال یہ کہاں کا مسئلہ ہے بہت احتیاط تھی تو اس کی اجرت اپنے پاس سے بھجوا دیتے یہ دونوں استادوں کی تعریف ہے یا ہجو نیز مولوی عاشق الٰہی صاحب

کے شیخ الہند کے والد ماجد مولوی ذوالفقار علی صاحب بھی تو سرکاری ملازم تھے اون کی تنخواہ جس
سے شیخ الہند اور اون کے اعزہ کا گوشت پوست پلا جائز تھی یا حرام مہربانی کر کے مولوی عاشق الٰہی
صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(۸) اوسی صفحہ پر ایک اور واقعہ لکھا ایک دن حضرت مولانا نے مفتی صدر الدین صاحب کا
تذکرہ فرمایا کہ مرض الموت میں جب مفتی صاحب پر فالج گرا تو خوف الٰہی اس قدر غالب ہوا کہ
برابر رویا کرتے تھے اور جب کوئی شخص عیادت کے لیے پاس جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ بھائی
تمام عمر میری حرام خوری میں گذری اگرچہ میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا بھلا پھر نجات
کی صورت کہاں یہ الفاظ فرماتے اور بے اختیار رویا کرتے اھ صدر الصدور کی نوکری نہ فقہ
کے رو سے ناجائز نہ ہرگز جناب مفتی صدر الدین صاحب نے یہ فرمایا ہوگا کہ تمام عمر میری حرام خوری
میں گذری میں علم کے زور سے لوگوں کو منوا دیتا تھا معاذ اللہ معاذ اللہ ایک عالم دین ایسا کہے۔
جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ ناجائز حرام کمائی کمائے ہاں خوف الٰہی سے رونا یہ اون کے مرتبہ
علیا کی دلیل ہے ع جن کے رتبے ہیں سوا اون کو سوا مشکل ہے
کا مضمون ہے جناب مفتی صاحب کا جو مرتبہ تھا اوس مرتبہ کے لحاظ سے فتویٰ کے اعتبار
سے تقویٰ کا خیال زیادہ ہوگا اور بات بات میں خوف و خشیت الٰہی کا لحاظ رکھتے ہوں مگر یہ
ناممکن ہے کہ حرام جان کر پھر بھی اوس کو کرتے ہوں مگر جناب مفتی صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سنی صحیح العقیدہ تھے میلاد شریف وغیرہ کو جائز جانتے تھے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا رد کیا
تھا اس لیے اون کی توہین و ہجو کی جارہی ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

(۹) حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا لیکن
چونکہ شاہ صاحب بھی سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحٰق صاحب دہلوی کی کتاب کا جواب
لکھا تھا اس لئے مولوی صاحب نے اون کی بھی ہجو کر ڈالی ص۵ میں ہے ایک مرتبہ مولوی
ولایت علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مائۃ مسائل مولانا اسحٰق
صاحب کا رد کیا ہے اور وہ چھپ بھی گیا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب
سے تو بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب لکھیں ہاں یہ ممکن ہے کہ مائۃ مسائل کے دو چار مسئلوں

سے ان کو خلاف ہو مگر یہ کہ سب سے خلاف ہو اور رد لکھیں سمجھ میں نہیں آتا تا تہ مسائل کا جواب ادن کی تصنیف سے موجود پھراس میں سمجھ میں نہ آنے کی کیا بات ہے اور رد کرنے کے لیے سب مسئلے سے خلاف ہوتا کیا ضرور آپ نے انوار ساطعہ کا رد براہین قاطعہ لکھا اور اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے چھپوایا تو کیا آپ کو اس کے سب مضامین سے اختلاف تھا غرض اس کے بعد شاہ صاحب کے دو تین واقعے الٹے بیان کیے جن کو لفظ استغراق سے چھپایا ہے استغراق اور شے ہے حماقت چیزے دیگرے لکھتے ہیں کہ استغراق کا یہ حال تھا کہ ایک شخص ما شاء اللہ خاں نامی بوڑھا آدمی ہمیشہ سے ادن کے ساتھ رہا ادن کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا مگر داڑھی منڈی رہا کرتا تھا کسی شخص نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ما شاء اللہ داڑھی منڈواتا ہے اور برابر آپ کی مجلس میں آیا کرتا ہے شاہ صاحب نے تعجب سے فرمایا کہ اچھا وہ ایسا کرتے ہیں اب آئیں گے تو منع کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد خانصاحب جو حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے ادن سے پوچھا کہ کیا خانصاحب تم داڑھی منڈاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ حضرت ابھی میری داڑھی نکلی کہاں ہے شاہ صاحب کو فوراً یقین آگیا اور فرمایا ہاں سچ ہے اور شکایت کرنے والوں سے کہا کہ میاں ابھی ادن کی داڑھی نکلی کہاں ہے۔ اگر اسی کا نام استغراق ہے تو مولوی رشید احمد صاحب کا استغراق جناب شاہ احمد سعید صاحب سے بڑھا ہوا ہے اسلیے کہ ممکن ہے کہ ایک صوفی صافی دوسرے کے عیوب کی طرف خیال نہ کرے اور ایک مسلمان کو سچا جان کر بڈھے شخص کے کہنے پر یقین کر لے کہ ابھی اسکی داڑھی نہیں نکلی ہے اس لیے کہ جن کے مزاج میں برودت غالب ہوتی ہے ادن کی داڑھی عام مردوں کی طرح نہیں نکلتی ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب کا یہ استغراق بہت بڑھا ہوا ہے کہ مولوی صاحب جناب شاہ احمد سعید صاحب کے شاگرد ہیں لیکن استغراق کی وجہ کچھ خبر نہیں کہ شاہ صاحب نے مولوی اسحق صاحب کے ماتہ مسائل کا جواب لکھا یا مسائل الاربعین کا رد کیا ہے نیز یہ ذیل استغراق ہے کہ سائل صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ رد چھپ گیا ہے پھر بھی آپ فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ استغراق بالائے استغراق ہے کہ رد کے معنی یہ ہیں کہ پوری کتاب کا جواب لکھا جائے رد کیا جائے یوں تو حضرت سید الفحول مولانا شاہ فضل رسول صاحب نے بھی ماتہ مسائل کا جواب نہیں تحریر فرمایا ہوگا۔ اس لیے کہ

مأۃ المسائل میں جو مسائل مسلک حق کے خلاف ہیں تصحیح المسائل میں ان کا تو جواب لکھا ہے نہ کہ ایک ایک کر کے تمام مسائل کا اور یہ مولوی ولایت حسین صاحب دیوبندی شاگرد مولوی رشید احمد صاحب کا بھی استغراق میں استغراق بھی کچھ کم نہیں حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے مأۃ مسائل کا جواب کہاں اور کب لکھا ہے اور وہ کس مطبع میں چھپا ہے شاہ صاحب نے مسائل اربعین کا رد لکھا مأۃ مسائل کا رد جناب مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے مگر ہے یہ کہ ع این خانہ تمام آفتاب است۔

(۱۱) اوسی غصہ کے ص۲۳ پر ہے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ احمد سعید صاحب کے یہاں جیسا کہ صوفیوں کا حال ہے کچی پکی سب طرح کی باتیں تھیں اوسی کے ص۲۳ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب تو کسی کو رنجیدہ کرنا جانتے ہی نہ تھے جو کسی نے کہا "ہاں" سو اگر کسی نے کچھ لکھ کر پیش کر دیا ہو اور آپ کا نام اوس پر درج کرنے کو کہا ہو اور آپ نے ہاں کر لیا ہو اور پھر تحریر حضرت کے نام سے مشہور کر دی گئی ہو تو عجب نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون استاد کی تجہیل و تحمیق کی حد ہو گئی اوسی ص۲۳ پر ہے شاہ احمد سعید صاحب پر ایک حالت کا غلبہ تھا جس میں شاہ صاحب معذور تھے حسن ظن دلدہی مروت اور سب سے زیادہ استغراق و محویت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مبتدعین کو بھی فی الجملہ اپنی کاربراری کا موقع مل جاتا" ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایک عالم متقی پاکباز صوفی شرعی ذمہ دار شخص کی کیا یہ واقعی تعریف ہے یا سنی صحیح العقیدہ رد وہابیہ ہونے کی وجہ سے ہجو ملیح ہے۔ تو جب ان سعادت مندوں کی زبان و قلم سے اُن کے سنی اساتذہ بھی محفوظ نہ رہے تو ایک معاصر اور وہ بھی شیر بیشہ حق و دیانت جو ہمیشہ ان کی اصلاح کے درپے ان کی غلطیوں کو درست کرتا رہا ہو ان کی کتابوں مسلکوں کا دنداں شکن جواب تحریر کرتا رہا ہو جس پر دانت پیسنے اور خاموش ہو رہنے کے سوا مرتے دم تک کسی تحریر کے جواب دینے کی ہمت نہ پڑی ہو اوس کے خلاف وہ اور اون کی ذریات جس درجہ دریدہ دہنی بد زبانی کریں بہت تھوڑا ہے مگر یقین کرنا چاہیئے کہ قیامت کے دن ان جھوٹوں کا پردہ چاک ہو گا اور اپنے کیے کی سزا پائیں گے الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین الا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین

غیران لوگوں کی ہمدردیوں اور نوازشوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے اب فقیر اس بحث کو اس پر چھوڑ کر اصل مقصد وعنوان یعنی اخلاق کریمہ اعلیحضرت پر واقعات بیان کرتا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی میری بوا (یعنی خالہ) نے تمہاری دعوت کی ہے کل صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلائیگا اس پر ان صاحبزادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھیے نا یہ دال لایا ہوں حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے غرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے یہ ہے حدیث شریف لو دعیت الی کراع لاجبته کی تعمیل دوسرے دن وقت معین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا چلیے انھوں نے عرض کیا کہاں فرمایا ان صاحبزادے کے یہاں دعوت کا وعدہ جو کیا ہے آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے۔ یا نہیں عرض کی ہاں حضور بلوکپورہ میں ہے اور ساتھ ہو لیے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحبزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے۔ حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے۔ اے بوا مولوی صاحب آگئے اندر مکان کے چلے گئے دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لاکر رکھ دی اور کہنے لگے لو کھاؤ حضور نے فرمایا بہت اچھا کھاتا ہوں ہاتھ دھونے کے لیے پانی لے آئیے ادھر وہ صاحبزادے پانی لانے کو گئے اور ادھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضور یہ مکان نقارچی کا ہے حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزاً فرمایا ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آگئے حضور نے دریافت

فرمایا آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں دروازہ کے پردے ہیں سے ادن صاحبزادے کی والدہ صاحبہ نے عرض کیا حضور میرے شوہر کا انتقال ہوگیا وہ کسی زمانہ میں نوبت بجاتے تھے اور اس کے بعد توبہ کرلی تھی اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود ہاتھ دھوکر شریک طعام ہوگئے مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے غذا میں سوجی کا بسکٹ استعمال ہے یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے۔ مگر قربان اس اخلاق اور دلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہو کر کھایا حاجی صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں جب تک کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں سے واپسی میں پولیس کی چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہ کو رفع فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ میرے قیام بریلی شریف کے زمانہ میں بھی ایک واقعہ اسی قسم کا پیش آیا تھا محلہ بانس منڈی کے قریب ایک صاحب اعلیحضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی اعلیحضرت نے مجھ سے فرمایا مولانا آپ بھی چلیں گرمی کا زمانہ تھا اور بعد مغرب کا وقت مکان پر گاڑی پہنچی تو میزبان صاحب منتظر تھے باہر بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اندر مکان کے تشریف لے گئے آنگن میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی اور اس پر دری تھی چلتے وقت میں نے خیال کیا تھا کہ پلاؤ ضرور ہوگا۔ اب جو دیکھتا ہوں کہ ہاتھ دھولانے کے بعد ایک ڈھلیا میں چند روٹیاں رکھی ہوئی ہیں اور قیمہ غالباً گائے کے گوشت کا تھا یہ دیکھ کر مجھے الجھن ہوئی نگاہ اوپر اٹھائی تو سامنے خس پوش مکان نظر پڑا سمجھا کہ آدمی غریب ہے اس لیے اس سے جو ہو سکا حاضر کیا لیکن ساتھ ساتھ خیال ہو رہا تھا کہ اعلیحضرت تو گائے کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربہ دار ہوتا تو شوربے ہی پر اکتفا فرماتے ہیں اسی خیال میں تھا کہ اعلیحضرت نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھ کر مسلمان جو کچھ

کھائیے ہرگز ضرر نہ دے گا۔ میں سمجھ گیا کہ میرے شبہ کا جواب ہے میزبان صاحب میرے ملاقاتی تھے۔ جب کھانے کے بعد میں ہاتھ دھونے لگا تو ان سے کہا کہ اس غربت کی حالت میں آپ کو اعلیحضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی بولے کہ غربت ہی کی وجہ سے تو اعلیحضرت کی دعوت کی تاکہ اعلیحضرت کا قدم مبارک میرے یہاں پہنچے نان نمک جو کچھ ہو سکے حاضر خدمت کر دوں حضور کھانے کے بعد دعا فرمائیں تو گھر کا دلدر دور ہو اور خوشحالی آئے۔ اور برکاتِ دین و دنیا حاصل ہوں۔

ذکاءؒ اللہ خانصاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت ایک زمانہ میں حسن میاں والے مکان میں تشریف رکھتے تھے ایک روز شہر میں کسی جگہ حضرت کا تشریف لے جانا ہوا خادم ہمراہ گیا واپسی پر دوپہر کے کھانے کا وقت تھا فرمایا ذرا ٹھہریئے گا یہ کہکر مکان کے اندر تشریف لے گئے چند منٹ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میرے لیے سینی میں کھانا لیے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور مجھ سے فرمایا کھائیے میں شرم اور ندامت کے مارے ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر حضرت کے اصرار کی وجہ سے کھانا دست مبارک سے لے لیا اور کھالیا۔

جنابؒ سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کا لڑکا یعقوب علی عرف جیلانی میاں بیان کرتا ہے کہ اعلیحضرت کی کچھ ہلکی سی صورت یاد ہے ایک واقعہ میں مجرم کی حیثیت سے حضرت کے سامنے میں پیش کیا گیا تھا۔ کیونکہ والدہ میری ضدی اور شریر ہونے کی وجہ سے بہت کم ساتھ لے جایا کرتی تھیں اوس دن والدہ اپنے ساتھ مجھکو اور میری خالہ زاد بہن کو جو میری ہم عمر بھی لے گئی تھیں اوس کو میں بلا کہہ کر چڑایا کرتا تھا چنانچہ اوس دن بھی میں نے چڑایا اور شاید مارا بھی وہ شکایت لے کر حضرت قبلہ کے پاس گئی کہ دیکھیے حضرت جیلانی میاں نے مجھے مارا ہے حضرت نے جب سنا تو اونکا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا بلاؤ جیلانی کو وہ سمجھے کہ ان کے پوتے جیلانی میاں نے یہ شرارت کی ہے چنانچہ مجھے حاضر کیا گیا اور میری بہن نے کہا کہ اس نے مجھے مارا ہے اس پر حضرت نے مسکرا کر پوچھا بھئی تم نے کیوں مارا میں نے کہا حضرت یہ بلا ہے اس لیے مارا ہے اور ہم دونوں ان کے ہاتھ سے ایک ایک نوالہ کھا کر بھاگ آئے اللہ اللہ مہمان کی کتنی خاطر داری ملحوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کی عام غذا روٹی چکی کے پسے ہوئے آٹے کی اور بکری کا قورمہ تھا گائے کا

گوشت تناول نہیں فرمایا کرتے تھے لیکن ایک شخص نے حضور
کی دعوت کی وہ باصرار لے گئے اعلیحضرت فرماتے تھے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب
دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے
وہاں دعوت کا یہ ساماں تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں۔ یہی
کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ گائے کے گوشت کے عادی نہیں ہیں اور یہاں
اور کوئی چیز موجود نہیں ہے بہتر کہ صاحب خانہ سے کہدیا جائے میں نے کہا میری عادت
نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اوسی دن سوڑھوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق
اور موہنہ بالکل بند ہوگیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا تھا اور اسی پر اکتفا کرتا بات
بالکل نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ قراءت سرّیہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا
اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو
کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھدیتا بخار بہت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں میرے منجھلے بھائی
مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا اون صاحب نے
بغور دیکھکر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کر سکتا
تھا اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔
نہ مجھے طاعون ہے اور نہ انشاءاللہ العزیز کبھی ہوگا۔ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ
کو دیکھکر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو
شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھکر یہ دعا پڑھ لے گا۔ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے
الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا ٥
جن جن امراض کے مریضوں جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا الحمد للہ
تعالیٰ آج تک اون سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ البتہ
ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نو عمری میں اکثر آشوب چشم ہوجایا کرتا تھا۔
اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ۱۹ سال کی عمر ہوگی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک
شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھکر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہیں ہوا اوسی

زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی دوسری دبی وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد کھٹک سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں افسوس اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے۔ تین بیماریوں کو مکروہ نہ جانو زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے کھجلی کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔ آشوب چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھتا ہوا گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز سر سے دہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کرکے دہنی سے دیکھا تو وسط شئی مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شئی کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا یہاں ایک ڈاکٹر اس زمانہ میں علاج چشم میں بہت سر برآوردہ تھا سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاد جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کہ کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھیے مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد خدا ناکردہ پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا کہا چار برس بعد خدانخواستہ پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا انہوں نے بیس برس بعد کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار برس کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے

سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا الحمد للہ ہیں درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ ہٹا نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے گا نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ کمی کردی یہ میں نے اس سبب بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جاتے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا۔ آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی اللھم صدق الحبیب وکذب الطبیب کسی نے میرے دہنے کان پر مونھہ رکھکر کہا مسواک اور سیاہ مرچیں لوگ باری باری میرے لیے جاگتے تھے اوس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارہ سے اوسے بلایا اور اُسسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے جب دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا مونھہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھکر سیاہ مرچ کا سفوف چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہوکر دبالیا پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی۔ اور بحمد اللہ وہ گلٹیاں جاتی رہیں مونھہ کھل گیا میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالےٰ دفع ہوگیا۔ دو تین روز میں بخار بھی جاتا رہا۔

خوش خطی علمائے کرام جس درجہ علم وفضل میں کامل ہوتے ہیں نسبتہً خوشخط نہیں ہوا کرتے حضرت بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ان کا خط ایسا تھا کہ دوسرے تو دوسرے بسا اوقات خود اون سے بھی نہیں پڑھا جاتا تھا۔ اسی سبب اُون کی تصنیفات کے نسخے مختلف پائے جاتے ہیں کوئی شاگرد لکھنے لگے کسی جگہ عبارت نہ چلی حضرت سے دریافت کیا پڑھا نہ گیا۔ شاگرد نے پوچھا کیا لکھدوں کوئی لفظ جو اوس مفہوم کو ادا کرسکے بتا دیا دوسری مرتبہ دوسرے نقل کرنے والے

نے پوچھا اس وقت جو لفظ مناسب معلوم ہوا بتادیا میں نے خود لپنے معاصرین علماء
اساتذہ زماں کو دیکھا مگر یہ خط نہ پایا یہ فضل و کمال اعلیحضرت کے خصوصیات سے تھا کہ جس
درجہ علم و فضل میں کمال تھا اوسی درجہ نسخ نستعلیق شکستہ خطوط بھی بہت پاکیزہ تھے اور عدیدیہ
گھٹا ہوا تحریر فرماتے تھے اور بہت ہی زود نویس چار آدمی نقل کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت
ایک ایک ورق تصنیف کر کے اونہیں نقل کرنے کو عنایت فرماتے یہ چاروں نقل نہ کرنے
پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا چنانچہ رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ
المین علمائے حرمین شریفین کی تصدیق کے لئے بھیجا تھا اور وقت بہت کم تھا کہ حجاج جلد
جانے والے تھے اوس وقت اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ حضور کے مسودات کریمہ میں اس کا بھی
مشاہدہ کیا گیا کہ ایک سطر کا مضمون جو لفظا ہر گنجان بھی نہیں معلوم ہوتا اگر نقل کیا جائے تو اس
کی مساوی سطریں نہیں آتا بلکہ تجاوز کر جاتا نیز تیز رقم اس قدر کہ ناظرین کو دست مبارک
میں رعشہ کا گمان ہوتا حالانکہ ایسا نہ تھا۔ فقیر نے خود فتاوی رضویہ کی قلمی مجلدیں ایک
رسالہ کی بخط نستعلیق زیارت کی ہے جو بغیر امداد مسطر تحریر فرمایا ہے مگر بین السطور و
دوائر اس قدر مستقیم و مساوی و دیدہ زیب ہیں کہ اگر پرکار سے پیمائش کی جائے تو
سرِ مو فرق نہ ہو۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی بھی اس کی تصدیق کرتا
ہے اور اوس رسالہ کا نام مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید ہے میری رائے
ہے کہ یہ رسالہ فوٹو کر کے شائع کیا جائے تو بہت بہتر ہو

وعظ و تقریر حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد رضا خان
صاحب وعظ بیان فرمانے سے بہت احتراز فرماتے تھے ایک بار
جامع مسجد سیتاپور میں ایک صاحب نے بلا اجازت و علم مولانا کے وعظ کا اعلان کر دیا
لوگ رک گئے مولانا کو اون کا اعلان کرنا بہت ناگوار گزرا مگر جناب مولانا عبد القادر
صاحب بدایونی نے فرمایا مولانا لوگ رکے ہوئے ہیں کچھ بیان فرما دیجیے سنن و نوافل

سے فارغ ہونے کے بعد وضو جدید کر کے سورۂ اعلےٰ کا نہایت ہی لطیف بیان فرمایا۔

جامع حالات فقیر محمد ظفرالدین قادری رضوی عفرلہ المولیٰ القوی کہتا ہے کہ اسی قسم کا ایک واقعہ جامع مسجد شمسی بدایوں میں پیش آیا اور غالباً یہ واقعہ سیتاپور سے پہلے کا ہے حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر اطلاع وعلم اعلیحضرت موذن مسجد سے کہدیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خانصاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا انہوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہوکر اعلان کر دیا سب حضرات سنن ونوافل کے بعد تشریف رکھیں اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی کا وعظ ہوگا۔ جب اعلیحضرت سنن ونوافل سے فارغ ہوئے دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں بہزار ذوق وشوق بیٹھے ہوئے ہیں اعلیحضرت نے عذر فرمایا کہ میں تو وعظ نہیں کہا کرتا مولانا عبدالقیوم صاحب نے فرمایا تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو اعلیحضرت نے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہلے سے خبر نہ دی مولانا نے فرمایا کہ آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں اعلیحضرت حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے اور دو گھنٹے کامل نہایت ہی پُراثر زبردست وعظ فرمایا مولانا عبدالقیوم صاحب نے بعد ختم وعظ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ کوئی عالم کتب دیکھکر آنے کے بعد بھی ایسے پُراز معلومات پراثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کرسکتا ہے۔ یہ وسعت معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔

حضرت سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا تھا۔ جناب قاضی عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس عظیم آباد محلہ لودیکڑہ نے مصلحین ندوہ اہلسنت وجماعت کا جلسہ بھی وہیں قائم کیا تھا اوس میں اکثر وبیشتر علماء اہلسنت وجماعت تشریف فرما تھے جب مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان شروع ہوا شب کا وقت تھا میں اور مولانا عبدالقادر صاحب جلسہ میں نہ تھے قیامگاہ پر تھے میں سونے کو لیٹ گیا تھا حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نے مجھے جگا کر فرمایا کہ میاں مولانا احمد رضا خانصاحب کا بیان ہو رہا ہے اور سنا ہے کہ ندویوں کے سرغنہ بھی آئے ہوئے ہیں اس وقت ہمارے پٹھان کے وار دیکھنے کے قابل ہیں چلیے ہم سب بھی چلے

ہیں پہنچے بہت زور دار بیان مولانا فرمارہے تھے۔ اور یہ معلوم کر کے کہ ندوی ملانے اپنے کو مخفی کیے ہوئے یہاں موجود ہیں۔ ندوہ پر اشد کامل رد فرمارہے تھے جس کو سننے کی صنادید ندوہ کو تاب نہ رہی اور وہ ایک ایک دو دو کر کے کھسکنا شروع ہوئے یہ دیکھکر مولوی ہدایت رسول صاحب نے مجمع کے درمیان باواز بلند فرمایا ابھی سے کہاں چلے ابھی تو پہلا ہی چرکہ ہے ذرا تو ٹھہریئے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہ المولی القوی کہتا ہے یہ تمام و کمال وعظ اسی زمانہ میں روداد مجلس اہلسنت وجماعت مسمی بہ دربار حق و ہدایت میں چھپ کر شائع ہوچکا ہے۔ دوران جلسہ میں قصیدہ مبارکہ آمال الابرار و آلام الاشرار جناب مولوی حکیم عبد الحمید صاحب پریشان عظیم آبادی کے قصیدہ کے جواب میں پڑھا جس میں مشہور ترین علمائے اہلسنت حاضرین جلسہ کے نام ایک ایک کر کے گنائے ہیں اسی طرح رد ندوہ کا جلسہ جو کلکتہ میں ہوا دھرم تلہ کی مسجد عظیم الشان میں اعلیحضرت کا وعظ ہوا جس میں مجمع مسجد کے علاوہ تمام سڑکوں پر بھرا ہوا تھا اس جلسہ میں بھی اعیان ندوہ تشریف لائے تو روئے سخن رد ندوہ کی طرف پھیرا اور قرآن و حدیث سے بہت زور دار طریقہ پر رد فرمایا کہ کسی کو مجال دم زدن نہوی اوسی جلسہ میں لطور رجز یہ اشعار بھی فرمائے تھے۔

منم کہ جملہ من شیر را براندازد ــــ منم کہ علم بہ نیروے بازوم نازد
شنیدہ بودی احمد رضا من آنستم ــــ چشیدہ باشی تہ تیر قضا من آنستم

اعلیحضرت کا معمول تھا کہ سال میں تین وعظ بہت زبردست فرمایا کرتے تھے ایک سالانہ جلسہ دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل مدرسہ اہلسنت وجماعت مسجد بی بی محلہ بہاری پور میں دوسرا مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں جو حضور کی طرف سے ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو دونوں وقت صبح آٹھ بجے اور شب کو بعد نماز عشا حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب کے مکان میں کہ وہی آبائی مکان اعلیحضرت کا ہے منعقد ہوتی تھی جس میں شہر بھر کے عمائد و معززین مطبوعہ دعوت نامہ کے ذریعہ مدعو ہوتے اور اس مجلس کا اہتمام اور وعظ کی اہمیت شہر بھر میں ایسی تھی کہ اوس تاریخ کو کسی دوسری جگہ اہتمام و انتظام

کے ساتھ مجلس نہیں ہوتی تھی جملہ شائقین یہیں آکر شریک جلسہ ہوتے تھے تیسرا وعظ ۱۸ ذی الحجۃ الحرام عرس سراپا قدس حضرت خاتم الاکابر وارث العلم والمجد والفضل کابراعن کابر حضرت سیدی و مرشدنا شیخی جناب سید شاہ آل رسول صاحب مارہری قدس سرہ کے موقع پر جو اعلیحضرت کے کاشانہ اقدس پر انجام پاتا تھا ان کے علاوہ کبھی کبھی اہل شہر کی دعوت اور عرض و تمنا پر بھی شہر کی بعض مجلس میلاد میں بیان فرما دیا کرتے تھے مگر ان تین جگہوں میں تین موقعوں پر بالالتزام حضور کی تقریر ضرور ہوا کرتی تھی افسوس کہ وہ سب مواعظ حسنہ قلم بند نہ کیے گئے ورنہ بیش بہا معلومات کا ذریعہ اور علمی دریا کے بیش بہا دُر بے بہا ہوتے۔

جناب ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ سید اظہر علی صاحب ساکن محلہ ذخیرہ حضور کے مخصوص عقیدت مندوں سے ہیں ممدوح نے خود فقیر سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور پرنور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں بدایوں تشریف لے گئے وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورہ والضحیٰ پر حضور کا بیان ہوا پھر فرمایا کہ اسی سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر میں اسی جز رقم فرما کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

اور بخش کا بیان ہے کہ عید میلاد النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن ہے آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ پر صبح صادق سے چہل پہل اور انتظامات پرانی حویلی میں یعنی آبائی مکان جس میں حضرت مولانا حسن رضا خانصاحب منجھلے میاں رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے، مجلس میلاد فیض بنیاد کے جلد جلد انتظامات ہو رہے ہیں گھر گھر میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی بہترین لباس پہن کر مسجد شریف میں نماز فجر کے لیے حضور کی آمد کا منتظر ہے۔ ہر خورد و کلاں خوشی سے پھولا نہیں سماتا ہے۔ غرض مریدین و معتقدین و متوسلین جسے دیکھیئے نئے لباس میں دوڑا چلا آ رہا ہے۔ مسجد میں صف بندیاں ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ مختصر یہ کہ حضور کاشانۂ اقدس سے تشریف لاتے ہیں فریضہ فجر ادا کیا جاتا ہے اور جس وقت فارغ ہوتے ہیں تو قریب قریب مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے اب ہر شخص اس کا منتظر ہے کہ حضور وظائف سے فارغ ہو جائیں تو دست بوسی کر لی جائے چنانچہ بعد فراغت دست بوس ہوتے

جاتے ہیں اور جلد جلد مجلس شریف میں منبر شریف کے قریب تر مل کر بیٹھتے جاتے ہیں اور اس اضطراب کی وجہ درا صل یہ ہے کہ حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ کے سال میں صرف تین ہی بیان ہوتے ہیں اس لیے یہاں خیال کہ ہمیں منبر کے قریب جگہ مل جائے مجمع بہت پہلے سے ہوگیا۔ مداح الحبیب مولوی جمیل الرحمن خانصاحب قادری رضوی نے مع اپنے شاگردوں کے منبر شریف پر آکر ذکر فضائل سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ وصحبہ وبارک وکرم اور پر کیف نعت خوانی خوش الحانی کے ساتھ شروع فرمادی اور ٹھیک ۱۰ بجے ذکر میلاد آغاز فرمایا عین قیام کے وقت حضور نے شرکت فرمائی اور منبر شریف پر رونق افروز ہوئے ۱۰-۲۰ منٹ حضور نے سکوت اختیار فرمایا کہ تشریف آوری پر باہر سے ایک دم ہجوم شائقین کا سیلاب عظیم آجانے سے چپقلش پیدا ہوگئی تھی اور ایک پر ایک ریلا آنے سے گر رہا تھا یہ کیفیت دیکھکر حضور کے نواسہ زادے حاجی شاہد علی خاں صاحب نے بآواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے جائیے اور آگے بڑھتے جائیے اس طرح گنجائش ہوئی آپ نے چند بار یہی ہدایت دوہرائی اور گنجائش نکالی مگر پھر بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا تو آپ نے توجہ دلائی کہ ہر ایک صاحب دونوں زانو اٹھالیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں مختصر یہ کہ پھر دروازہ کے سامنے کا ہجوم نہ کم ہوتا تھا نہ کم ہوا۔ ہاں ابتداءً جیسا شور وغل بڑھا وہ بالکل جاتا رہا اس کے بعد حضور کے لیے اوگالدان اور گلاس پانی کا آیا حضور نے غرارہ فرماکر وعظ[1] مبارک ان الفاظ کریمہ میں شروع فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی فضل سیدنا ومولانا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی العلمین جمیعا واقامہ یوم القیمۃ للمذنبین المتلوثین الخطائین الھالکین شفیعا صلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وعلی کل من ھو محبوب ومرضی لدیہ صلوٰۃ تبقی وتدوم بدوام الملک الحی القیوم واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ

[1] اس وعظ مبارک کو اسی وقت دوران بیان ہی میں فقیر سگ بارگاہ رضوی عبید الرضا غفرلہٗ نے قلمبند کیا جو حضرت مولانا حسنین رضا خانصاحب دام ظلہم العالی نے حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کر رسالہ مبارکہ الرضا میں طبع فرمایا۔

بالهدی ودین الحق رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمد للہ رب العلمین ۰ الرحمن الرحیم ۰ ملک یوم الدین ۰ ایاک نعبد وایاک نستعین ۰ اھدنا الصراط المستقیم ۰ صراط الذین انعمت علیھم ۰ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۰ امین

حضرت عزت جل جلالہ اپنی کتاب کریم و ذکر حکیم میں اپنے بندوں پر اپنی رحمت تامہ گسترده فرمایا اور اون کو اپنے دربار تک وصول کا طریقہ بتایا ہے یہ سورۂ مبارکہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں بندوں کو تعلیم فرمائی اور خود اون کی طرف سے ارشاد ہوئی ابتدا اوس کی اور تمام سور قرآن عظیم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فرمائی گئیں اول حقیقی اللہ عزوجل ہے ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم ۰ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا نام جلالت اللہ سے ہونی چاہیئے تھی کہ اللہ الرحمٰن الرحیم مگر ابتدا یوں فرمائی گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ جو اول حقیقی اللہ کا علم ذات ہے کہ ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ پر دال ہے اُس سے پہلے لفظ اسم کا لائے اور اوس پر بے کا حرف داخل فرمایا گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اپنی الوہیت وحدانیت وہویت میں بے غایت بلے غایت ظہور سے بیغایت بطون میں ہے بندوں کو اوس تک وصول محال کسی کی عقل کسی کا وہم کسی کا خیال اوس تک نہیں پہنچتا جس کا نام اللہ ہے وہ پاک ومنزہ ہے اس سے کہ اوس تک فکر و وہم کا وصول ہوسکے ایسی مخفی وباطن شئے تک وصول کے لیے علامت درکار ہے اور اسم کہتے ہیں علامت کو جو دلالت کرے ذات پر تو اسم اللہ ذریعہ ہوا اوس کا اور اسم جبکہ نام ٹھہرا اوس شئے کا جو دلالت کرنے والی ہے ذات پر ذات پاک ہے اس سے کہ اوسے کسی چیز کی حاجت ہو ضرور ہے کہ ذات پر دلالت کرنے کے لیے تین چیزیں ہونی چاہئیں ایک ذات ہو دوسرا اوس کا غیر ہو تیسرا بیچ میں کوئی واسطہ ہو جو دلالت کرے اوس غیر کو اوس ذات کی طرف وہ ذات ذات الٰہی ہے وہ غیر یہ تمام عالم مخلوقات اور اسم اللہ کہ اللہ پر دلالت کرنے والا ہے وہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں تو گویا ابتدا ہی نام پاک سے کی گئی اپنے نام پاک سے پہلے نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کالایا جاتا ہے کہ ذریعہ وصول ہوئے اسم اللہ تمام مخلوقات کے لیے تو ازل سے ابد تک وجود میں لائی گئی ذات اقدس کی طرف دال ہے اس واسطے کہ تمام جہان کو اللہ کی طرف حضور ہی نے ہدایت فرمائی حضور ہی ہادی ہیں مخلوق الٰہی کے یہاں تک کہ انبیاء کرام ومرسلین عظام کے بھی ہادی ہیں تو حضور کے سوا جتنے ہادی دلالت مطلقہ سے موصوف نہیں ہوسکتے کہ اونھوں نے تمام مخلوق کو دلالت کی اون کو کسی نے دلالت نہ کی ہو ایسا نہیں وہ اگر امتوں کے دال ہیں تو حضور کے مدلول ہیں دلالت مطلقہ خاص حضور اقدس ہی کے لیے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام غیر کو اللہ کی طرف جس نے دلالت کی وہ محمد رسول اللہ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات الٰہی میں کچھ تو وہ ہیں جو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے کچھ وہ ہیں جو علاقہ رکھتے ہیں وسائط کے ساتھ مگر دوسرا اون سے علاقہ نہیں رکھتا مہدی ہیں ہادی نہیں یعنی ہادی بالذات نہیں اگرچہ بالواسطہ ہادی ہوں اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الاطلاق ہادی ومہدی ہیں کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل حرف حرف تو مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا اسم مسند بھی ہوتا ہے مسند الیہ بھی ہوتا ہے تو جو ذات الٰہی سے بیعلاقہ ہیں وہ حرف کہ ومنھم من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ہ کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کو پوجتے ہیں کنارے پر تو اگر بھلائی پہنچ گئی تو مطمئن رہے اور اگر کوئی آزمائش ہوئی تو کنارہ پر کھڑے ہی تھے فوراً ایک قدم میں بدل گئے پلٹ گئے اون کو دنیا وآخرت دونوں میں خسارہ ہوا اور یہی کھلا خسارہ ہے تو یہ نہ مسند ہیں نہ مسند الیہ کہ حرف ہیں اور وہ جو خود ذات الٰہی سے علاقہ رکھتے ہیں مگر بالذات اون سے دوسرا علاقہ نہیں رکھتا وہ تمام مومنین وہادین ہیں کہ مسند ہیں مگر بالذات مسند الیہ نہیں وہ فعل ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کریم بیشک مسند ومسند الیہ بالذات وبے وساطت ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم ہیں کہ ان کو اپنے رب سے نسبت ہے اور سب کو ان سے نسبت ہے اور یہی شان ہے اسم کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔

اسم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اوس پر حرف تعریف داخل ہو اور تعریف کی حد ہے حمد اور حمد کی تکثیر ہے تحمید اور اوسی سے مشتق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بار بار اور بکثرت تعریف کیے گئے حمد کیے گئے تو مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق نہیں مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا ہے وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل اور پرتو ہے امام سیدی محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں۔

کیف ترقی رقیک الانبیاء — یا سماء ماطاولتہا سماء

لم یساووک فی علاک وقد حا — ل سنامنک دونہم وسناء

انما مثلوا صفاتک للنا — س کما مثل النجوم الماء

انبیا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ترقی کیسے پاسکیں۔ اے وہ آسمان جس سے کوئی آسمان بلندی میں مقابلہ نہیں کرسکتا ٭ وہ حضور کے مراتب بلند کے قریب نہ پہنچے حضور کی رفعت و روشنی حضور تک پہنچنے سے اونھیں حائل ہوگئی ٭ وہ تو حضور کے صفات کریمہ کا پرتو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ جیسے ستاروں کی شبیہ پانی دکھاتا ہے ٭ حضور کی صفات کو نجوم سے تشبیہہ دی کہ وہ تو لا تعد و لا تحصی ہیں انبیاء کرام غایت الجلا ہیں مثل پانی کے ہیں اپنی صفا کے سبب اون نجوم کا عکس لے کر ظاہر کرتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وبارک وکرم حمد ہوا کرتی ہے مقابل کسی صفت کمال کے اور تمام صفت مخلوقات میں خاص ہیں حضور کے لیے باقی کو جو ملا ہے حضور کا عطیہ و صدقہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی عطا فرمانے والا اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں۔ کوئی تخصیص نہیں فرمائی کہ کس چیز کا عطا فرمانے والا اللہ ہے اور کس چیز کے حضور قاسم ہیں ایسی جگہ اطلاق دلیل تعمیم ہوتی ہے کونسی چیز ہے جس کا دینے والا اللہ نہیں تو جو چیز جس کو اللہ نے دی تقسیم فرمانے والے اس کے حضور ہی ہیں جو اطلاق و تعمیم وہاں ہے یہاں بھی ہے جو جس کو ملا اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتداءِ خلق سے ابدالاباد تک ظاہر و باطن میں روح و جسم میں ارض و سما میں عرش و فرش میں دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اوس سب کے بانٹنے والے

حضور ہی ہیں اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملے گا الی ابد الاباد لہذا مخلوقات میں تعریف کے اصل مستحق یہ ہی ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم

اسم کا خاصہ ہے جر اور جر کے معنی کشش یعنی جذب فرمانا یہ خاصہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھینچنا وہ طرح کا ہوتا ہے ایک بلا مزاحمت کہ جس کو کھینچا جائے۔ وہ کھنچ آئے دوسرا مزاحمت کے ساتھ کہ کھینچنے والا تو کھینچ رہا ہے اور یہ کھنچنا نہیں چاہتا ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں انتم تتقحمون فی النار کالفراش وانا اخذ بحجزکم ھلم الی تم پروانوں کی مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں کہ میری طرف آؤ یہ شان ہے جر کی یعنی کشش کی اسم نحوی کا خاصہ جر من حیث الوقوع ہے اور اسم اللہ کا من حیث الصدور ہاں جر اور افعال وکیفیات سے ناشی ہوتا ہے جن پر حروف جارہ دلالت کرتے ہیں وہ یہاں بروجہ اتم ہیں مثلاً (ب) کے معنی ہیں الصاق یعنی ملانا یہ خاص کام ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ خلق کو خالق سے ملاتے ہیں یا (من) کہ ابتدائے غایت کے لیے ہے یہ بھی خاص ہے حضور ہی کے لیے یا جابران اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ اے جابر تمام جہاں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والہ وصحبہ وبارک وکرم ہر فضل ہر کمال حتی کہ وجود میں بھی ابتدا انھیں سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم (الی) آتا ہے انتہا غایت کے لئے انتہائے کمال انہیں پر بلکہ ہر فرد کمال انہیں پر منتہی ہوتا ہے اول الانبیا بھی یہی رہیں اور خاتم النبیین بھی وہی ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبرئیل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیك یا اول السلام علیك یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیك یا باطن رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت فرمائی ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم ہ اس غایت کے لحاظ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اوس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوق سے پہلے حضور کے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیا کے بعد مبعوث فرمایا اور

حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک وشبہ کی مجال نہیں اور حضور کو باطن
کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اوس کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچا آفتاب اور جملہ انوار
اونھیں کے پر تو ہیں آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اور اون میں شک ممکن نہیں فرض کیجئے کہ ہم نعمتے ہا
پر ایک روشن شرارہ آفتاب کے برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس
کی دھوپ بھی دوپہر ہی کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں کہ یہ آفتاب نہیں کوئی کرہ نار کا شرارہ
ہے یقیناً ہر مسلمان صدق دل سے فوراً ایمان لائے گا۔ کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق وصحیح ہے اور
آفتاب سمجھنا میرے نگاہ وگمان کی غلطی صریح ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ آفتاب ہنوز معرض
خفا میں ہے اور حضور پر اصلا خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور
حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت
مرحومہ میں ہیں اسی واسطے اون کا مرتبہ افضل واعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے صدیق اکبر جیسے
اعرف الناس کہ تمام جہاں سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں اون سے ارشاد فرمایا یاابابکر لم
یعرفنی حقیقۃ غیر ربی اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی اور نے نہیں
پہچانا باطن ایسے کہ سوائے خدا کے کسی نے اون کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر مرتبہ
ہر ذرہ شجر حجر وحوش طیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور
کو جانتے ہیں جبرئیل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں۔ انبیاء مرسلین اپنے اپنے مراتب کے
لائق باقی رہا حقیقتہ اون کو پہچاننا تو اون کا جاننے والا اون کا رب ہے تبارک وتعالیٰ
اون کا بنانے والا اون کا نوازنے والا اون کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے
حصہ ہی نہیں رکھا بلاتشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اوس کے ساتھ ہے وہ
دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تعالیٰ تمام جہان سے زیادہ غیرت رکھنے والا ہے حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں ان سعدا لغیور

وانا اغیر منہ واللہ اغیر منی سعد غیرت الا ہے اور میں اوس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھسے زیادہ ،
کیونکر روا رکھے گا۔ کہ دوسرا میرے حبیب کی اوس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمایا جاتا
ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا ہم تو جو قوم نیام تسلوا عنہ بالحلم میں ہم تو سوتے ہیں۔
خواب ہی میں زیارت پر راضی ہیں انصاف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی
حقیقت اقدس کے لحاظ سے اسی کے مصداق ہیں دنیا خواب ہے اور اس کی بیداری نیند
امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا لوگ
سوتے ہیں مریں گے جاگیں گے خواب اور دنیا کی بیداری میں اتنا فرق ہے کہ خواب کے بعد
آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا اور یہاں آنکھ بند ہوئی اور کچھ نہ تھا نتیجہ دونوں جگہ ایک جگہ ہے وما
الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ہ خواب میں جمال اقدس کی زیارت ضرور حق ہوتی ہے خود
فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لایتمثل بی جس نے
مجھے دیکھا اوس نے حق دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا پھر لوگ مختلف احوال واشکال
میں دیکھتے ہیں وہ اختلاف اون کے اپنے ایمان واحوال ہی کا ہے ہر ایک اپنے ایمان کے لائق
اون کو دیکھتا ہے یونہی بیداری جتنے دیکھنے والے تھے سب اوس آئینہ حق نما میں اپنے ایمان
کی صورت دیکھتے تھے ورنہ اون کی صورت حقیقیہ پر غیرت الہیہ کے ستر ہزار پردے ڈالے
گئے ہیں کہ اون میں سے اگر ایک پردہ اوٹھا دیا جائے آفتاب جل کر خاک ہو جائے جیسے آفتاب
کے آگے تارے غائب ہو جاتے ہیں اور جو تارہ اوس سے قران میں ہو احتراق میں کہلاتا ہے
تو صحابہ کرام نے بھی خواب ہی میں زیارت کی نہ رب العزت کو کوئی بیداری میں دنیا میں دیکھ
سکتا ہے ۔ نہ جمال انور حضور اقدس کو جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے شب معراج میں کہ رب العزت جل جلالہ کو بیداری میں دیکھا وہ دیکھنا دنیا سے
ورا تھا کہ دنیا ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے ۔ اور یہ رویت لامکان میں ہوئی تھی۔
بالجملہ اس وقت بھی ہر شخص نے اپنے ایمان ہی کی صورت دیکھی کہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز میں ابوجہل حاضر ہو کر عرض کرتا ہے ع
زشت نقشے کز بنی آدم شگفت

حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے ابوبکر صدیق آکر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ خوبصورت کوئی پیدا نہوا حضور بے مثل ہیں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی نہ غربی ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا ؎

گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ دست

میں اپنے چاہنے والے دوست رب تبارک و تعالیٰ کا اُجالا ہوا آئینہ ہوں ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے اوس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہتر ہیں اونہوں نے اپنا نور ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ و بارک وسلم لہذا ذات کریم جامع کمال ظہور و کمال بطون ہے ظہور کسی شئ کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے۔ وہ شے نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات و غبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اوس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے اب نگاہیں اوس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہو کر واپس آجاتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہوگیا۔ آفتاب کہ نام ہے اون کی گلی کے ایک ذرہ کا وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لئے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے اور اس میں مع ذات و صفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اوس ذات کی کون پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں۔ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف ہیں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لیئے ہے وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل و کمالات میں شریک سے منزہ ہیں امام شرف الدین بوصیری بردہ شریف میں فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں اون کے حسن کا جوہر فرد قابل انقسام نہیں کہ یہاں جنسیت
واستغراق نامتصور اور عہد فرع معرفت ہے اور ان کو ذاتاً وحقیقتہً کوئی پہچان ہی نہیں سکتا
تو نام اقدس پر کہ علم ذات ہے لام تعریف کیونکر داخل ہو۔

جس طرح اہل جد کرتے ہیں کاف تشبیہ بھی جر کے لیے آتا ہے ذات الٰہی کمال تنزیہ کے
مرتبہ میں ہے اور متشابہات میں تشبیہات بھی وارد صحیح مذہب محققین کا یہ ہے کہ تنزیہ
ہے اوس کی ذات وصفات کے لئے اور تشبیہہ ہے تجلیات کے لیے دونوں کو اس آیہ
کریمہ میں جمع فرما دیا لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر لیس کمثلہ شئ کوئی شے اوس کے
مثل نہیں یہ تنزیہ ہے اور وھو السمیع البصیر وہی ہے سننے والا دیکھنے والا یہ تشبیہہ
جب تک اللہ تعالیٰ نے عالم نہ بنایا تھا تشبیہہ نہ تھی جب عالم بنایا تو نہ عالم خیال میں
نہ عالم مثال میں بلکہ عالم تمثیل میں تجلی تدلی کے لئے ایک تشبیہہ پیدا ہوئی جو عبارت
ہے ذات اقدس سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اور اللہ تعالیٰ متعالی ہے
تشبیہہ سے اس پہلی تجلی جو فرمائی ہے اوسی کا نام ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس تجلی
کی اور تجلیات کی گئیں ہیں اون کا نام ہے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام جس طرح
امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اوپر بیان ہوا آگے فرمایا جاتا ہے الرحمن الرحیم
مدح کا قاعدہ ہے کہ اختصاص پر دلالت کرتی ہے الرحمن الرحیم سے پہلے لایا گیا الرحمن کو رحمت
کاملہ بالغہ رب تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے پھر فرمایا گیا الرحیم یعنی مطلق رحمت ہی اوس کے
ساتھ خاص ہے رب العزۃ کی بے انتہا صفات ہیں یہ کیا ہے جن سے تمام صفات الٰہیہ کو رحمت
کے پردہ میں دکھایا القہار المنتقم نہیں فرمایا جاتا الرحمن الرحیم خاص رحمت دکھائی جاتی ہے
یہ وہی آئینہ ذات الٰہی ہے جس میں صفات قہر یہ بھی آکر خالص رحمت سے متلبس ہو جاتی
ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم اولین کے
لیے رحمت آخرین کے لیے رحمت ملائکہ کے لیے رحمت تمام مومنین کے لئے رحمت یہاں
تک کہ دنیا میں وہ کافرین مشرکین منافقین مرتدین کے لیے بھی رحمت ہیں یہ لوگ بھی آج
اون کی رحمت سے دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

اللہ اس لئے نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے رحمت عالم تم ان میں ہو اسی لئے ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ورفعنٰہ مکانا علیا اختیار نہ فرمایا حالانکہ اون کے غلام واہل محبت کی نعش تک آسمان پر اُٹھالی گئی ہے سیدی عمر بن فارض رضی اللہ تعالی عنہ نے جنگل میں ایک جنازہ دیکھا اکابر اولیا جمع ہیں مگر نماز نہیں ہوتی اونہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا کہا امام کا انتظار ہے ایک صاحب نہایت جلدی کرتے ہوئے پہاڑ سے اوترتے دیکھا جب قریب آئے معلوم ہوا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن سے شہر میں لڑکے ہنستے اور پھبتیں لگاتے ہیں وہ امام ہوئے سب نے اون کی اقتدا کی نماز ہی میں بکثرت سبز پرندوں کا نعش کے گرد مجمع ہو گیا جب نماز ختم ہوئی نعش کو اپنی منقاروں میں لے کر آسمان پر اوڑے چلے گئے اونہوں نے پوچھا یہ اہل محبت ہیں ان کی میت بھی زمین پر نہیں رہنے پاتی مگر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہیں پر تشریف رکھنا پسند فرمایا کہ خلق کے لیے عذاب عام سے امان ہو جنت تو حضور کی رحمت کا پرتو ہی ہے دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفات قہر یہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں۔ جنت کا رحمت ہونا ظاہر حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے دو وجہ سے دنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے اوّل بادشاہ کی اطاعت خاص اس لئے کہ وہ بادشاہ ہے دوسرے کچھ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانوگے تو یہ یہ انعام ملیں گے یہ رحمت ہے تیسرے فاسق سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے اطاعت نہیں کرتے اون کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے اگر اطاعت نہ کروگے تو زندانیں بھیجے جاوگے وہ انعام تو عین رحمت ہے ظاہر ہے اور یہ کوڑا عذاب کا بھی رحمت ہے اس لئے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جلیخانہ سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں اطاعت کریں انعام کے مستحق ہوں تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے دوسری وجہ یہ کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذا دی اون کی توہین کی رب العزت نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے دوزخ کو پیدا فرمایا قدرشی کی اوس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا تو اہل جنت کو یہ دکھانا ہے کہ دیکھو اگر تم بھی محبوبان خدا کا دامن نہ تھامتے ان کی طرح تمہاری جگہ بھی یہی ہوتی اس وقت محبوبان خدا کے

دامن تھامنے کی قدر کھلے گی و للہ الحمد و صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ و بارک وسلم اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم وآلہ والکرام اجمعین -
حضور تمام جہان کے لیے رحمت ہیں رحمت الہٰی کے معنی ہیں بندوں کو ایصال خیر فرمانے کا ارادہ تو رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق جس کو خیر پہنچائی جائے اور دوسری خیر اور دونوں متفرع ہیں وجود نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم پر اگر حضور نہ ہوتے نہ کوئی خیر ہوتی نہ خیر کا پانے والا تو رحمت آلہی کا ظہور نہ ہوا مگر وجود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں تمام نعمتیں تمام کمالات تمام فضائل متفرع ہیں وجود پر اور تمام عالم کا وجود متفرع ہے حضور کے وجود پر تو سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی ملک ہو خواہ نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور ہی کے دست عطا سے ملی حضور نعمۃ اللہ ہیں قرآن عظیم نے اون کا نام نعمت اللہ رکھا الذین بدلو نعمۃ اللہ کفرا کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں و لہذا اون کی تشریف آوری کا تذکرہ امتثال امرالہی قال تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلی نعمت ہے یہی تشریف آوری ہے جس کے طفیل دنیا قبر حشر برزخ آخرت غرض ہر وقت ہر جگہ ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا متمع اور بہرہ مند ہے اور ہوگا انشاء اللہ تعالی اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد مبین ہوتا ہے مجلس میلاد خود وہی شی ہے جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث مجلس مبارک کی حقیقت مجمع مسلمین کو حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری و فضائل جلیلہ وکمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے۔ بندیا رقعہ یا ٹنا یا طعام و شیرینی کی تقسیم اوس کا جز حقیقت نہیں نہ اون میں کچھ جرم اصل دعوت الی الخیر ہے اور دعوت الی الخیر بیشک خیر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اوس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے صحیح مسلم شریف میں ہے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعی الی ھدی

کان لہ الاجر مثل اجور من تبعہ ولا ینقص ذلک من اجورھم شیئا جو لوگوں کو کسی ہدایت کی طرف بلائے جتنے اوس کا بلانا قبول کریں اون سب کے برابر ثواب اوسے ملے اور اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہو اور اطعام طعام یا تقسیم شیرینی بر و صلہ و احسان و صدقہ ہے اور یہ سب شرعا محمود ان مجالس کے لئے ایک تمہیں نہیں ملائکہ بھی تداعی کرتے ہیں جہاں مجلس شریف ہوتے دیکھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں تمہارا مطلوب ہے پھر وہاں سے آسمان تک چھا جاتے ہیں تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو ادھر سے رحمت کی شیرینی تقسیم ہوتی ہے وہ بھی ایسی عام کہ نا مستحق کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔ یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی اور کرتے رہے اور اون کی اولاد میں برابر ہوتی رہی کوئی دن ایسا نہ تھا کہ آدم علیہ السلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں اول روز سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تعلیم ہی یہ فرمایا گیا کہ میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب کا ذکر کیا کرو صلے اللہ تعالے علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم جس کے لیے عملی کاروائی یہ کی گئی کہ جب روح الہی آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے بیلے میں داخل کی گئی آنکھ کھلتے ہی نگاہ ساق عرش پر ٹھہرتی ہے لکھا دیکھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم عرض کی الہی یہ کون ہے جس کا نام پاک تو نے اپنے نام اقدس کے ساتھ لکھا ہے ارشاد ہوا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہے وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء اسی کے طفیل میں تجھے پیدا کیا اگر وہ نہ ہوتا نہ تجھے پیدا کرتا نہ میں زمین و آسمان بناتا تو کنیت اپنی ابو محمد کر صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم آنکھ کھلتے ہی نام پاک بتایا گیا پھر ہر وقت ملائکہ کی زبان سے ذکر اقدس سنایا گیا وہ مبارک سبق عمر بھر یاد رکھا ہمیشہ ذکر اور چرچا کرتے رہے جب زمانہ وصال شریف کا قریب آیا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا عماد تقوی وعروۃ وثقی کو نہ چھوڑنا العروۃ الوثقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عروہ وثقی محمد ہیں صلے اللہ علیہ وسلم جب اللہ کو یاد کرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا فانی رایت الملئکۃ تذکرہ فی کل ساعۃ کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے ہر وقت ہر گھڑی اون کی یاد میں مشغول ہیں اسی طور پر چرچا اون کا

ہوتا رہا پچھلی انجمن روز. میثاق جمائی گئی اوس میں حضور کا ذکر تشریف آوری ہوا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ٥ جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بیشک میں تمہیں کتاب وحکمت عطا فرماؤں پھر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول تصدیق فرمائیں اون باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں تو تم ضرور اون پہ ایمان لانا اور ضرور ضرور اون کی مدد کرنا قبل اس کے کہ انبیاء کرام کچھ عرض کرنے پائیں فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پہ میرا بھاری ذمہ لیا عرض کی ہمنے اقرار کیا فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پہ گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں پھر جو کوئی اس اقرار کے بعد پھر جائے وہی لوگ بے حکم ہیں۔ مجلس میثاق میں رب العزت نے تشریف آوری حضور کا بیان فرمایا اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام نے سنا اور انقیاد واطاعت حضور کا قول دیا اون کی نبوت ہی مشروط تھی حضور کے مطیع وامتی بننے پر تو سب سے پہلے حضور کا ذکر تشریف آوری کرنے والا اللہ ہے کہ فرمایا ثم جاءکم رسول پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں اور ذکر پاک کی سب میں پہلی مجلس مجلس انبیاء ہے علیہم الصلاۃ والسلام جس میں پڑھنے والا اللہ اور سننے والے انبیاء اللہ غرض اسی طرح ہر زمانہ میں حضور کا ذکر ولادت وتشریف آوری ہوتا رہا ہر قرن میں انبیاء مرسلین آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر ابراہیم وموسیٰ وداؤد وسلیمٰن وزکریا علیہم الصلاۃ والسلام تک تمام نبی ورسول اپنے اپنے زمانہ میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب میں پچھلا ذکر شریف سنانے والا کنواری ستھری پاک بتول کا بیٹا جسے اللہ تعالیٰ نے بے باپ کے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لیے یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لایا فرماتا ہوا مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بشارت دیتا ہوں اون رسول کی جو عنقریب میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم یہ ہے مجلس میلاد شریف جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں محفل میلاد تھی۔

عرش پر محفل میلاد فرش پر محفل میلاد ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں سر جھکائے کھڑے ہیں جبرئیل و میکائیل حاضر ہیں علیہم الصلاۃ والسلام اوس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سبع سمٰوات میں عرش و فرش پر دھوم ہے ذرا انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے انتظار ہو اب وقت آیا ہے کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا۔ وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المریدین ظہور فرمانیوالے ہیں یہ قادر علی کل شیٔ کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔ شیاطین کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہو رہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا ہے کہ یہ گر رہے تھے اوس نے بچا لیا ایسا سنبھلنے والا کہ اس کی نظیر نہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا ہے کوئی قوی ہوگا زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچالے گا۔ یہاں کروڑوں اربوں پھسلنے والے اور بچانے والے تنہا ایک انا اخذ بحجزکم عن النار ھلم الی میں تمہارا کمر بند پکڑے دوزخ سے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم یہ فرمان صرف صحابہ سے خاص نہیں قسم اوسکی جس نے اونھیں رحمۃ للعلمین بنایا آج وہ ایک ایک مسلمان کا بند کمر پکڑے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں کہ دوزخ سے بچائیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم الحمد للہ کیا حامی پایا اربوں سے بھی اربوں مراتب زائد گرنے والوں کو اون کا ایک اشارہ کفایت کر رہا ہے تو ایسے کے پیدا ہونے کا ابلیس اور اوس کی ذریت کو جتنا غم ہو تھوڑا ہے پہاڑوں میں ابلیس اور تمام مردہ سرکش قید کیے گئے تھے اونھیں کے پیرو اب بھی غم کرتے ہیں خوشی کے نام سے مرتے ہیں ملائکہ سبع سمٰوات دھوم مچا رہے تھے عرش عظیم ذوق شوق میں ہلتا تھا۔ ایک علم مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک تمام جہان انھیں کی قلمرو میں داخل ہے اوس مراد کے ظاہر ہونے کی گھڑی آپہنچی کہ اول روز سے اوس کی محفل میلاد اس کے خیر مقدم کی مبارکباد ہو رہی ہے قادر علی کل شی نے اس

کی خوشی میں کیسے کچھ انتظام فرمائے ہوں گے جبرئیل امین ایک پیالہ شربت جنت کا سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لے کر حاضر ہوئے اوس کے نوش فرمانے سے وہ دہشت زائل ہو گئی جو ایک آواز سننے سے پیدا ہوئی تھی پھر ایک مرغ سفید کی شکل بن کر اپنا پر سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے مل کر عرض کرنے لگے اظہر یا سید المرسلین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا اکرم الاولین والآخرین جلوہ فرمائیے اے تمام رسولوں کے سردار جلوہ فرمائیے اے تمام انبیاء کے خاتم جلوہ فرمائیے اے سب اگلے پچھلوں سے زیادہ کریم یا اور الفاظ ان کے ہم معنی مطلب یہ کہ دونوں جہان کے دولہا کی برات سج چکی ہے اب جلوہ افروزی سرکار کا وقت ہے فظھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالبدر المنیر پس حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوئے جیسے چودھویں رات کا چاند ان لفظوں پہ قیام ہوا در مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ درود عرض کیا۔

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا سراج افق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا قاسم رزق اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا مبعوث تیسیر اللہ ورزق اللہ — الصلاۃ والسلام علیک یا زینۃ عرش اللہ
الصلاۃ والسلام علیک یا سید المرسلین — الصلاۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین
الصلاۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین — الصلاۃ والسلام علیک یا اکرم الاولین والآخرین
الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الانبیاء — الصلاۃ والسلام علیک یا عظیم الرجا
الصلاۃ والسلام علیک یا عمیم الجود والعطاء — الصلاۃ والسلام علیک یا ماحی الذنوب والخطاء
الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب رب الارض والسماء — الصلاۃ والسلام علیک یا مصحح الحسنات
الصلاۃ والسلام علیک یا مقیل العثرات — الصلاۃ والسلام علیک یا نبی الحرمین
الصلاۃ والسلام علیک یا امام القبلتین — الصلاۃ والسلام علیک یا صاحب قاب قوسین
الصلاۃ والسلام علیک یا من زینۃ اللہ بکل زین — الصلاۃ والسلام علیک یا جد الحسن والحسین
الصلاۃ والسلام علیک یا من نزھہ اللہ من کل شین — الصلاۃ والسلام علیک یا سر اللہ المخزون

الصلاۃ والسلام علیک یا درّ اللہ المکنون ۔ الصلاۃ والسلام علیک یا نور لا فئدۃ والعیون

الصلاۃ والسلام علیک یا سرور القلب المحزون ۔ الصلاۃ والسلام علیک یا عالم ما کان وما یکون

الصلاۃ والسلام علیک وعلی آلک وصحبک وابنک وحزبک واولیاء امتک وعلماء ملتک

وسائر اھل کلمتک وسائر اھل کلمتک اجمعین دائما ابدا الآبدین دمر سرمدا دھر الداھرین

امین والحمد للہ رب العلمین۔

۱۳۱۸ھ میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ عظیم آباد میں ہوا تھا اوس کے مقابل خاص علمائے اہلسنت و جماعت کا جلسہ بھی حامی سنن ماحی فتن ندوہ شکن ندوی فگن جناب قاضی محمد عبد الوحید صاحب رئیس پٹنہ محلہ لودیکٹرہ نے بھی کیا تھا۔ اوس میں اکثر مشاہیر علماء اہلسنت تشریف لائے تھے جس کا بیان رسالہ مبارکہ امال الابرار و آلام الاشرار۔ وصمصام حسن ددر بارحق و ہدایت میں ہے اخیر رسالہ کے ص ۱۰۵ سے ص ۱۲۸ تک اعلیحضرت امام اہلسنت وجماعت کا وعظ چھپا ہے عام افادہ کی غرض سے اس کو اس جگہ نقل کر دینا مناسب جانتا ہوں تاکہ لوگ اس سے فائدہ اوٹھائیں اور ایک زمانہ تک کے لئے وعظ پھر محفوظ ہو جائے۔

بیان ہدایت نشان مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام علماء اہلسنت و الاحضرت مولانا حاجی محمد احمد رضا خانصاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی

اول حضرت عالم اہلسنت مدظلہ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

الحمد للہ رب العلمین ۵ حمد الشاکرین ۵ وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید المرسلین ۵ خاتم النبیین ۵ اکرم الاولین والآخرین ۵ قائد الغر المحجلین ۵ نبی الحرمین ۵ امام القبلتین ۵ سید الکونین ۵ وسیلتنا فی الدارین ۵ صاحب قاب قوسین ۵ المزین بکل زین ۵ المنزہ من کل شین ۵ جد الحسن والحسین ۵ نبی الانبیاء عظیم الرجاء ۵ عمیم العطاء ۵ ماحی الذنوب والخطاء ۵ شفیعنا یوم الجزاء ۵ سر اللہ المخزون ۵ در اللہ المکنون ۵ عالم ما کان وما یکون ۵ نور الافئدۃ والعیون ۵ سرور القلب

المجرد ہ سیدنا ومولانا وحبیبنا ونبینا وشفیعنا وکیلنا وکفیلنا وعزنا ومعیننا وغوثنا مغیثنا وغیثنا وغیاثنا سیدنا ومولانا محمد ن النبی المبعوث رحمۃ للعلمین ہ وعلی آلہ الطیبین الطاہرین ہ وازواجہ الطاہرات امہات المومنین ہ واصحابہ المکرمین المعظمین ہ وابنہ الکریم الامین المکین ہ محی الاسلام والحق والشرع والملۃ والقلوب والسنۃ والطریقۃ والدین ہ واہب المراد قطب الارشاد ہ فرد الافراد ہ سید الاسیاد ہ صلح البلاد ہ نافع العباد ہ دافع الفساد ہ مرجع الاوتاد ہ غوث الثقلین ہ وغیث الکونین ہ وغیاث الدارین ہ ومغیث الملوین امام الفریقین ہ سیدنا ومولانا ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی الکریم ہ وعلی سائر اولیاء امتہ الکاملین العارفین ہ وعلماء ملتہ الراشدین المرشدین ہ وعلینا معہم اجمعین ہ یا ارحم الراحمین ہ اس خطبہ کے بعد آیہ کریمہ لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق تا آخر سورہ تک تلاوت فرمائی پھر اس کی تمہید تفسیر میں نور والاظہور حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا کہ جب حضرت عزت جل جلالہ نے عالم بنانا چاہا اپنے نور بے کیف سے نور منیر بشیر ونذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا فرمایا عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہاں سے پہلے تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور کریم سے پیدا کیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تمام عالم کو جلوہ ظہور میں لایا تو جس طرح مرتبہ وجود میں صرف اللہ ہے جل وعلا کل شیء ہالک الا وجہہ ع الا کل شیء ما خلا اللہ باطل ہ حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے۔ جہاں وجہانیاں کا اوس میں کچھ حصہ نہیں مگر جس پر وجود حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پرتو ڈالا وہ بقدر نسبت وقابلیت تام موجودیت سے بہرہ ور ہوا یو ہیں مرتبہ ایجاد میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے وبس حضور ہی سر الوجود ومنبع الجود واصل بود وہیں وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال وپرتو ہیں مگر اولا وبالذات پرتو ذات وظل صفات جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات

ہے پھر ثانیاً و بالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بمرتبہ تمام عالم اوس تجلی نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آن ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

جیسے بلا تشبیہ شب چہاردہ کو اشیاء کہ آفتاب سے حجاب میں ہیں بذات خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں چودہویں رات کا چمکتا چاند متوسط ہو کر خود آفتاب سے نور لیتا اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے۔ تو اگرچہ جس قدر چاندنی پھیلی ہوئی ہے سب روشنی آفتاب ہی کی ہے مگر چاند کے وساطت سے ملی ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ نور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور الٰہی سے پیدا ہونا عیاذاً باللہ تجزی حضرت وحدت سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتا ان مجازی فانی انوار میں دیکھیے آفتاب سے چاند روشن ہوا چاند سے زمین چراغ سے چراغ جلا آفتاب و ماہتاب و چراغ اول کے نور سے کوئی حصہ جدا ہو کر ان مستفیدوں میں نہ آیا اور انھیں انوار سے ان روشنیوں نے ظہور پایا تو جہال وہابیہ کا حدیث پر اعتراض محض جہالت ہے انوار دو قسم ہیں معنوی و حسی معنوی کہ چشم جسم اون کے ادراک کی قابلیت نہیں رکھتی جیسے نور قرآن و نور نماز و نور وضو بعضے مریدین بعد وضو اپنے حجرہ خلوت میں گئے ایک نور عظیم چمکا بے اختیار پکار اوٹھے رأیت ربی میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا شیخ نے فرمایا اے شخص کہاں تو اور کہاں یہ رتبہ یہ تیرے وضو کا نور تھا کہ یوں چمکا صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ روز جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے تلاوت سے مکہ معظمہ اور اس جمعہ سے جمعہ آئندہ اور تین روز زائد تک روشن کر دیتی ہے حسی کی لائق احساس بصر ہیں پھر دو قسم ہیں ظاہر جیسے انوار کواکب چراغاں اور باطن جیسے حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی روشنیاں حدیث میں ہے یہ جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کا نور نظروں سے چھپا دیا ورنہ دنیا کو روشن کر دیتے مروی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے کعبہ معظمہ بنایا اور حجر اسود آیا اس وقت اس کا نور صرف اس قدر چمکا کہ مکہ معظمہ کے گرداگرد چند میل مختلف تک روشن ہو گیا جہاں تک وہ روشنی پہنچی وہی حدود حرم قرار پائیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور معنوی کو کون جان سکتا ہے انبیاء و مرسلین و ملئکہ مقربین و اولیاء کاملین و عباد اللہ الصالحین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سب حسب استعداد اسی نور منیر سے

روشن و مستنیر ہیں علامہ فاسی مطالع المسرات میں حدیث نقل کرتے ہیں حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرماتے ہیں یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی اے ابو بکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا ؎

ترا چنانکہ توئی دیدہ کجا بیند　　بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے نور حسی ہی کی جھلک آفتاب و ماہتاب و جملہ مضیات میں چمک رہی ہے بلکہ کے چہروں میں اوس کی چمک انسان کی مردمک میں اوسی کی دمک مستفیض و ظاہر ہیں اور اوس مفیض کریم پر بجمال رحمت و کمال عظمت ستر ہزار پردہائے ہیبت و جلال و رحمت و جمال ڈالے گئے ہیں کہ پردہ نشینیاں اس کے ادراک سے دور و مہجور ہے العظمۃ للہ اگر حجاب اوٹھا دیں عالم کی کیا جان ہے کہ اوسکی تجلیات کی تاب لاسکے جہان و جہانیاں ایک جھلک میں جلکر خاک ہوں سلطان الاولیا حضرت نظام الحق والدین سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم بعد تجلی طور واپس آئے کسی کو تاب نہ تھی کہ اون کے جمال مبارک سے نظر ملائے کلیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے نقاب ڈالا فوراً جل گیا یہانتک کہ لوہے کا نقاب بنا کر روئے مبارک پر ڈالا وہ بھی خاک ہوگیا آخر بامر الٰہی بعض عاشقان حضرت عزت کے دامن سے نقاب بنایا وہ قائم رہا ہاں چہرۂ کلیم مہر سپہر جلال تھا نور آفتاب ہلکا ہونے کے لیے قمر درکار ہے کہ اوسکی تجلیوں کا بار اپنے اوپر لے اور اس سے ٹھنڈی ہلکی روشنی اوروں پہ منعکس ہو جب جمال کلیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا اوس آسان تر تجلی سے یہ حال تھا تو اوس ذات کریم کا کیا پوچھنا جو نور حقیقی کے مظہر اول اتم واکمل و جامع تجلیات ذات و صفات علی اقصی الغایات بلکہ بے حد و نہایات ہے جسے جمال ازلی نے اپنا خاص آئینہ بنایا جس کے ہر جلوہ میں من رآنی فقد رای الحق کا دریا لہرایا اوس کے حجاب کی کسے تاب ؎

کیا منھ ہے آئینہ کا تری تاب لاسکے　　خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تو لازم ہوا کہ نور کریم حجاب رحمت و تعظیم میں رہے وہ حجاب کیا۔ کیا غیر اوس کا حجاب ہوسکتا ہے غیر اوسے چھپا سکتا ہے حاشا بلکہ خود اوسکا کمال ظہور ہی اوس کا یہ وہ نور

ہوا نور کے لئے ایک حد ظہور ہے کہ جب اوس حد تک ہے نظر اوسپر کام کرے اور جب اوس سے ترقی کرے اوسکی تابش ہی اوسکے لیے حجاب ہو کہ نظر بوجہ خیرگی اوس پر کام نہیں کرتی آخر نہ دیکھا کہ آفتاب افق میں حجاب سحاب رقیق سے بروجہ کمال نظر آتا ہے اور نصف النہار پر روز صاف میں طائر نظر کے پر جلاتا ہے پھر جس قدر ترقی زائد احتجاب زائد نور کریم کی ترقی بے نہایت کے حضور البصار تو ابصار البصیرت کی وہ حالت ہوگی جو مہر عالمتاب کے حضور خفاش کی لاجرم غایت ظہور ہی مستلزم غایت البطون ہوئی پھر بھی اوسکی خفیف جھلک جس میں نگاہ ظاہر کا حصہ رہا کہ اوس بارگاہ کرم سے محروم مطلق نہ رہے وہ ہے جو حدیث صحیح[1] میں آیا کان الشمس تجری فی وجھہ گویا آفتاب حضور کے چہرہ پرنور میں رواں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے جب تو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا گمان کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔ تیسری حدیث میں ہے اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ جب کلام فرماتے دنداں پیشین کے درمیان سے نور سا چھنتا نظر آتا۔ چوتھی حدیث میں ہے لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتامل اشم یعنی پُرنور پہ نور کا ابکا بلند تھا جو غور سے نہ دیکھتا بینی اقدس کو اوس نور کے سبب بہت بلند گمان کرتا پانچویں حدیث میں ہے لم یقم مع الشمس الا غلب ضوءہ ضوءھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آفتاب کے سامنے کھڑے ہوتے حضور کا نور آفتاب کی ضیا کو دبالیتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بیان کا سلسلہ یہاں تک پہنچا یا کہ عرفان و نور ایمان سب اوسی نور والا ظہور کے پرتو ہیں بلکہ ایمان صرف حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں تعظیم و محبت و عظمت زائد اوسی قدر اوس کا ایمان اکمل اور جس قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بیشک جب تک محبت دینی ایمانی اختیاری اتفاقی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں انزال کتب و ارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

رادی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا میں نے دنیا و مخلوقات دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے اون پر ظاہر فرما دوں اگر تم نہ ہوتے میں نہ دنیا بناتا یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزا ہے اور دار الجزا کو دار العمل کا تقدم ضروری جب دار العمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دار الجزا کہاں سے آتی حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی لولا محمد ما خلقتک ولا ارضا ولا سماء اگر محمد نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ آسمان زمین بناتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون ہمارا غلامی تمہارا اتباع کرتا ہے۔ اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے دیکھو آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ فرضیت قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و اطاعت کرنے والوں کی پہچان سب کو ہو جائے تو آیہ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون میں نے جن و انس اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں حدیث مذکور سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کے منافی نہیں تخلیق جن و انس عبادت کے لئے اور عبادت سے حضرت عزت جل جلالہ کو نہ کوئی نفع نہ اوس کے ترک سے کوئی ضرر وہ غنی حمید ہے احکام عبادت کی تشریع اسی لیے ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان مطیع و فرمانبردار اون کے حکم سے اولٹے پاؤں پھر جانیوالے نابکار سب پر ظاہر ہو جائیں عبادت الٰہی و تعظیم و محبت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متلازم ہیں۔ متلازمین میں ایک کا ذکر دوسرے کا موکد ہوتا ہے نہ کہ نافی و منافی۔ ایمان کے دو رکن ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آیہ کریمہ رکن اول کو بتاتی ہے الا لیعبدون اس لئے بنایا کہ میری پرستش کریں یعنی لا الہ الا اللہ اور حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرماتی لاعرفھم کرامتک اسی لیے بنایا کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولہذا اہل ادب و ایمان کے نزدیک تعظیم و محبت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل کار و اہم فرائض

ومناط قبول جملہ اعمال حسنہ ہے اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم ومحبت حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوے مبارک پر سر اقدس رکھکر آرام فرمایا مولیٰ مشکلکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنے نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اوٹھتا ہوں محبوب اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب راحت میں خلل آتا ہے معہذا کیا معلوم ہو کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہو اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا حتی توارت بالحجاب یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اب کہ وقت مغرب ہوا سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بیں کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کی یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکلکشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی الٰہی علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا۔ امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ جان کا رکھنا سب سے زیادہ فرض اہم ہے اگر بوجہ ظلم عدو مکابرہ وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا یقین ہو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی امام الصدیقین اکمل الاولیاء والعارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت وماہتاب صدیقیت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیرین کی طرح غار ثور پر جلوہ فرما ہوئے صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ حضور باہر توقف فرمائیں پہلے میں اندر جاکر غار کو صاف کر دوں کہ شاید کوئی چیز ہو غار چند ہزار سال کا تھا بہت سوراخ تھے صدیق نے سنگریزوں سے پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے بند کیے ایک سوراخ رہ گیا اوس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھا اور حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا حضور نے اون کے زانو پر سر انور رکھ کر آرام فرمایا وہاں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار فائض الانوار حضور پر نور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتا تھا کہ اوس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو باہم ذکر کرتے سنا تھا کہ حضور اقدس نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت اور غار ثور میں اقامت فرمائیں گے۔ سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انگوٹھے پر رگڑا اونہوں نے جانا کہ سانپ ہے مگر اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا یہاں تک کہ اوس نے کاٹا صدیق نے بکمال ادب جنبش نہ کی مگر شدت ضبط کے باعث آنسو نکل کر رخسارہ محبوب رب العلمین پر پڑے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم جانفزا کھلی صدیق سے حال پوچھا عرض کی لُدغت بابی انت رامی یا رسول اللہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے سانپ نے کاٹا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہوگیا یہی تعظیم و محبت و جان نثاری دیپروانہ واری شمع رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیہ ہیں بعد انبیاء مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہاں پر تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو اون کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ تمام اولیا تمام عرفا سے افضل واکرم واکمل واعظم کردیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلاۃ کی وجہ تم پر تفضیلت نہ ہوئی ولکن بشئ وقر فی صدرہ بلکہ اوس سر کے سبب جو اس کی دل میں راسخ و متمکن ہے یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا لو وزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے ولہٰذا قرآن عظیم نے اپنے نصوص قاطعہ سے شکل اول بدیہی الانتاج افضلیت مطلقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قائم فرمادی قال اللہ تعالیٰ عزوجل ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم سب میں زیادہ عزت والا اللہ عزوجل کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے اور دوسری آیہ کریمہ میں صاف فرمادیا اتقی کون ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال تعالیٰ وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی ۝ ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزی ۝ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ۝ ولسوف یرضی ۝ قریب

ہے جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب سے اتقیٰ جو اپنا مال دیتا ہے۔ ستھرا ہونے کو اور اس پر کسی کا
ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر اپنے پروردگار برتر کا وجہ کریم چاہنا اور قریب ہے کہ وہ
اس سے راضی ہو جائے گا۔ بشہادت آیت اولیٰ ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم
امت مرحومہ ہے اور وہ نہیں مگر اہلسنت کے نزدیک صدیق اکبر اور تفضیلیہ و روافض کے یہاں
امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اوس نے کسی کی تلبیس
و تدلیس کو جگہ نہ چھوڑی آیۂ کریمہ نے ایسے وصف خاص سے اتقیٰ کی تعیین فرما دی جو صدیق
اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا فرماتا ہے وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ ہ
اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ
اللہ الاعظم و محسن و منعم تمام عالم ہیں حضور کے احسانات کریمہ حد و غایات ہیں دو قسم ہیں دینیہ
کہ اولین و آخرین حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین و ملئکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین جس نے
جو نعمت ایمان و دولت عرفان پائی حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے
ہاتھوں سے ملی حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی و لہذا تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم
الصلاۃ والسلام اجمعین سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا
اور دنیویہ پھر یہ دو قسم ہیں اول عامہ باطنہ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خلافت
رب العالمین جل و علا جملہ نعمتہائے الہیہ کے قاسم ہیں خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
انما انا قاسم واللہ المعطی بانٹنے والا میں ہوں اور دینے والا اللہ عزوجل روز اول سے
آج تک آج سے روز قیامت تک روز قیامت سے ابدالاباد تک جو نعمت جسے ملی یا ملتی
ہے یا ملے گی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس سے بٹی اور بٹتی ہے اور
بٹے گی جس طرح دین دولت و اسلام و سنت و صلاح و عبادت و زہد و طہارت و علم و
معرفت یہ سب نعمتہائے دینیہ اون کی عطا فرمائی ہوئی ہیں یونہیں مال و دولت و شفا و صحت
عزت و رفعت امارت و سلطنت فرزند و عشرت یہ سب نعم دنیویہ بھی اُنہیں کے دست
اقدس سے ملی ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ انھیں غنی
کردیا اللہ و رسول نے اپنے فضل سے اور فرماتا ہے۔ ولو انھم رضوا ما اتیٰھم اللہ

ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون ۵
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں خدا کافی ہے۔
آپ ہمیں دیتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ وہابیہ شرک
فروش اسنادات حقیقت و تجوز و عطاء تسبب میں فرق نہ کرکے احمد بخش محمد بخش ناموں کو شرک
بتلاتے ہیں حالانکہ قرآن عظیم میں جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کا حضرت مریم سے فرمانا
مذکور۔ انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا ۵ میں تو تیرے رب کا رسول ہوں تاکہ میں تجھے
ستھرا بیٹا دوں دیکھو قرآن عظیم سیدنا عیسی روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو جبرئیل بخش فرماتا ہے
یہ عجیب شرک مقبول و محمود ہے کہ قرآن عظیم میں موجود ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم دوم خاصہ ظاہرہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بکمال رحمت و رافت ظاہر
بشریت کی طرف تنزل فرماکر اپنے غلاموں کنیزوں سے حسب عرف وعادت باہمی معاملت
فرماتے جیسے انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ خادم سرکار کی روٹی سرکار سے مقرر تھی حالانکہ
واللہ تمام جہاں کو روٹی سرکار ہی سے ملتی ہے لوگوں کو مانگے اور بے مانگے بیشمار نعمتیں عطا
فرمادیں جن کی بعض تفصیل کتب حدیث میں مذکور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پہلی
دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں جن کا کوئی بدلہ دے سکے نعم دینیہ کا معاوضہ
نہ ہوسکنا تو ظاہر اور نعم باطنہ دینویہ بحکم خلافت رب العزۃ ہیں اللہ عزوجل کو کون عوض
دے ہاں قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں صالح عوض ومجازات
ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ پر بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم حضور
پرنور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے جس قدر احسانات وانعامات قسم اول کے ہیں
تمام عالم میں کسی پر نہیں اور قسم دوم میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور تمام عالم شریک
ہیں مگر قسم سوم یعنی معاملات باہمی قابل معاوضہ میں ہمیشہ صدیق اکبر کی طرف سے بندگی
وغلامی وخدمت ونیازمندی اور مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی
قبول و پذیرائی وعطا و سعادت مندی کا برتاؤ رہا یہانتک کہ خود صدیق اکبر کے مولائے
اکرم وآقائے اعظم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا انہ لیس فی الناس احد امن

علی فی نفسہ ومالہ من ابن ابی قحافۃ بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان ومال سے
کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا ابوبکر نے اور فرمایا ما لاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ بہا
ما خلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکافئہ اللہ بہا یوم القیمۃ وما نفعنی مال احد
قط ما نفعنی مال ابی بکر کسی کا ہمارے ساتھ کوئی سلوک ایسا نہیں جس کا ہم نے عوض نہ کر
دیا ہو سوا ابوبکر کے کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت
دیگا مجھے کسی کے مال نے ایسا نفع نہ دیا جیسا ابوبکر کے مال نے صدیق نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی بارگاہ والا میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت درخواست عرض کی حضور نے صغر سن
کا عذر فرما دیا۔ فقیر کہتا ہے اس میں ایک حکمت جلیلہ یہ بھی تھی کہ دامادی میں قبول کرنا انہیں دنیاوی احسانات سے
ہے جن میں جزا و مکافات جاری۔ حدیث میں ہے کہ جو کچھ عطیہ و ہدیہ عقد نکاح سے پہلے دیا جائے وہ عورت کا
ہے اور جو بعد کو دیا جائے وہ اس کا ہے جسے دیا جائے یعنی خسر و خوشدامن وغیرہما پھر فرمایا واحق مااکرم
الرجل بہ ابنتہ او اختہ اور آدمی جن ذرائع سے اکرام و نیک سلوک کا مستحق ہو ان سب میں زیادہ ذریعہ
اس کی بیٹی یا بہن ہے اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منظور نہ تھا کہ صدیق پر ان کے احسانات
ناممکن العوض کے سوا کوئی احسان قابل معاوضہ دنیویہ ہو عذر فرما دیا بخلاف سیدنا امیر المومنین مولیٰ مشکلکشا کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ الاسنی کہ ان پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات دو قسم اولین کے سوا قسم سوم کے بھی
بہت احسان ہیں انہوں نے پرورش ہی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے پائی حدیث میں ہے قبل ظہور نور
نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی
اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تم دیکھتے ہو زمانہ گرانی کا ہے اور ابوطالب کے عیال کثیر آؤ ہم ان کا بوجھ
تخفیف فرما دیں یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہ رکاب حضرت عباس ابوطالب کے پاس
تشریف لائے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لیا اور
حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پھر تتمیم نعمت
کبریٰ تزویج حضرت بتول زہرا سے ہوئی صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا وعلیہا وعلی بعلہا
وابنیہا وبارک وسلم تو آیہ کریمہ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی سے مولیٰ علی
قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

اسی افضلیت مطلقہ صدیقی کے مناشی سے ہے۔ اوس جناب کا کمال تشبیہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہونا اول ظہور بعثت شریفہ میں جب حضور نے فرمایا تھا لقد خشیت علی نفسی مجھے اپنی جان کا ڈر ہے اس وقت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور کے جو اوصاف کریمہ شمار کئے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ضائع نہ چھوڑیگا حضور یہ یہ کمالات عالیہ رکھتے ہیں بعینہا وہی کمالات اونھیں الفاظ سے ابن الدغنہ نے صدیق اکبر کے لیے بیان کیے جب قبل ہجرت بقصد ہجرت تشریف لے چلے راہ میں ابن الدغنہ ملا حال معلوم ہوا کہا کیا آپ جیسا وطن سے جدا کیا جائے گا۔ حالانکہ آپ جیسے کمالات عالیہ رکھتے ہیں یونہی جب صلح حدیبیہ ہوئی اور مسلمان اوس سال مکہ معظمہ جانے سے باز رکھے گئے یہ امر اون پر بالخصوص اشدھم فی امراللہ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت شاق گزرا حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب العزت نے سفر حدیبیہ سے پہلے خواب دکھادیا تھا کہ حضور مع صحابہ کرام مسجد الحرام میں با امن وامان داخل ہوئے اور مناسک حج ادا فرمائے صحابہ کا گمان تھا کہ اس خواب کی تصدیق اسی سفر میں واقع ہوگی جب اس سے واپسی کی ٹھہری امیر المومنین فاروق اعظم خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں فرمایا ضرور عرض کی ہمارے شہدا جنت میں اور اون کے مقتولین نار میں نہیں فرمایا کیوں نہیں عرض کی پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا عرض کی کیا حضور نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے۔ اور طواف بجالائیں گے فرمایا ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال عرض کی نہ فرمایا تو ضرور تم کعبے جاؤگے اور طواف بجالاؤگے فاروق اعظم اس تمنا پر کہ شاید صدیق اکبر شفاعت کریں اور اون کی مراد کہ کفار سے جہاد اور بالجبر داخلی کعبہ معظمہ ہے حاصل ہو جائے خدمت صدیق میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں فرمایا ضرور کہا کیا ہمارے شہدا جنت میں اور اون کے مقتولین نار میں نہیں فرمایا کیوں نہیں کہا پھر ہم اپنے دین میں دبتی کیوں رکھیں فرمایا اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اور وہ ضرور ان کی مدد فرمائیگا اون

کی رکاب لقام رہے کہ خدا کی قسم وہ حق پہ ہیں کہا کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور
طواف بجا لائیں گے فرمایا ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرما دیا تھا کہ اسی سال کہا نہ فرمایا تو ضرور تم کعبے
جاؤ گے اور طواف بجا لاؤ گے" دیکھو بعینہ حرف بحرف وہی جواب ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔ یہ وہی بات ہے کہ قلب صدیقی آئینہ قلب حضور سید الکائنات
ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وکرم آیہ کریمہ میں اسی خواب مبارک کا ذکر ہے یہاں سے
تفسیرات کی طرف رجوع کی) متعلق تفسیر صرف اس قدر بیان ہوا تھا کہ باآنکہ خطاب مصدقین
سے ہے نہ منکرین سے قرآن عظیم کو اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے تصدیق خواب
وتسکین اصحاب میں کس قدر اہتمام ہے کہ اسے طرح طرح سے موکد فرمایا اول تو صدق اللہ
خود ہی جملہ بدیہی الصدق تھا۔ کہ صدق کی نسبت حضرت عزت کی طرف واجب الصدق
ہے کذب وہاں محال بالذات ہے امکان کا ماننے والا گمراہ بد ذات ہے ثانیاً قد ثالثاً
لام رابعاً بالحق سے اس کی تاکیدیں ارشاد ہوئیں پھر رویا کا بیان اور اس کے متعلق لطائف
حکمیہ کا تبیان اور یہ کہ خواب انبیا وحی ہوتی ہے۔ اور اس پر خواب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ
والتسلیم کا بیان اور اس کے سبب ذبح ولد پہ اقدام کہ بے نص قطعی قطعاً حرام تو خواب انبیا فرد
نص قاطع کی طرح مثبت احکام۔ یہی بیان ہو رہا تھا کہ فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد حامد رضا
خاں سلمہ المنان نے آکر کان میں کہا کہ کچھ ندوی حضرات آگئے ہیں۔ معاً عنان عزیمت جانب
اظہار مکائد ندوہ پھیری کہ وعدہ الٰہیہ صادق آیا سال آئندہ کہ مکہ معظمہ فتح ہوا لوگ فوج فوج
دین خدا میں داخل ہوئے اسلام کی ترقیاں صحابہ کی جاں نثاریاں ہجرت کے احوال نصرت ذی الجلال
کا بیان کہ اس وقت ظہور مدد عظیم در فتح مبین کیا محل عجب تھا مولیٰ عزوجل نے اس وقت اپنے
محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نصرت ظاہرہ باہرہ قاہرہ زاہرہ فرمائی جب ظاہری سامان
اصلا نہ تھا فوج نہ لشکر نہ ہتھیار نہ مقاتلے ہیں اذن پہ مدد گار اور ایک جہاں بر سر پیکار
جب کفار نے دار الندوہ میں جماؤ کیا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مشورے
ہوئے شیخ نجدی ملعون پیر مرد بنکر آیا اور اس گمراہ انجمن کا رکن اعظم بنا مگر انجام کیا ہوا کہ
جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا اللہ تعالیٰ نے کافروں کا قول

پست وذلیل فرما دیا اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور ہمیشہ سنت الٰہیہ ہے کہ باطل کے لیے ابتدا میں ایک صولت ہوتی ہے کہ صادق وکاذب کا امتحان ہو لیہلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة انجام کار ظفر ونصرت نصیبہ اہل حق ہے قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا والعاقبة للمتقین اسی کی مثالوں میں اس ندوہ بالکہ کا پچھلا جانشین اس ندوہ پسین کا ابتداء خروج اور نیچریوں رافضیوں وہابیوں غیر مقلدوں کے جمگھٹوں سے اس کا عروج اور جس روز جلسہ دستار بندی مدرسہ فیض عام کانپور کے تیسرے دن بنائے ندوہ کی پہلی اینٹ رکھی جاتی تھی۔ علمائے اہلسنت کا اسی وقت خلاف فرمانا مفتی لطف اللہ صاحب کا مقاصد ندوہ کے ضلال مبین ومضر مسلمین ہونے پر اقرار کرنا اور کہنا کہ میں بھی تو صبح سے یہی چھینک رہا ہوں میری کوئی نہیں سنتا پھر جو جو حالتیں اس کے جلسات پر وارد ہوتیں جو صریح ضلالتیں اس کی روداودں میں سال بسال بڑھتی گئیں علمائے اہلسنت کا ناظم وغیرہ مدعیان سنت کو اولاً نرمی وخوشامد پابندی مذہب اہلسنت کی طرف بلانا پھر بعد جواب صاف علانیہ رد وخلاف فرمانا ندویوں کا جواب سے عاجز آنا فتاوی السنہ کا مرتب ہونا پھلواروی صاحب کا لکھنؤ ندوہ کا بریلی آنا طعام وکلام دونوں دعوتوں کا دیا جانا پھلواروی صاحب کا دعوت طعام قبول کر دعوت کلام سے صراحۃً عدول کرجانا اور صاف لکھ دینا کہ میں مرد میدان مناظرہ نہیں پھر باوصف وعدہ طعام میں بھی حاضر نہ آنا۔ دوبارہ بلایا جانا دستوں کا بہانہ فرمانا حالانکہ نئے اور پرانے شہر دونوں میں روزانہ وعظ کو جانا وہاں اس حال باسہال کا مانع نہ آنا پھر بعد تقاضائے بسیار وشدت انتظار بمشکل تمام حضرات کا تشریف لانا مجمع میں فتاوی السنہ سنایا جانا پھلواروی صاحب کا تمام جوابوں کو تسلیم فرمانا پھر یہ گفتگو پیش آنا جب جواب حق ہیں مہر کیجئے کہا اس میں صاف ندوہ کا نام لکھا ہے لہذا مہر نہیں کرسکتا کہا گیا کہ بہت اچھا سوالات میں بجائے ندوہ زید وعمرو لکھ کر جوابوں کی تصدیق کیجئے کہا کتاب لیے جاتا ہوں پندرہ دن کی مہلت دیجئے ان سوالوں کے یہی جواب خود اپنے قلم سے لکھ کر بھیجدوں گا فرمایا گیا پندرہ دن نہیں مہینہ بھر کی مہلت سہی الحمد للہ کہ آپ کو ان گمراہوں کی ضلالت تو مسلم رہی کہا مولانا ضلالت نہ فرمائیے مداہنت فرمائیے جلسہ تو ان ٹالے بالے پر ختم ہوا مگر مہینہ نہ سال برسیں گزریں جواب نہ دینا تھا نہ دیا ۵

غضب کیا ترے وعدہ پہ اعتبار کیا   تمام رات قیامت کا انتظار کیا

ان تمام مطالب اور ندوے کی ضلالت اقوال و شناعت مقاصد و مفاسد و مکائد کا حال بوضاحت تام بیان کیا حسب دلبغض پہ کلام میں کہا ؛ ندوہ تمام بددینوں گمراہوں سے وداد اتحاد فرض کرتی ہے کہ اتحاد نہ ہو تو ایمان ندارد اور ایمان نہیں تو جنت سے کیا سروکار مسلمانان ہند کے سب گناہ معاف ہوسکتے ہیں سوا ناتفاقی کے سب کلمہ گو حق پر ہیں خدا سب سے راضی ہے سب کو ایک نظر دیکھتا ہے گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے اس کے معاملے دیکھکر خدا کی رضا و ناراضی کا حال کھل سکتا ہے کلمہ گو کیسا ہی بددین بدمذہب ہو ان میں جو زیادہ متقی ہے خدا کو زیادہ پیارا ہے ان میں جس کی توہین کیجئے خدا اور رسول پر حرف آتا ہے یہ کلمات اور ان کے امثال خرافات کو اہل ندوہ کی جو روداد ہے جو مقال ہے ایسی ہی باتوں سے مالا مال ہے سب صریح و شدید نکال و عظیم وبال و موجب غضب ذی الجلال ہیں امیر المومنین مولی المسلمین شیر خدا مشکلکشا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنی کے زمانہ اقدس میں خوارج خذلہم اللہ تعالی نے ظہور کیا وہ علماء تھے عباد تھے قراء کہلاتے راتیں شب بیداری اور دن تلاوت قرآن و ذکر باری میں گذارتے مگر گمراہ تھے اہلسنت کے مخالف و بدخواہ تھے۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے نہ ان کے علم و فضل پر نظر فرمائی نہ ان سے اخوت اسلامی کی ٹھہرائی بلکہ ان پر لشکرکشی فرمائی سر اشرار پر برق بار ذوالفقار چمکائی وہ دس ہزار مولویوں کا ندوہ تھا فقط دو روپے دے کر ٹکٹ لے کر مولوی نہ بنتے تھے بلکہ واقعی علم رکھتے تھے حدیث جانتے قرآن پڑھتے تھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ان کے شکوک کہ بعینہ وہابیہ کے شکوک تھے دفع فرمائے پانچ ہزار حق کی طرف رجوع لائے پانچ ہزار ختم اللہ علی قلوبھم رہے ان پر تیغ شرربار شرار شکار اسد کردگار حیدر کرار چمکی اور ایک ایک کر کے ہر گردن کشیدہ خاک ذلت پر فرش کی وہ خبیث قتل ہو رہے تھے کسی نے آکر خبر دی کہ بھاگ کر نہر کے پار ہوگئے عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نائب اسد اللہ الغالب نے فرمایا ہرگز نہیں ان میں سے دس نہر کے پار نہ جاسکیں گے۔ سب ادھر ہی قتل ہوں گے پھر بہت تو ق

کی خبر پائیں کہ پار بھاگ سکئے فرمایا واللہ وہ ادھر نہ جائیں گے اسی پار ہلاک ہوں گے سچا
وعدہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالآخر تحقیق ہوا کہ واقعی
دس بھی نہ جاسکے سب اسی طرف کنارہ آب سے کنارہ نادہیں جاگزیں ہوئے کسی نے کہا خدا کا
شکر ہے کہ جس نے زمین کو ان کی نجاست سے پاک کیا امیر المومنین نے فرمایا واللہ وہ ابھی
مردوں کی پیٹھ میں ہیں عورتوں کے پیٹ میں ہیں وہ قرن قرن ظاہر ہوتے رہیں گے کلما قطع
قرن نشأ قرن جب ان کی ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سر اوٹھائیگی حتی یخرج
اخرھم مع المسیح الدجال یہانتک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال ملعون کے ساتھ نکلے گا۔ اس
وعدہ صادقہ کے مطابق ایسے مولویوں کی سنگت ہر زمانہ ہر قرن میں مختلف نام مختلف صورت
سے ظاہر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ بارہویں صدی میں نجدی خبیث ظاہر ہوا اور مذہب وہابیہ
نے کہ خوارج مخذولین کا سچا فضلہ خوار ہے شیوع کیا ان کے وہی عقائد وہی مکائد وہی
دھوکے وہی تلبیس وہی ادعائے عمل قرآن و حدیث۔ ان خبیثوں کا اعتراض تھا کہ مولیٰ علی
نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الحکم الا للہ
حکم نہیں مگر اللہ کے لیے یہ شرک ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے فابعثوا حکما من اھلہ
وحکما من اھلھا مرد وزن میں خلاف ہو تو ایک حکم اس کے لوگوں سے بھیجو اور ایک حکم
اوس کے لوگوں سے حدیث میں ہے ینزل عیسیٰ حکما مقسطا یعنی عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
حاکم عادل ہو کر نزول فرمائیں گے یہ وہابیہ ان خوارج کے شاگرد کہتے ہیں اہلسنت انبیاء و
اولیاء سے استعانت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ہم
تجھی کو پوجیں ہم تجھی سے مدد چاہیں یہ شرک ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعاونوا علی
البر والتقوی نکوئی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو حدیث شریف میں ہے
فلیناد اعینونی یا عباد اللہ یوں پکارے مدد کرو میری اے اللہ کے بندو۔ حقیقت ذاتیہ
وعطائیہ میں نہ ان خبیثوں نے فرق کیا نہ انہوں نے کذلک یطبع اللہ علی کل قلب
متکبر جبار ہ یہ سب گمراہ فرقے ائمہ ہدی واکابر محبوبان خدا کے دشمن ہیں اور رافضیونکی
عداوت تو ہر بچے پر ظاہر اللہ اللہ وہ صدیق جن کے فضائل سے ایک شمہ سن چکے وہ

صدیقہ بنت الصدیق ام المومنین جن کا محبوبہ سید المرسلین محبوب رب العلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ بیہا
وعلیہا وسلم ہونا آفتاب نیم روز سے روشن تر وہ صدیقہ جنکی تصویر بہشتی حریر میں روح القدس خدمت
اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر لائیں وہ ام المومنین کہ جبرئیل امین آئیں فضل مبین
اونھیں سلام کریں اور اون کے کاشانۂ عزت وطہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہوسکیں وہ
صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے اون کے سوا کسی کے لحاف میں وہ ام المومنین کہ مصطفےٰ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر کسی سفر میں بے اون کے تشریف لے جائیں اون کی یاد میں واعرساہ فرمائیں
وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام کی براءت کی شہادت اہل زلیخا سے ایک بچہ
ادا کرے بتول مریم کا تبریہ روح اللہ وکلمۃ اللہ فرمائے مگر ان کی براءت وطیب وطہارت
کی گواہی میں قرآن کی آیتیں نزول فرمائیں وہ ام المومنین کہ محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اونکے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں کس جگہ لب مبارک رکھکر پانی پیا ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اپنے لبہائے مبارک خدا پسند وہیں رکھکر پانی نوش فرمائیں یا اشقیائے ملاعنہ خذلہم اللہ ایسے محبوبان خدا ورسول کے
دشمن ایسوں کے بدگو ایسوں پر طعنہ زن اونکے مخذولان سب کی دوست ان سب کی انجمن قاتلہا اللہ من
ندیۃ الفتن آدمی اپنے دل پہ ہاتھ رکھکر دیکھے اگر کوئی اوسکی ماں کی توہین کرے برا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہوجائیگا
اس کی صورت دیکھکر آنکھوں میں خون اوتر آئیگا مسلمانوں کی مائیں ندوہ مخذولہ کی آنکھ میں یوں بیقدر ہوں کہ اون
کے بدگویوں سے اتحاد ووداد فرض ہو اتحاد نہ ہو تو ایمان ندارد عائشہ وصدیق کی توہین تو خدا ورسول کی توہین
نہ ٹھہری مگر رافضیوں وہابیوں کی توہین خدا ورسول کی توہین عائشہ وصدیق سے عداوت
والوں کا ایمان ندارد کیسا بڑے اعلیٰ درجہ کا جوان میں جو اتقی ہے اللہ کے نزدیک بڑے رتبہ
والا ہو مگر رافضیوں وہابیوں سے مخالفت کی ایمان ندارد جنت سے محرومی انا للہ وانا
الیہ راجعون علما فرماتے ہیں اعداؤک ثلثۃ تیرے دشمن تین ہیں عدوک الذی
عاداک ایک تو آپ تیرا دشمن وعدو صدیقک اور تیرے دوست کا دشمن وصدیق
عدوک اور تیرے دشمن کا دوست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قسم اول کے
دشمن تو کھلے کفار ہیں اور قسم دوم کے دشمن روافض نواصب خوارج وہابیہ کہ محبوبان
خدا وائمہ ہدیٰ کے اعدا ہیں اور قسم سوم کے دشمن یہ ندوی حضرات کہ ان دشمنوں کے

دوست ہیں اللہ تعالیٰ سب دشمنوں کے شر سے بچائے اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی سچی محبت اور اون کے سب دشمنوں سے کامل عداوت عطا فرمائے اور اسی حب و بغض
پر کہ اسے محبوب و مقبول ہے دنیا سے اوٹھائے آمین ندوی صاحبوں نے مسلمانوں
کو دھوکا دینے کے لیے ایک بے معنی تحریر رد داد میں شائع کی کہ علمائے مکہ معظمہ نے
ندوہ کی خوبی و ضرورت پر مہر کر دی اوس تحریر کو دیکھیے تو گنتی کے صرف چند ہندی حضرات
ہیں جو بعض بنام ہجرت اور بعض بقصد حج گئے ہوئے تھے کوئی کرنے کا کوئی لکھنو کا کوئی
بریلی کا کوئی کہیں کا نام کو ایک شخص عرب کا ساکن بھی نہیں علمائے مکہ ہوتا تو بڑی بات ہے
سب اخباروں اشتہاروں میں اس بادہ سرائی کا خاکہ اوڑا دماغ میں سمائی کہ علمائے حرمین
شریفین کو کچھ دھوکا دیجئے کسی طرح تحریر حاصل کیجئے ایک صاحب بظاہر حج کا نام اور
باطن میں اسی مفسدے کا احرام کر کے حرمین پہنچے علمائے کرام مکہ معظمہ بحمد اللہ تعالیٰ نے مولوی
محمد عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر وغیرہ علما کی معرفت اس ندوہ مخذولہ کی شرارت سے
پہچان گئے تھے وہاں دال نہ گلی مدینہ طیبہ میں ہمسائیگان مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ
دینی گلی ملی وہاں سوال کیا کہ ایک جلسہ علمائے اہلسنت نے قائم کیا کہ اوس میں طرز عرب پر
تعلیم ہو مساکین و یتامی کی پرورش ہو ترویج دین متین ہو یہ جلسہ کیسا اور جو اس کی تخریب چاہے
کیسا اس سوال کا جو جواب تھا ظاہر تھا ناحق اتنی دور کی تکلیف اوٹھائی یہ سوال ہمارے پاس
بھیجدیتے ہم بھی وہی جواب لکھتے جو اہل مدینہ نے ارشاد فرمایا سوال تو یوں کرنا تھا کہ ایک
جلسہ سنیوں رافضیوں وہابیوں نیچریوں غیر مقلدوں سب کا جرگہ بنا کر قائم ہوا جس نے تمام
بدمذہبوں سے اتحاد و وداد فرض کیا حدا کو انگریزی گورنمنٹ کی مثل بنایا سب گمراہیوں سے
راضی تھا یا حنفی شافعی مالکی حنبلی میں باعتبار عقائد اسلام و کفر کا فرق مانا تمام بدمذہبوں کو حق
پر جانا دعوی مذہب سے عام دست بردار ی چاہی مدح و تعظیم کلاب النار حد سے زائد
تیا ہی الی غیر ذلک من الضلالات عالا والاھی وہ جلسہ کیسا اور جو اس کی اصلاح چاہے کیسا
پھر دیکھتے علما کیا جواب دیتے ہیں ناچار ضرور ہوا کہ جس طرح علمائے ہند کی مہروں سے فتاوی
السنہ لالجام الفتنہ رد ندوہ مخذولہ میں تیار ہوا یونہیں حضرات علمائے کرام حرمین محترمین

زاد ہا اللہ شرفاً ذکرھماؒ سے بھی استفسار ہوا امر واقعی کا پورا اظہار ہو کتب ندوہ جن میں وہ کلمات شنائعہ تحریر ہیں ساتھ مرسل ہوں کہ عیان و بیان مجتمع ہو کر جواب مطابق سوال و موافق واقع مکمل ہوں۔ الحمد للہ اعانت الٰہی و عنایت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ مقصود حاصل ہوا۔ اہل ریب کا ریب زائل ہوا مولانا فاضل حاج عبد الرزاق بن عبد الصمد قادری مکی و مولانا فاضل مطوف شیخ احمد بن ضیاء الدین محمد مکی نے کہ یہ حاجی امداد اللہ صاحب کے خلیفہ ہیں اور دونوں صاحب عربی و اردو دونوں زبانوں سے خوب ماہر ہیں وہ مسئلہ مع کتب ندوہ حضرات علماء کرام کی خدمت میں پیش کیا اور تصدیقات علیہ و تحقیقات جلیلہ اکابر علماء حق عز و جل نے حق کو وضوح بین دیا والحمد للہ رب العلمین ۵ وہ فتویٰ یہ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے جس کا قدرے خلاصہ حضرات سامعین سے گزارش کرتا ہوں (پھر سوال و جواب پڑھے اور ان کے ترجمے کیے) یہ بیان آٹھ بجے شب سے نماز عشا پڑھتے ہی شروع ہوا تھا ابتدائی بیانات ہی میں وقت بارہ کے قریب پہنچا تو دس ہی جوابوں کا خلاصہ ہونے پایا تھا کہ آدھی رات سے زیادہ وقت گزرا لاجرم بخیال کلفت لبعض سامعین بہ دعا ہدایت و استقامت سنت پر بیان ختم ہوا۔ اور اکثر مسلمین کو دربارہ فتویٰ تکمیل اجتماع کا اشتیاق باقی رہا واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین۔

تبحر علمی

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار بزمانہ عرس حضرت جدی شاہ برکت اللہ قدس سرہ درگاہ معلی میں میاں جی صاحب کے مکتب کے متصل کوٹھڑی میں جہاں ہماری ہمشیرہ والدہ مسعود حسن کی اب قبر ہے مولانا تشریف فرما تھے ہم نے مولانا عبد المجید صاحب بدایونی کا شجرہ عربی درود شریف میں دکھایا اور کہا کہ ہمارا شجرہ بھی عربی میں درود شریف میں لکھ دیجیے اسی وقت میاں صاحب بھائی مرحوم کے قلمدان سے قلم لے کر قلم برداشتہ بغیر کوئی مسودہ کیے ہوئے ہمارے وظیفہ کی کتاب پر نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے مرصع و مسجع صیغہ درود شریف میں شجرہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ تحریر فرمایا اور پھر اسے حضرت میاں صاحب بھائی کی کتاب پر بھی نقل فرما دیا فقیر مع حالات عفر لہ کہتا ہے کہ اس شجرہ

صلاتیہ کی نقل بیعت وارشاد کے ضمن میں جہاں شجرہ طیبہ کا ذکر ہے ثبت ہے یہ واقعہ محرم الحرام ۱۳۰۵ھ روز جمعہ کا ہے۔

جنابؒ عبدالرحیم خانصاحب قادری رضوی سلطانپوری کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میں دہلی میں تھا حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ خانصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک دن اعلیحضرت کے ذکر مبارک پر انہوں نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خانصاحب کی وہ ہستی ہے کہ علما ہر باب میں اون کے محتاج ہیں علمی تبحر کا کمال یہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیف فرمائیں اور چار منشی لکھنے کو بیٹھ جائیں تو جس قدر وہ تصنیف فرمائیں گے۔ یہ چاروں حضرات نقل نہ کر سکیں گے۔

حضرتؒ سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خانصاحب کا حسن ادب بارگاہ رسالت میں اس قدر تھا کہ ایک درود میں لفظ حُسَین وزاید تھا آپ نے اوسکو اپنے ہاتھ سے نقل کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ بلکہ نہایت لطافت کے ساتھ اسے وہاں اس طرح استعمال فرمایا ہے کہ یہی صیغہ تصغیر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان ظاہر کر رہا ہے۔

جامع حالات غفرلہ کہتا ہے درود شریف کی عبادت یہ ہے اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمدن المصطفیٰ رفیع الشان ہ المرتضیٰ علیّ الشان ہ الذی رجیل من امتہ خیر من رجال السابقین وحُسَین من زمرتہ حسن من کذا وکذا حسنا من السابقین ہ

انھیںؒ کا بیان ہے کہ مولانا کو علم تکسیر کی تشویق وتحریک کا سبب میں ہوا اس کے بہت تذکرے کرتا کتابیں دکھاتا ایک بار کسی خاندانی کتاب میں ایک نیا وفق سپر مرتضوی نظر سے گزرا مولانا کو بھی دکھایا اس کے قاعدے کی تشریح وتوضیح میں کچھ گفتگو رہی مولانا نے وہ کتاب رکھ لی اور ایک دو روز کے بعد ایک مفصل رسالہ میں اوس وفق کے بہت سے صور اور اس کے لئے کسی ضابطے کا یہ مفصل ومشرح تحریر فرما کر مجھے دے دیا جو میرے پاس بفضلہ تعالیٰ اس وقت بھی محفوظ ہے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ اوس رسالہ کی نقل فن تکسیر میں مہارت کے بیان میں ہوگی ناظرین ملاحظہ فرمائیں اور اعلیحضرت کی خدا داد قابلیت

وجامعیت کا اندازہ کریں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔
افضل کا بیان ہے کہ ایک بار کسی نماز کی دو رکعتوں میں آخر سورہ کی چند آیتیں پڑھیں بعد ختم نماز کے میں نے کہا کہ مولانا یہ مکروہ ہے اس وقت خاموش رہے پھر فرمایا بیشک فلاں کتاب میں یہ صورت مکروہ ہے مگر فلاں فلاں معتمد نے اسے جائز غیر مکروہ بتایا ہے کتابوں کے نام مولانا نے بتائے تھے مجھے یاد نہ رہے۔

مولوی اعجاز ولی خانصاحب کا بیان ہے کہ اعلیحضرت قبلہ کی عمر کا چودہواں سال تھا افتا کا کام حضرت نے اپنے ذمہ لے لیا تھا کہ ایک شخص رامپور سے اقدس حضرت امام المحققین مولانا نقی علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت سن کر بریلی تشریف لائے اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا فتویٰ جس پر اکثر علما کی مواہیر دستخط ثبت تھے پیش خدمت کیا حضرت نے فرمایا کہ کمرہ میں مولوی صاحب ہیں اون کو دے دیجئے جواب لکھ دیں گے وہ کمرہ میں گئے اور آکر عرض کیا کہ کمرہ میں مولوی صاحب نہیں ہیں فقط ایک صاحبزادہ صاحب ہیں فرمایا انہیں کو دے دیجئے وہ لکھدیں گے انھوں نے کہا حضور میں تو جناب کا شہرہ سن کر آیا تھا حضرت نے فرمایا آج کل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں۔ اونھیں کو دے دیجئے اعلیحضرت نے جو اوس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا اعلیحضرت نے اوس جواب کے خلاف جواب تحریر فرمایا اور اپنے والد ماجد صاحب کی خدمت میں پیش فرمایا حضرت نے اُس کی تصدیق وتصویب فرمائی پھر وہ صاحب اوس فتویٰ کو دوسرے علما کے پاس لے گئے ان لوگوں نے حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کی شہرت دیکھکر اُونھیں کے فتویٰ کی تصدیق کی جب والی رامپور نواب کلب علیخانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وہ فتویٰ پہنچا آپ نے شروع سے اخیر تک اوس فتویٰ کو پڑھا اور تمام لوگوں کی تصدیقات دیکھیں دیکھا کہ سب علما کی ایک رائے ہے صرف بریلی کے دو عالموں نے اختلاف کیا ہے حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کو یاد فرمایا حضرت تشریف لائے تو نواب صاحب نے فتوی اون کی خدمت میں پیش فرمایا حضرت مولانا کی دیانت اور انصاف پسندی دیکھیئے کہ صاف فرمایا فی الحقیقت یہی حکم صحیح ہے جو ان دو صاحبوں نے لکھا تو نواب صاحب نے پوچھا پھر اتنے علمانے آپ

کے فتویٰ کی تصدیق کس طرح کی فرمایا ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد میری شہرت کی وجہ سے کیا اور میرے فتویٰ کی تصدیق کی ورنہ حق وہی ہے جو انہوں نے لکھا ہے یہ سن کر نواب صاحب کو اعلیحضرت کی ملاقات کا شوق ہوا جناب نواب صاحب نے اعلیحضرت کو یاد فرمایا جب دربار میں تشریف لے گئے چاندی کی کرسی پیش ہوئی فرمایا چاندی کا استعمال مردوں کو درست نہیں اور لکڑی کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے نواب صاحب نے ظاہر کیا کہ میری رائے میں آپ مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے کچھ معقول پڑھیں حضرت خدمت اقدس میں تشریف لائے اور مولانا سے فرمان نواب صاحب کہا مولانا نے دریافت فرمایا کیا پڑھو گے فرمایا میرا امتحان لے لیا جائے جس کتاب کے لائق آپ تصور فرمائیں وہ پڑھوں فرمایا تم خود بتاؤ کیا پڑھو گے فرمایا افق المبین (یہ فن منطق کی اعلیٰ کتاب ہے) مولانا نے فرمایا تم ابھی صاحبزادے ہو افق المبین آسان کتاب نہیں ہے فرمایا میں نے تو کہا تھا کہ امتحان لے لیا جائے مولانا نے فرمایا اچھا کس کتاب کا امتحان دو گے فرمایا افق المبین کا افق المبین کتبخانہ سے لائی گئی چند منٹ اعلیحضرت نے مطالعہ فرمایا پھر فرمایا آپ امتحان لے لیجیے امتحان دیا اور خوب امتحان دیا اس کے بعد گھنٹوں باہم کسی مسئلہ پر گفتگو رہی جب گفتگو ختم ہوئی تو مولانا نے فرمایا اچھا اب پڑھو حضرت نے فرمایا اب تو میں آپ کا مقابل بن گیا اب کیا پڑھوں اور حضرت بریلی واپس تشریف لے آئے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ یہ بیان مولوی اعجاز ولی خانصاحب کا ہے لیکن مجھے ایسا یاد آتا ہے کہ اعلیحضرت نے اس واقعہ کو مجھ سے خود ارشاد فرمایا تھا سن شریف اس وقت چودہ سال نہ تھا (یہ سن فتویٰ نویسی کی ابتدا کا ہے) بلکہ اس وقت غالباً بیس سال کے تھے یہ واقعہ اعلیحضرت کی شادی کے بعد کا ہے ولادت سنہ ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور شادی سنہ ۱۲۹۱ھ میں تو کم از کم یہ واقعہ سنہ ۱۲۹۲ھ کا ہے اعلیحضرت نے فرمایا جب میں نے فتویٰ لکھا اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب کے فتوے کے خلاف حکم دیا اور بعد کو دوسرے علما نے مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب ہی کے فتویٰ کی تصدیق و تصویب کی جب ریاست میں وہ فتویٰ پہنچا تو لوگوں نے چاہا کہ قبل اس کے کہ نواب صاحب کی خدمت عالی میں فتویٰ پہنچے بریلی کے جواب کو نکال دیا جائے تاکہ نواب صاحب کی خدمت میں ایک ہی قسم کی سب تصدیقیں پیش ہوں لیکن تحریر کا طریقہ کچھ ایسا تھا کہ یہ ناممکن تھا کہ بریلی کی تحریر

الگ کردی جائے اور پتہ نہ چلے اس لئے لوگوں کو مجبوراً پیش کرنا پڑا اور خیال کیا کہ نواب صاحب شروع سے اخیر تک تو اس کو دیکھیں گے نہیں اول آخر کچھ دیکھ لیں گے لیکن عجیب اتفاق کہ نواب صاحب نے اول سے آخر تک ایک ایک سطر بغور پڑھا جب اونھوں نے دیکھا کہ سب فتاوی حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب کی تائید و تصدیق میں ہیں صرف دو عالموں کی رائے اس کے خلاف ہے جناب شیخ فضل حسین صاحب افسر ڈاکخانہ وہاں تشریف رکھتے تھے اون سے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں یہ مولانا احمد رضا خانصاحب کون شخص ہیں جناب شیخ صاحب موصوف نے فرمایا وہ حضور کا عزیز ہے جناب شیخ صاحب موصوف ریاست رامپور میں گورنمنٹ کی طرف سے ڈاکخانہ میں ملازم تھے اور نواب صاحب اور ریاست کے بہت ہمدرد تھے۔ جس کی وجہ سے نواب صاحب کے دلمیں ان کی بڑی وقعت تھی۔ جب نواب صاحب کو معلوم ہوا کہ یہ مفتی مولانا احمد رضا خاں صاحب شیخ صاحب کے خویش ہیں اور مصدق جناب مولانا نقی علی خانصاحب شیخ صاحب کے سمدھی ہیں تو نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے خویش کو بلوائیے ہم اون کو دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ حسب طلب و دعوت جناب شیخصاحب اعلیحضرت قبلہ رامپور تشریف لے گئے جناب شیخ صاحب اپنے ساتھ نواب صاحب کے یہاں اعلیحضرت کو لے کر گئے جس وقت اعلیحضرت نواب صاحب کے یہاں پہنچے چونکہ دبلے پتلے تھے نواب صاحب نے دیکھکر بہت تعجب کیا اور اپنے ساتھ پلنگڑی پر بٹھایا اور بہت لطف و محبت سے باتیں کرنے لگے اسی درمیان میں نواب صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ ماشاء اللہ آپ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں۔ بہتر ہو کہ مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں اعلیحضرت نے فرمایا کہ جناب والد ماجد صاحب نے اجازت دی تو تعمیل ارشاد کی جائے گی۔ اتفاق وقت کہ اسی درمیان میں جناب مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے اعلیحضرت کا اون سے تعارف کرایا اور اپنی رائے کا اظہار فرمایا جس طرح بعض متمول صاحب صرف مالدار ہی نہیں ہوتے بلکہ مال اون کے سر پر سوار رہتا ہے اسی طرح بعض علما بھی صرف عالم ہی نہیں ہوتے بلکہ علم اون کے سر پر سوار رہتا ہے ایسے لوگ دوسرے علما کی کوئی وقعت وعزت کرنی جانتے ہی نہیں بلکہ دوسرے کی شان میں بلاوجہ توہین و تحقیر آمیز کلمات والفاظ

استعمال کرنا شان علم خیال کرتے ہیں اعلیحضرت سے علامہ خیر آبادی نے دریافت کیا منطق کی کتاب کہاں تک پڑھی ہے اعلیحضرت نے فرمایا قاضی مبارک یہ سن کر علامہ خیر آبادی نے دریافت کیا کہ تہذیب پڑھ چکے ہیں جس دماغ اور شان سے مولانا نے یہ سوال کیا اوسی انداز پر جواب دیا گیا کیا آپ کے یہاں قاضی مبارک کے بعد تہذیب پڑھائی جاتی ہے یہ جواب سن کر مولانا نے خیال فرمایا کہ ہاں یہ بھی کوئی شخص ہے اس لیئے اس گفتگو کو چھوڑ کر دوسرا سوال کیا کہ بریلی میں آپ کا کیا شغل ہے فرمایا تدریس افتا تصنیف فرمایا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں اعلیحضرت نے فرمایا جس مسئلہ دینیہ میں ضرورت دیکھی اور رد وہابیہ میں علامہ خیر آبادی مرحوم سنی تھے مگر سنی گر نہ تھے خاص حمایت دین کا کوئی شوق وولولہ دل میں نہ رکھتے تھے۔ فرمایا آپ بھی رد وہابیہ کرتے ہیں ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ اعلیحضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی کی طرف اشارہ تھا اتنے بڑے عالم کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا علامہ خیر آبادی کو زیبا تھا یا نہیں یہ ناظرین کی فہم سلیم پر چھوڑتے ہیں ممکن ہے کہ دونوں میں بے تکلفی اور آپس کی محبت کا اثر ہو اس لیے کہ حضرت تاج الفحول علامہ فضل حق صاحب خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور علامہ عبد الحق صاحب مرحوم کے استاذ بھائی رفیق اور ساتھی تھے لیکن اعلیحضرت اون کی حمایت دین و نکایت مفسدین کی وجہ سے بہت عزت کرتے تھے اس لفظ کو سن کر بہت کبیدہ ہوئے اور فرمایا جناب والا سب سے پہلے وہابیہ کا رد حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور کے والد ماجد نے کیا اور تحقیق الفتوے فی ابطال الطغوی مستقل کتاب مولوی اسمٰعیل کے رد میں تصنیف فرمائی یہ سن کر مولانا عبد الحق صاحب نے فرمایا اگر ایسی حاضر جوابی میرے مقابلہ میں رہی تو مجھ سے پڑھا نہیں ہو سکتا اعلیحضرت نے فرمایا آپ کی باتیں سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا کہ ایسے شخص سے منطق پڑھنی اپنے علمائے ملت حامیان سنت کی توہین و تحقیر سنی ہوگی۔ اسی وقت پڑھنے کا خیال بالکل دل سے دور کر دیا تب حضور کی بات کا ایسا جواب دیا اس کے بعد کچھ دنوں رامپور میں قیام فرمایا اور جناب مولانا عبد العلی صاحب ہیأتی سے شرح چغمینی پڑھی پھر مکان واپس تشریف لائے۔

جناب سید ایوب علی صاحب نے تحریر کیا کہ امام اہلسنت قدس سرہٗ نے ۸ سال کی عمر میں ایک مسئلہ فرائض تحریر فرمایا تھا اتفاقاً حضرت رئیس الاتقیا حضرت مولانا نقی علی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلیحضرت کے والد ماجد کی نظر اوس پر پڑ گئی جب وہ گاؤں سے بذریعہ بیل گاڑی تشریف لائے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اَمَّن[1] میاں نے لکھا ہے۔ ان کو ابھی نہ لکھنا چاہیئے مگر ہمیں اس جیسا مسئلہ کوئی بڑا لکھکر دکھائے تو میں جانوں۔

اونھیں کا بیان ہے کہ ایک بار امام اہلسنت مسلم الثبوت مطالعہ فرما رہے تھے کہ حضرت کے والد ماجد صاحب کا تحریر کیا ہوا اعتراض وجواب نظر پڑا جو رئیس الاتقیا صاحب نے مسلم الثبوت پر کیا تھا اور اوس کا جواب دیا تھا۔ امام اہلسنت نے اوس اعتراض کو دفع فرمایا اور متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا جب پڑھنے کے واسطے حضرت والد ماجد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت کی نظر امام اہلسنت کے حاشیہ پر پڑی اتنی مسرت ہوئی کہ اُوٹھ کر سینے سے لگالیا اور فرمایا احمد رضا تم مجھسے پڑھتے نہیں ہو بلکہ تم مجھ کو پڑھاتے ہو پھر اعلیحضرت کے ابتدائی اوستاذ مکرم جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب سے فرمایا کہ آپ کا شاگرد احمد رضا مجھ سے پڑھتا نہیں بلکہ مجھ کو پڑھاتا ہے

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفرلہٗ کہتا ہے کہ مسلم الثبوت کا قلمی نسخہ مصری جسے اعلیحضرت نے اپنے پڑھنے کے زمانہ میں محشی کیا تھا اوس پر کہیں کہیں اعلیحضرت کے والد ماجد صاحب قدس سرہٗ کا بھی حاشیہ تھا سنہ ۱۳۲۲ھ میں جب میں اپنے استاد محترم جناب مولانا سید بشیر احمد صاحب علیگڑھی تلمیذ رشید حضرت استاذ الاساتذہ مولانا لطف اللہ صاحب علیگڈھی سے مسلم الثبوت پڑھتا تھا میرے مطالعہ میں رہتا تھا۔ حالانکہ اوس زمانہ میں مسلم الثبوت پڑھتا تھا میرے مطالعہ میں رہتا تھا حالانکہ اوس زمانہ میں مسلم الثبوت محشی مطبع مجتبائی دہلی کے علاوہ شرح مسلم الثبوت علامہ بحر العلوم مسمی بہ فواتح الرحموت وشرح مسلم علامہ عبد الحق خیر آبادی وشرح مسلم مولانا بشیر حسن مسمی بہ کشف المبہم بھی تھی بلکہ ان سب سے مزید مجموعہ مطبوعہ مصر مختصر علامہ ابن حاجب اور اس کی شرح عضدیہ اور حواشی بردی وغیرہ کہ اوسی زمانہ میں

---

[1] اعلیحضرت کے والدین پیار سے حضور کو اَمَّن میاں کہتے تھے۔ ۱۲ منہ

چھپی تھی جو اصل اور ماخذ مسلم الثبوت کا ہے یہ سب کتابیں میرے مطالعہ میں تھیں لیکن اعلیحضرت کے حاشیہ مبارک کی شان ہی کچھ اور تھی اسی طرح میرے بخاری شریف پڑھنے کے زمانہ میں مصری بخاری محشی بحاشیہ سندھی کے علاوہ جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کے تحشیہ والی بخاری بلکہ شروح بخاری میں عینی فتح الباری ارشاد الساری سب کتابیں تھیں لیکن اعلیحضرت کا نسخہ قلمی بخاری شریف جس میں اعلیحضرت نے پڑھا تھا اور اپنے پڑھنے کے زمانہ میں مصری سے محشی کیا تھا اوس کے مضامین وافادات ونکات کی لطائف کا رنگ ہی اور تھا اور پھر لطف یہ کہ جو کچھ تحریر فرمایا تھا سب ذہن رسا کی جودت وجدت تھی عام محشین کی طرح نہیں کہ عنایہ بنایہ نہایہ کفایہ فتح القدیر وغیرہ سے ہدایہ شرح وقایہ حاشیہ لکھ ڈالا اگرچہ یہ خدمت بھی بہت ہی قابل ستائش اور طلبہ ومدرسین کی بہت شکر گذاری کا باعث ہے۔ مگر ان دونوں میں آسمان وزمین کا فرق ہے مجھے شیر بیشۂ اہلسنت ناصر دین وملت سیف اللہ المسلول مولانا ابو الوقت شاہ محمد ہدایت رسول صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ نہیں بھولتا بلکہ ہر وقت یاد آتا ہے جب میں نے اعلیحضرت اور بعض معاصرین اعلیحضرت محشی کتب کثیرہ درسیہ میں فرق دریافت کیا تھا فرمایا میاں ان دونوں کا کیا مقابلہ اعلیحضرت کے حواشی خود اون کے افاضات وافادات ہوتے ہیں اور اون کی مثال وہی ہے بیٹھا بنیا کیا کرے اس کوٹھی کا دھان اُس کوٹھی میں اوس کوٹھی کا دھان اس کوٹھی میں کسی کتاب کی چند شرحیں چند حواشی آگے رکھ کر کچھ اس سے کچھ اوس سے لے کر ایک شرح لکھ ڈالی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں۔ حاضرین کا مجمع ہے لوگ مسائل پوچھتے جاتے ہیں حضور جواب دیتے جا رہے ہیں اس وقت جناب سید محمود جانصاحب قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ عرض کرتے ہیں حضور میں دیکھتا ہوں کہ ہر مسئلہ کا جواب آپ کی نوک زبان پر ہے کبھی کسی مسئلہ کی نسبت حضور کو یہ فرماتے نہ سنا کہ کتاب دیکھکر جواب دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضور کسی قدر کبیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا سید صاحب قبر میں مجھ سے ہر مسئلہ کی نسبت سوال ہوگا۔ کہ اس میں تیرا کیا عقیدہ ہے تو وہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا۔

جناب حافظ الیقین الدین صاحب قادری رضوی کا بیان ہے غالباً ۱۲۹۵ھ یا ۱۲۹۶ھ کا واقعہ ہے کہ میں اور حافظ عبدالکریم صاحب قضاء و قدر کے مسئلہ کو دریافت کرنے کی غرض سے مولانا لائق علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں گئے اور دریافت کیا حضرت ممدوح نے اوس کا جواب دیا جس سے اوس کے متعلق پھر کچھ سوال کیا تو وہ برافروختہ ہوئے ہم دونوں اوٹھکر مولانا یعقوب علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور وہی سوال کیا انہوں نے بھی وہی جواب دیا دوبارہ دریافت کرنے پر وہ بھی خفا ہو گئے تو اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور وہی سوال کیا اول حضور نے بھی وہی جواب دیا دوبارہ دریافت کرنے پر اس قدر سمجھایا کہ خوب اطمینان ہو گیا اور انتہا درجہ کی خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد اکثر ہم دونوں حاضر ہوا کرتے تھے اور بیحد فرحت و مسرت حاصل ہوتی تھی بلکہ جب کبھی راحت میں کسی طرح کا انتشار یا فکر و رنج ہوتا تھا تو اس کی دفع کی تدبیر وہاں کی حاضری ہی ہوتی تھی حضور کے فیض و برکت سے وہ فکر و رنج فرحت و سرور سے بدل جاتے تھے۔

اُنھیں کا بیان ہے غالباً ۱۳۰۰ھ میں بریلی ہی میں میں نے خواب دیکھا کہ یہ عاجز کوتوالی کے پاس سے قلعہ کی طرف جا رہا ہے بازار میں معمول کے موافق لوگوں کا بہت ہجوم ہے کہ یکایک دو آدمی مجھ کو قتل کرنے کی غرض سے لپکے میں بھاگنے لگا وہ بھی دوڑنے لگے پھر میں اڑنے لگا وہ بھی اڑکر پیچھا کئے ہوتے تھے میں پناہ لینے کی غرض سے مولانا رحمت اللہ صاحب کے حضور میں گیا مولانا رحمت اللہ صاحب مکہ معظمہ میں تھے۔ مگر خواب میں میں نے بریلی میں دیکھا وہاں پناہ نہ ملی مجبور ہو کر وہاں سے اڑتا ہوا تائید غیبی سے اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں حاضر ہوا الفضلہ تعالیٰ وہ دونوں دشمن غائب ہو گئے اس خواب کا قلب پر بہت بڑا اثر پڑا اور صبح کو جا کر حضور سے خواب بیان کیا اس کا تعلق حضور سے تھا اس لیے معمولی الفاظ میں تعبیر فرما دی قضا و قدر کے مسئلہ کے بعد ہر جمعہ کو اعلیحضرت کے حضور جاتا تھا۔ اور پھر ہوتے ہوتے روزانہ حاضر ہونے لگا تھا جب اس خواب سے دل میں کھٹک پیدا ہو گئی تو جرأت کر کے عرض کی کہ حضور میں مرید ہونا چاہتا ہوں اپنے مرید ہونے کا حال پہلے عرض کر چکا تھا حضور

نے شجرہ طلب فرمایا میں لے گیا۔ اسے دیکھکر فرمایا کہ شجرہ سب طرح سے بہت صحیح ہے مرید ہونے کی ضرورت نہیں ہے مگر کھٹک اس قدر غالب ہو چکی تھی کہ دل کا تقاضا ہر وقت یہی تھا کہ غلامی میں جلد سے جلد داخل ہو جاؤں آخر کار بہت دقت سے ۱۳۳۱ھ یوم جمعہ کو بفضلہ تعالیٰ غلامی میں داخل ہو گیا۔

مولوی محمد حسین صاحب بریلوی تم المیرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس اور بڑے دیندار جنھوں نے ۱۱ حج کیے جناب حاجی علاء الدین صاحب نے اپنی کوٹھی میں بالاخانہ بنایا اور اوس دیوار پر جو کوٹھی میں مسجد کی جانب تھی دیوار بلند کی بعدہ یہ خیال ہوا کہ یہ دیوار کہیں مسجد کی نہو یہاں کے علما سے تحقیقات کی بعدہ مجھسے فرمایا کہ میں اعلیحضرت سے اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں میرا اون کا تعارف نہیں ہے آپ میرے ہمراہ چلیے میں اون کے ہمراہ بریلی گیا وہ اسٹیشن پر ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے اور شب کو وہاں حاضر ہوتے حضرت بعد عشا کچھ دیر تشریف رکھتے حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کے خطوط آتے ہیں اونمیں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں حالانکہ میرٹھ سے لفافہ آتا ہے حاجی صاحب نے فرمایا کہ حضور یہ ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط میں لگائے جاتے ہیں فرمایا کہ بلا وجہ نصاریٰ کو روپیہ پہنچانا کیسا حاجی صاحب نے تسلیم کیا اور چھوڑنے کا وعدہ کیا۔ پھر حاجی صاحب نے ایک مسئلہ ہیأت کا دریافت کیا فرمایا اس کی دس قسمیں ہیں پہلی کا نام یہ ہے دوسری کا یہ تیسری کا یہ اسی طرح دسوں کا نام بتایا پھر فرمایا ان دسونمیں جو سب سے پہلی قسم ہے اوس کی بیس قسمیں ہیں پہلی کا نام یہ ہے دوسری کا یہ تیسری کا یہ اسی طرح بیسوں کا نام نمبروار بتایا پھر فرمایا کہ ان بیس میں جو سب سے پہلے ہے اوس کی چالیس قسمیں ہیں اتنا سن کر حاجی صاحب نے عرض کیا میں سب کو معلوم کرنا نہیں چاہتا ہوں اس ترتیب سے بتانے پر اس قدر حیرت ہوتی ہے کہ گویا یہی مسئلہ ملاحظہ فرما کر تشریف لائے تھے پھر مسجد کی دیوار کا تذکرہ ہوا فرمایا کہ اوس دیوار میں کوٹھی کی جانب طاق ہیں یا مسجد کی جانب حاجی صاحب نے فرمایا کوٹھی کی طرف فرمایا کہ یہ دیوار کوٹھی کی ہے مگر اس پر دیوار بلند کرنے میں مسجد کے منارے دب گئے ہوں گے اون کو بلند کرنا چاہیے چنانچہ حاجی صاحب نے آتے ہی منارے بلند کرا دیے۔

تاریخ گوئی

عالم الغیب والشہادہ علیم و خبیر جل جلالہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اعلیحضرت کو جملہ کمالات انسانی کو جو ایک ولی اللہ یکتائے زمانہ میں ہونے چاہئیں بروجہ کمال جمع فرمادیا تھا جس وصف کمال کو دیکھیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیحضرت نے اسی میں تمام عمر صرف فرماکر اس کو حاصل فرمایا ہے اور اس میں کمال پیدا کیا ہے حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوتا کہ یہ محض موہبت عظمیٰ و نعمت کبریٰ ہے ایک ادنیٰ توجہ سے زیادہ اس کی طرف کبھی صرف نہیں فرمائی ازانجملہ تاریخ گوئی ہے اس میں وہ کمال اور ملکہ تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیحضرت اوتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمایا کرتے تھے جس کا بہت بڑا ثبوت حضور کی کتابوں میں اکثر و بیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسا چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح و تفصیل کرنے والا جس کا مفصل بیان ذکر تصنیفات میں ملاحظہ سے گذرے گا۔ اس جگہ چند واقعات تاریخ گوئی اور بعض قطعات تاریخ ناظرین حالات کی خدمت میں پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

سنہ ۱۲۸۶ھ میں کہ حضور کی عمر شریف کا چودھواں سال تھا۔ ایک صاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کیا ایک صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے چاہتے ہیں کہ کوئی تاریخی نام ہو تو دروازہ پر کتبہ کردیں حضور نے فی البدیہہ فرمایا اون سے کہیے بدر رفض رکھیں (۱۲۸۶) اس جواب کو سن کر بولے کہ امام باڑہ گذشتہ ہی سال تیار ہو چکا ہے مقصد یہ تھا کہ حضور دوسرا لفظ فرمائیں گے جس میں لفظ رفض نہ ہو حضور نے فوراً ہی فرمایا تو دار رفض رکھیں (۱۲۸۵ھ) یہ سن کر بہت چپ ہوئے اور پھر عرض کیا کہ اس کی ابتدا ۱۲۸۴ھ ہی میں کی تھی۔ اس لیے اوسی سن کا نام ہونا مناسب ہے ارشاد فرمایا تو در رفض رکھیں (۱۲۸۴)۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک سال حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے عرس میں اکبر میرٹھی آئے ہوئے تھے ایک روز حضور پر نور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنا نعتیہ دیوان غیر مطبوعہ لے کر آئے اور عرض کیا کہ اس دیوان کے لیے کوئی قطعہ تاریخ فرمادیں اعلیحضرت امام اہلسنت نے اس سے پہلے میرٹھی صاحب کا وہ قصیدہ جو ننھے میاں خواجہ قطب کی منقبت میں لکھا تھا چھپا ہوا ملاحظہ فرمایا تھا جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں۔

چاند کے ٹکڑے کیے تھے ایک نبی کی دھوپ میں کالی کالی زلفوں والے ملتا تمہی تو ہو

تم محمد تم علی تم فاطمہ کے نور عین　　　　کل تماشا گاہ عالم کی بنا تم ہی تو ہو

قصیدہ مذکورہ کے آخر میں ایک نوٹ بھی لکھا تھا کہ یہ قصیدہ شاہ محی الدین صاحب کو سنا دیا گیا، حضور نے فرمایا میں نے آج تک حسن میاں کے دیوان کے علاوہ اور کسی کا قطعہ تاریخ نہیں لکھا اس کے علاوہ میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ اول سے آخر تک آپ کے دیوان کو دیکھوں اس سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ مجھے تاریخ نکالنے میں کچھ تکلف ہے بحمد اللہ جتنی دیر میں آپ ایک تاریخ نکالیں گے۔ میں پچیس نکال دوں گا۔

اد ضیف کا بیان ہے پنجشنبہ کا دن ہے اور صبح کا وقت حضور حجام سے خط بنوا رہے ہیں۔ میں قریب ہی تپائی پر بیٹھا ہوں کہ ڈاک میں ایک کارڈ مکرمی جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی فاضل بہاری صدر مدرس مدرسہ عالیہ خانقاہ سہسرام مدظلہ العالی کا آیا حسب ارشاد فقیر نے پڑھ کر سنایا اس میں ممدوح نے فرزند ارجمند کی ولادت کی اطلاع دیتے ہوئے تاریخی نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی حضور نے سنتے ہی فی البدیہہ فرمایا نام تو مختار الدین ہونا چاہیے۔ اور دیکھیے تو سید صاحب شاید تاریخ ہو گئی ہیں نے جو شمار کیا تو پورے ۱۳۳۶ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھا۔

اد ضیف کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں حاضرین کا چاروں طرف مجمع ہے ایک صاحب دریافت کرتے ہیں کہ اسم اعظم کیا ہے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے لیے اسم اعظم جدا ہے اس کے بعد ہی ایک جانب سے نظر مبارک حاضرین پر دورہ فرماتی ہے۔ اور حضور ہر ایک سے بلا تکلف فرماتے جاتے ہیں یہ تمہارے لیے اسم اعظم ہے یہ تمہارے لیے اسم اعظم ہے چنانچہ فقیر سے فرمایا یا لطیف یا اللہ پڑھا کرو پھر آخر میں فرمایا کہ ہر ایک صاحب کے نام میں جو حروف ہیں اون کے بقاعدہ ابجد جو مجموعی تعداد ہے اوس کے ہم عدد اسماء الٰہیہ میں ایک اسم ورد دو اسم دوگنی مرتبہ ہر روز پڑھا کریں یہ اس کے لئے مفید ہے مثلاً ایوب علی کے اعداد ۱۲۹ ہیں اور لطیف کے بھی ۱۲۹ لہذا اوس روز سے فقیر ۲۵۸ بار بلاناغہ پڑھ لیتا ہے۔ اور اس کے بیشمار برکات بکرمہ تعالیٰ میں نے پائے ہاں یہ عرض کرنے سے رہ گیا کہ اوس مجمع میں صرف برادرم قناعت علی کا اسم اعظم نہیں

فرمانے پائے تھے کہ عصر کی اذان ہوگئی اور جلسہ برخاست ہوگیا یہ ادم مذکور اپنی محرومی پر دل ہی دل میں افسوس کر رہے تھے اور بار بار یہ امید لگاتے تھے کہ شاید اب حضور فرمائیں یہانتک کہ مغرب کی اذان ہوئی اس وقت حضور شمالی فصیل مسجد پر تشریف فرما تھے غرض مکبر نے تکبیر کہی حضور حی علی الفلاح پر وہاں سے اوٹھے اور مصلے پر سیدھا قدم رکھا۔ اس وقت یہ ادم قناعت علی بالکل مایوس ہوگئے اور دل میں وسوسہ آیا کہ آج یہ پہلی مثال نظر آرہی ہے کہ میں محروم رہا جاتا ہوں حضور فوراً اس وسوسہ کو معلوم فرماتے ہیں اور قبل تکبیر تحریمہ ادن کی جانب رخ انور کرکے ارشاد فرماتے ہیں سید صاحب آپ کے لئے اسم اعظم یا خالق یا اللہ ناظرین کرام اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کو تاریخ گوئی میں کس درجہ ملکہ تھا یعنی الفاظ تاریخی گویا نوک زباں پر تھے جبھی تو نظر کے ساتھ ساتھ برجستہ ہر ایک کا اسم اعظم فرمایا پھر یہ کہ فیوض وبرکات کی بارش نام لیواؤں پر ہر جلسہ میں عام ہوا کرتی تھی نیز شان روشن ضمیری بھی نمایاں ہورہی تھی اور اس مسئلہ کا بھی انکشاف فرمایا جارہا ہے۔ کہ نماز با جماعت کی تکبیر اقامت کے وقت بیٹھا رہے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو حقیقت تو یہ ہے کہ اس ذات قدسی صفات کا اوٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا غرض کوئی فعل اتباع سنت سے خالی نہ تھا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے۔ کہ مولوی حکیم سید شاہ ابوالحسن صاحب ابن جناب سید شاہ مظفر حسین صاحب ساکن ضلع پٹنہ کہ میرے مخلص دوستوں میں ہیں مجھ سے ملنے کو بریلی شریف تشریف لائے ہیں اس زمانہ میں بریلی میں نہ تھا بلکہ ایک مناظرہ میں رنگون گیا ہوا تھا سید صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت کے اخلاق کریمانہ و سادات نوازی کی وجہ سے کئی دن قیام کیا ایک روز انہوں نے بھی خیر وبرکت کے لیے کوئی وظیفہ اور اسم اعظم دریافت کیا حضور نے سنتے ہی ارشاد فرمایا کہ آپ کے لیے اسم اعظم یا محسن ہے پھر فرمایا اس اسم سے غفلت نہ کیجئے یہ آپ کے لئے تسخیر ہے اکسیر ہے یہ واقعہ ۱۳۲۵ھ کا ہے اوس کے بعد ۱۳۳۵ھ میں جب سید صاحب موصوف یتیم خانہ خادم الاسلام پٹنہ سٹی میں منیجر کی حیثیت سے قیام فرما تھے تو ایک دن مجھ سے اس واقعہ کو بیان کیا اور کہا کہ واقعی اعلیحضرت کا فرمانا لفظا بہ لفظ ٹھیک پاتا ہوں افسوس کہ بلاناغہ اس پر عمل

نہیں ہوا مگر جس زمانہ میں پڑھتا ہوں واقعی اکسیری و تسخیری اثر آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہوں۔
حسنِ اتفاق سے اس وقت میرے پیش نظر رسالہ مبارکہ مواقع النجوم مصنفہ حضرت سیدی شیخ اکبر محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز ہے جو مطبع گلزار حسنی بمبئی میں حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادری نقشبندی کی سعی سے چھپا ہے۔ مگر عجیب اتفاق کہ یہ کتاب پوری چھپنے نہ پائی تھی کہ حضرت مولانا موصوف کا وصال ہوگیا اس لئے اخیر کتاب میں اون کی تاریخ وصال مستخرج اعلیٰحضرت قدس سرہما شامل کردی گئی ہے جس کے ہر ہر مصرعہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے میں اس جگہ اوس پوری عبارت کو نقل کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔

تواریخ وصال حضرت عظیم البرکۃ عمدۃ الکاملین زبدۃ الواصلین العارف الجلیل مولانا المولوی محمد اسمٰعیل القادری النقشبندی الشاذلی علیہ رحمۃ اللہ العلی از افادات امام البلغا مقدام الفصحا تاج الفقہا والمحدثین سراج العلماء المحققین فاضل عظیم الشان جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی دام فیضہ الصوری والمعنوی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حمد اللہ وصلاۃ علی محمد الحکیم ÷ رقعۃ التاقیت ÷ عام وفاۃ العلم الثبت الفاضل الکامل الحسن الجلیل ÷ المرضی الاجل اسمٰعیل ÷ مہا تمی المحل شاذلی الحسب قادری النقد واجل الرتب ÷ اناد الوعد علیہ احسانہ الجمیل ÷ والسق اسمعیل بجد ما براہیم

(۱۲۱۷، ۱۲۱۷، ۱۲۱۷، ۱۲۱۷، ۱۲۱۷، ۱۲۱۷، ۱۲، ۱۷)

لاسمعیل اسمعیل سنہ (۱۷) — احامی حالہ من کل فتنہ (۱۲)
لاسمعیل اسمعیل صداق (۱۷) — اراد ع کل مَین عین فطنہ (۱۲)
لاسمعیل اسمعیل حیق (۱۷) — اتاک الحق نکّب کل محنہ (۱۲)
لاسمعیل عند اللہ ان شاء (۱۷) — داعدہ بکرمۃ ومنہ (۱۲)
الالا یکمی لنقل سعید (۱۷) — اینعم رجم نفس طعنہ (۱۲)
ورواح الرواح من کنف لستی (۱۷) — کمزنۃ انجلی منہا ابن مزنہ (۱۲)
سناہ ونفعہ باق بہیاً (۱۷) — نقطن دجنہ وقمیر دجنہ (۱۲)
یزف الی جنان حنان عفو — لانوار واطیار مُرَنّہ (۱۲)

يحف به ملئكه اعزه · باجنحة تحجب مرتعنه
وان اسئل لاسمعيل منهم · احب ثقة بنول الله انه
لاسماعى لاسمعيل سددها · حلاها هجانة وخلاه هجنه
فنحن بمنه وهبات يمنه · نكون من اهل يمنة من يمنه
الهى الطنا احسن السرضاء · واولى غدااة وصف الاول يمنه

تاريخ اخر

هدت شرطبها ام ظل وظلت · ببطن بطين رالظلال اقلت
فمالى ارى بالليل طولا كانها · برام تروم الجفرا فيه حلت
انكسها انتباع عال مغرب · لربتها فى اسيرام هى ضالت
امشرقة كانت مشرقة الكال · مكللة فيها الثرا طسر كلت
ارجعا ولا تة ديرام دار معهد · يصاحبا فيا العصياء اياك علت
بلى ليل ذى هم طويل وشيما · هموم على اهلى مها ثم جلت
ولا عزوات ضلت فات طريقة · تلى كالتى فى وجهها بل هى التى
بقاطرصفر نفسه وكذا الاولى · فما بين نبط والجيم ظلما اضلت
الاكل دزء فى دنسياك منتد · وكل محاق مسفر عن اهلة
الم تران الله يزحى سحابة · فتسبل حيرا اذ حوت اذ تجلت
وتزهرام اسزاهرت اذا نثت · تدالت تولت اذ علت اذ تعلت
سوى الموت بل عن كل موت خليفة · ولا خاف عن نقد غوا جلله
شمال عبيد الله حلت جليلة · وشمليل اسمعيل بانتم صلت
فعنى نجبه توم نخب وننتظر · ترجى وتخشى من شرع راضلت
مضوا ولقينا خلف لم يك بيننا · تراء ولا عين بوربا انسلت
وذا خير ما ترجوه ان كان دونا · لخالص دين الله من دون عنة
تعا بيهم فى الله ان شاء موصلى · منا برمن ثويه يغيط جبلة

وموعدنا ان من حوض نبینا ومکرمنا الاتی باکرم ملة

هنا یا لمحیا بالحمیا لقیینا محیا حبیب فی حمیا خضلة

تحی الله فی جناته جمع شملنا ولؤلؤنا فی روضة مخضلة

فتمن به منه البه له نان یمین فحل بحر یغیض ببیلة

حبا الله اسمعیل فضلا ورحمة واکرم مثواه بمنزل خلة

فلم یک فیما جاء تابیتدی ولا یروح سوی فی خلة ای خلة

صیانة دین او اهانة بدعة ابانة حق او اعانة خلة

نوال مرید او تکال فریة نزال مزل او نضال مضلة

یبرد الردی بالردع عن حجة الهدی یری من کلامی جمله بجلة

وعین الرضا عن کل عیب کلیلة فان یک لم تنظروان ترغلت

ولکن عین السخط تبدی المساویا لمن دخل البستان محتل جلة

حیاة موالی حی طبعا بسعیه فحیاه حی لا یموت بهلة

مضی وهو تواق الی الامن والعلی فنال العلی والامن فیما محلة

فضله صوب الصواب بهلة وکفنه ثوب الثواب بحلة

وشذ وشذ الشاذ فی حنطه ورفعة قدرا لقادریة صلت

یتمون فی تاریخ رحلاته الرضا سحائب میح السفح مثواک بلت

بادی نعال فتروافضل منزل واشرف نزل جنزیاد فی تلة

وحتک موالی اللطیف کل کریهة سقتک سواقی الرات اریح طلة

وفیهم ران سحب من صلواته علی المصطفی والصحب هلت بهلة

تدیم مدا اماشاملا لعبیده وابعدهم لونده لم یغفلت

وارض الرضا ان لم یصب لی نطل ندی منک لی کالدیمة المستهلة

الهی الیک بالحبیب توسلی به فاغفر اللهم ذنبی وزلتی

حضرت مولانا نقی علی خانصاحب اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات رسالہ

مبارکہ جواہر البیان فی اسرار الارکان کے اخیر میں درج فرمائے ہیں اوسی میں تواریخ ولادت و تواریخ وصال بھی ہے جن سے اعلیحضرت کی تاریخ گوئی کا کمال ثابت ہوتا ہے۔ وھی ہذہ (تواریخ ولادت) جاء ولی نعمی الشباب علی الشان * رضی الاحوال بھی المکان * ھو اجل محققی الافاضل * شہاب المدققین الاماثل * قمر فی بروج الشرف * بری من الخسوف والکلف * افضل سباق العلما * اقدم جہابذۃ الکرما (تواریخ وفات) کان نہایۃ جمع العظماء * خاتم اجلۃ الفقہاء * امین اللہ فی الارض امداء * ان موتۃ العالم موتۃ العالم * وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی جمع الانام * خلل فی باب العباد لا یسد الی یوم القیام * یاغفور * کمال لہ تو یک یوم النشور * امنحہ جنۃ اعدت للمتقین * صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واھلہ اجمعین *

۱۳۲۹ھ میں میں شملہ جامع مسجد میں خطیب تھا کہ مکان سے خط آیا اور اس میں بڑی لڑکی کی پیدائش کی خوش خبری تھی میں نے اوس خط کو اور اوس کے ساتھ ایک عریضہ لکھکر بریلی شریف اعلیحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر کیا جس میں تاریخی نام کے لئے عرض کیا تھا بواپسی ڈاک جواب آیا جس میں مبارکباد تھی اور بچی کے لئے دعاء خیر اور تاریخی نام زینۃ خاتون تحریر فرمایا تھا اسی طرح حسب ۱۳۳۳ھ میں دوسری لڑکی پیدا ہوئی تو میں نے پٹنہ سے عریضہ حاضر کیا اور تاریخی نام کی درخواست کی تو ولیہ خاتون زبر و بینات سے تاریخی نام تجویز فرمایا پھر عزیزی مختار الدین سلمہ کے بعد ۱۳۳۹ھ میں سہسرام میں لڑکی پیدا ہوئی میں نے اوس کی ولادت کی خبر دی اور تاریخی نام کے لیے حضور نے ربیع خاتون تاریخی نام تجویز فرمایا غرض یہ کہنا بالکل بلا مبالغہ ہے کہ جس طرح ہر پڑھے لکھے کے نزدیک لفظ کے تصور یا تلفظ کے ساتھ اوس کے معنے ذہن نشین ہو جاتے ہیں اوسی طرح اعلیحضرت کے نزدیک لفظ کے تصور کے ساتھ اعداد ذہن میں آجاتے تھے۔ اعلیحضرت کی تاریخ گوئی کے سلسلہ میں کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ مصدقہ اعلیحضرت امام اہلسنت و دیگر علمائے کرام حامیان دین و ملت قدست اسرارہم کے صفحہ ۶۶۳ سے اعلیحضرت کا ایک فتویٰ مع استفتا نقل کرنا افادہ و افاضہ سے خالی نہ ہوگا۔

استفتاء فتویٰ الہامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ انا من المجرمین منتقمون کے اعداد (۱۲۰۷) ہیں اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں یہ کیا بات ہے بینوا توجروا المستفتی قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و بادر ہوا پر ہے اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسماء اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسمار میں وسعت وسیعہ ہے ثانیاً امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر عثمان ہیں رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا۔ اور دونوں ملعون ہیں حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اردنی ابنی ماذا سمیتوہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا حضرت علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شبیر مشبر حسن حسین محسن ان سے ہم وزن وہم معنی اس سے مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں لہذا ان کے بعد صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر عثمان عباس وغیرہم رکھے ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المومنین عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک میں نہ کہ دو، ہاں اور رافضی ۱، بارہ سو دو کا ہے کہ ہیں ابن سبا رافضہ کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں: ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق کلینی ابن بابویہ قمی طوسی حلی (۳) ۱۲۰۲ ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیٔ بیشک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں اس آیۂ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور

یہی عدد ہیں روافض اثناعشریہ شیطنیہ اسمٰعیلیہ کے اور اگر یہی طرح سے اسمٰعیلیین
الف چاہیے تو یہی عدد ہیں روافض اثناعشریہ و نصیریہ و اسماعیلیہ کے (۴) ہاں او
رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار ان کے لئے ہے لعنت اور ان
کے لیے ہے برا گھر اس کے عدد ۱۰۴۶ ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں
او رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم
اجرھم وہی اپنے رب کے یہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کا ثواب ہے اس کے
عدد ۱۲۴۵ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی سعید کے (۶) نہیں او رافضی بلکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم وہی
اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے اعداد
۱۷۹۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر سعد کے (۷) نہیں او رافضی
بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے. والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء
عند ربھم لھم اجرھم ونورھم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر
وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لیے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیۂ
کریمہ کے عدد ہیں بر اارسولہ اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذوالنورین علی طلحہ زبیر
سعد سعید ابوعبیدہ عبدالرحمٰن بن عوف کے۔ الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و
کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی
سب آگئے جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں کچھ روز دن سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام
آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کیے
جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھکر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر
آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے وللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا

اس فتوی کو نقل کرکے مولوی صاحب موصوف کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔
راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ یعنی رافضی کا تو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا اب مجال
دم زدن نہیں نقیر نے یہ کرامت اعلیحضرت عظیم البرکۃ مجدد مائۃ حاضرہ امام اہلسنت و جماعت

بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات داعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی واللہ باللہ ۸۱ واحیاد واشیاد کے اسما بلا سوچے اور بے تامل کیسے فرما دیے کہ فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیحضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القائے ربانی اور الہام سبحانی تھا اس سے پیشتر جب کہ اعلیحضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا غور و تامل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا کہ لکھو فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی آیت قرآنی (۱) اھلکنھم انھم کانوا مجرمین کے اعداد (۱۶۶۸) جو برابر ہیں اعداد رشید احمد گنگوہی کے۔ (۲) لقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم کے اعداد (۱۲۶۴) ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے (۳) شیطانا مرید العنۃ اللہ کے اعداد (۸۴۲) ہیں اور وہی عدد ہیں حاجی قاسم صاحب نانوتوی کے) سبحن اللہ و بحمدہ کیا قدرت الٰہیہ کا تماشا اور تقدیر الٰہی کا نظارہ ہے کہ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے جو بندگان رب العلیٰ اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف و الہام سے بیان فرما سکتے ہیں اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ریاضی دانی

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کسور اعشاریہ متوالی میں نصاری تیسری قوت سے زیادہ کا سوال حل کرنے سے قاصر ہیں چنانچہ فقیر کو بھی اسی قدر واقفیت تھی مگر حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جس قوت کا سوال دیا جائے حل کر دوں گا۔ اس کے بعد مجھے اور برادرم قناعت علی کو وہ قاعدہ تفہیم فرما کر دو چار مثالیں بھی حل کرا دیں اس کے بعد ہی ایک خط جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات علیگڑھ کالج کا حضور کی خدمت میں بایں مضمون آیا ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو ریاضی میں تقریباً ہر ولایت کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کیے ہوئے ہیں عرصہ سے حضور کی ملاقات کے مشتاق ہیں چونکہ ایک جنٹلمین انگریزی وضع قطع کے آدمی ہیں اس لیے آتے ہوئے جھجکتے ہیں مگر اب میرے کہنے اور اپنے اشتیاق ملاقات سے آمادگی ظاہر کی ہے قیام نواب ضمیر احمد صاحب کے بنگلہ پر ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ پہنچیں تو

اونھیں باریابی کا موقع دیا جائے۔ حضور نے مولانا صاحب کو جواب بھیجا کہ وہ بلا تکلف تشریف
لے آئیں فقیر منتظر رہے گا یہ وہ زمانہ تھا کہ بدایونی مقدمہ چل رہا تھا دو چار روز کے بعد ڈاکٹر
صاحب نے نواب صاحب کے بنگلہ سے اطلاع کی کہ میں پانچ بجے حاضر خدمت ہوں گا۔
چنانچہ وقت مقرر پر موٹر آگیا ہم دونوں اس وقت موجود تھے ڈاکٹر صاحب کو اندر بلا لیا
گیا شاید نماز عصر ہونے والی تھی ڈاکٹر صاحب نے بھی وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا مگر نماز پڑھنے
کے وقت موزے اوتار ڈالے لہذا اعلیحضرت نے اون سے پھر پیروں کو دھلوایا بعد نماز کچھ
باہمی گفتگو رہی حضور نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر کے بنے
تھے ڈاکٹر صاحب کو دکھایا ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت واستعجاب سے
اوسے دیکھ رہے تھے اور بالآخر فرمایا میں نے اس علم حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے
مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں میں تو اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں مولانا یہ تو
فرمائیے آپ کا اس فن میں اوستاد کون ہے حضور نے ارشاد فرمایا میرا کوئی اوستاد نہیں ہے
میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے صرف چار قاعدے جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم محض اس لیے
سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت
والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ
رہے ہیں مکان کی چہار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں یہ سب سرکار رسالت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کرم ہے اس کے بعد کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا ڈاکٹر صاحب
نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے اس پر حضور نے میرے اور قناعت علی کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں انھیں جس قوت کا آپ سوال دیدیں یہ حل کر
دیں گے ڈاکٹر صاحب متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے پھر ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا
کہ حضور اس کا کیا سبب ہے کہ آفتاب حقیقۃً طلوع نہیں ہوا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ
طلوع ہو گیا اس کا جواب علمی اصطلاحات میں حضور نے دیا جسے فقیر بیان کرنے سے قاصر ہے
ہاں جو مثال بیان فرمائی وہ یہ تھی کہ کسی بند کمرے میں جھروکوں سے اگر روشنی پہنچی ہو تو باہر کے

چلنے پھرنے والوں کا سایہ اولٹا نظر آتا ہے یعنی سر نیچے پاؤں اوپر اس کے علاوہ اور مشاہدہ کیجئے حاجی
کفایت اللہ صاحب سے فرمایا حاجی صاحب ایک تشت میں تھوڑا سا پانی ڈالکر ایک روپیہ
اوس میں ڈال دو انہوں نے فوراً تعمیل کی اب حضور نے ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے
فرمایا آپ کھڑے ہو کر دیکھیئے کہ برتن میں روپیہ نظر آ رہا ہے یا نہیں انہوں نے کچھ فاصلہ سے
دیکھکر عرض کیا ہاں نظر آ رہا ہے فرمایا ذرا اور پیچھے ہٹ آئیے وہ کچھ پیچھے ہٹ آئے اور فرمایا
اب دکھائی نہیں دیتا ہے حضور نے حاجی صاحب کو اشارہ کیا انہوں نے تھوڑا سا پانی برتن
میں ڈالدیا ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اب نظر آنے لگا۔ فرمایا اور دو قدم پیچھے کو آجائیے پھر روپیہ
نظر سے غائب تھا حاجی صاحب نے اور پانی ڈالا روپیہ پھر نمایاں تھا بعدہ ڈاکٹر صاحب نے
فرمایا افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں اور آپ انگریزی سے کیا اچھا ہوتا کہ عربی
کتب کا ترجمہ اردو میں ہو جاتا۔ پھر میں انگریزی کر کے شائع کر دیتا اور فرمایا میرے یہاں کالج کی
لائبریری (کتبخانہ) میں ایک کتاب عربی میں ہے۔ جس کا وجود دنیا میں معدودے چند نسخوں
پر ہے یعنی ایک تو میرے یہاں اور ایک ایک جلد انگلینڈ کرنیج بھوپال ریاست رامپور میں
اور ایک نسخہ قسطنطنیہ میں ہے ولیس میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ انگریزی میں ہو جاتا لہذا
اگر حضور فرمائیں تو میں ایک مولوی صاحب کو وہ کتاب دے کر خدمت والا میں بھیجدوں تاکہ وہ
حضور سے آکر سمجھ لیں پھر اون سے میں سمجھ لوں گا۔ حضور نے فرمایا بہتر ہے اس کے بعد
ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے حضور نے کچھ مٹھائی تازہ موٹر میں رکھوادی چند روز کے بعد
ڈاکٹر صاحب کے فرستادہ مولوی صاحب وہ کتاب لے کر آگئے اور حضور سے پڑھنا شروع
کیا ہماری آنکھیں شاہد ہیں کہ حضور اوس کمیاب بلکہ نایاب کتاب کو بغیر دیکھے بے تکلف
مولوی صاحب کو اس طرح سمجھاتے جاتے جیسے کہ حضور نے اس کو بارہا پڑھایا ہے۔ یہ بھی
دیکھا کہ مولوی صاحب پڑھ رہے ہیں اور حضور پیش پیش فرماتے جاتے ہیں اس کے بعد یہ ہونا
چاہئیے اس کے بعد یہ باب ہوگا۔ اور وہی نکلتا مگر حضور کے سمجھاتے وقت معلوم ایسا ہوتا تھا
کہ خالی ہاں ہاں کہنے کے سوا سمجھ میں اون کے کچھ بھی نہیں آ رہا ہے غرض مشکل
سے تین چار روز رہ کر واپس چلے گئے اون کے جانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ

مولوی صاحب بیچارے کے سمجھ میں کیا آیا ہوگا۔ اور اگر کچھ ذہن میں آیا بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ بریلی کے اسٹیشن تک علیگڑھ پہنچتے پہنچتے بالکل کورے ہی ہوں گے پھر فرمایا ڈاکٹر صاحب کے آنے سے پہلے ایک قسم کا خیال آتا تھا کہ انہوں نے اس علم کے حصول میں اپنی زندگی صرف کردی ہے نہ معلوم کیا کیا سوالات کریں گے۔ بخلاف اس کے یہاں تو صدہا مصروفیتیں ہیں خدا جانے میں جواب بھی دے سکوں گا یا نہیں مگر بحمد اللہ پروردگار عالم نے اون کی پوری تشفی کرادی اور وہ بہت مسرور گئے۔

جامعؔ حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا وجہ ہے کہ آفتاب قبل طلوع کے معلوم ہونے لگتا ہے اور اسی طرح بعد غروب ہو جانے کے بھی معلوم ہوتا ہے غالباً اعلیحضرت نے یہ جواب دیا ہوگا جو سید صاحب کے سمجھ میں نہ آیا اور ادسے نہ لکھ سکے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ علم المناظر میں ثابت ہو چکا ہے کہ نگاہ جب دو ملاء مختلف میں ہو کر گزرے جو کثافت ولطافت میں اختلاف رکھتے ہوں تو خطوط شعاعیہ جب ان دونوں ملاء کے ملتقی پر پہنچیں گے ٹوٹ جائے گی اور جس سمت پر جارہی تھی اس کے نیچے ہو کر گزرے گی یہی وجہ ہے کہ اگر دریا یا تالاب میں کوئی لکڑی سیدھی اس طرح قائم کی جائے کہ اس کا ایک حصہ پانی میں ہو اور ایک حصہ باہر تو پانی کی سطح پر جو اس کا حصہ ہے نگاہ سے دیکھنے میں ٹوٹا ہوا معلوم ہوگا۔ کہ پہلے نگاہ ملاء ہوا میں گزری پھر ملاء آب میں کہ بہ نسبت ملاء ہوا کے کثیف تر ہے یونہی طلوع و غروب کے وقت آسمان کی طرف دیکھنے میں نگاہ کو دو ملاء قطع کرنا پڑتا ہے ایک عالم نسیم کا کہ کثیف ہے دوسرا اس کے بعد کی ہوا کا کہ بہ نسبت اس کے لطیف ہے لاجرم خطوط شعاعیہ ملتقی پر پہنچ کر ٹوٹ جائے گی اور نیچے ہو کر گزرے گی۔ تو افق حقیقی کہ بظاہر نگاہ کو وہیں تک پہنچنا چاہئے تھا اس انکسار کے سبب نگاہ اس سے نیچے پہنچے گی اور آفتاب جانب مشرق قبل اس کے کہ افق پر آئے ہمیں مرئی ہوگا۔ اور جانب غرب بعد اس کے کہ افق سے گزر جائے مرئی رہے گا۔ واللہ اعلم۔

مولوی محمد حسین صاحب بریلوی ثم المیرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ مسلم یونیورسٹی

علی گڑھ کے وائس چانسلر جنھوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا۔ اور ہندوستان میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحب حیثیت تھے اور علم کے شائق اس لئے قصد کیا کہ جرمن جاکر اس کو حل کریں حسن اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی جاکر اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب سے دریافت کیجئے وہ ضرور حل کر دیں گے اون صاحب نے کہا کہ مولانا یہ آپ کیا فرماتے ہیں کہاں کہاں تعلیم پاکر میں آیا ہوں اور حل نہیں کر سکا اور آپ اون صاحب کا نام لیتے ہیں جو غیر ممالک تو کجا اپنے شہر کے کالج میں بھی تعلیم حاصل نہ کی بھلا اون سے کیا معلوم ہو سکتا ہے دو چار دن کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ان کو پریشان دیکھکر پھر یہی مشورہ دیا پھر اون صاحب نے وہی جواب دیا اور سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا مولانا صاحب موصوف نے پھر اون سے فرمایا تو غصہ بھرے لہجے میں کہا کہ مولانا عقل بھی کوئی چیز ہے آپ مجھ کو کیا رائے دیتے ہیں۔ اس پر مولانا نے فرمایا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے اتنے بڑے سفر کے مقابلہ میں بریلی جانا تو کوئی چیز نہیں سیدھی گاڑی جاتی ہے کئی گھنٹے کا سفر ہے آپ ہو تو آیئے آخر اون کی سمجھ میں بھی بات آگئی چنانچہ مولانا سلیمان اشرف صاحب کو لے کر مارہرہ شریف پہنچے اور وہاں سے والا درجت جناب سید شاہ مہدی حسین میانصاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف پیرزادہ اعلیحضرت کو لے کر بریلی شریف اعلیحضرت کے دولتکدہ پر پہنچے اور اندر اطلاع بھیجی اعلیحضرت کی طبیعت ناساز تھی اس لئے حضرت مہدی حسن میاں صاحب قبلہ نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کے دیکھنے کو آیا ہوں فوراً پردہ ہوا اور یہ تینوں حضرات اعلیحضرت کے پاس پہنچے اعلیحضرت نے حضرت مہدی حسن میاں صاحب کی تعظیم و توقیر شایان شان فرمائی اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کی بھی بوجہ سیادت تعظیم کی جناب وائس چانسلر صاحب سے بھی مزاج پرسی فرمائی اور تشریف آوری کی غرض دریافت کی وائس چانسلر صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں ارشاد ہوا فرمایئے انہوں نے کہا وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں اتنی جلد عرض کر دوں فرمایا آخر کچھ تو فرمایئے

غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کردیا اعلیحضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے
یہ سن کر اون کو حیرت ہوگئی اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا بے اختیار بول اٹھے میں سنا کرتا تھا
کہ علم لدنی بھی کوئی شئی ہے آج آنکھ سے دیکھ لیا میں تو اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمن جانا
چاہتا تھا کہ ہمارے دینیات کے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری
رہبری فرمائی مجھے جواب سن کر تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا جناب اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ
رہے تھے سنتے ہی فی البدیہہ تشفی بخش نہایت اطمینان کا جواب دیا اور بہت شاداں فرحاں
علی گڑھ واپس ہوئے مجھے یہ واقعات سن کر بہت تعجب ہوا اور میں مشکوک رہا اتفاق سے
۱۹۲۹ء میں میں شملہ گیا اوس زمانہ میں وہ وائس چانسلر صاحب بھی حسن اتفاق سے شملہ آئے
ہوئے تھے اور سیلیشل ہوٹل میں مقیم تھے میں وہاں گیا اور ان سے ملا اور کہا کہ میں ایک امر
کی تحقیق و تفتیش آپ سے چاہتا ہوں فرمایا کل صبح بعد نماز فجر دوسرے دن سویرے ہی گیا اور
اون سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے ۔ کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ معلوم کرنے اعلیحضرت
کی خدمت میں بریلی تشریف لے گئے تھے آپنے اعلیحضرت کو کیسا پایا فرمایا بہت ہی خلیق
منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے تھے باوجودیکہ کسی سے پڑھا نہیں ان کو علم لدنی تھا۔
میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاحل تھا۔ ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے
ریسرچ کیا ہے اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں ہے ۔ جب میں نے خود صاحب موصوف
کی زبانی اس کو سنا تو یقین کامل ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بریلی سے واپس ہونے پر پروفیسر
صاحب نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہوگئے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
واللہ ذو الفضل العظیم ۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے ۔ کہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین
صاحب کا کسی مسئلہ ریاضی کی تحقیق میں بریلی شریف آنا اور اعلیحضرت سے وہ مسئلہ دریافت
کرنا اور اوس کا تشفی بخش جواب پانا مسلم جس میں اصلا شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہا یہ کہ
وہ کون مسئلہ تھا اور کب آئے اور آنے کے کیا کیا واقعات ہوئے اس کے متعلق کسی نے
اعلیحضرت سے سن کر نہیں بیان کیا تاہم سید ایوب علی صاحب کا بیان زیادہ قابل وثوق ہے۔

میرے علم میں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے قیام بریلی شریف کا زمانہ ہے یعنی ۱۳۲۹ھ کے قبل ایک مرتبہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے علم المربعات کا ایک سوال اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں شائع کیا کہ کوئی ریاضی داں صاحب اس کا جواب دیں اخبار دبدبہ سکندری اعلیٰحضرت کے یہاں آتا تھا اور مدیران اخبار مذکور کو جو خلوص عقیدت اعلیٰحضرت اور اون کے وابستگان کے ساتھ ہے مجھے یقین ہے کہ اب تک ضرور آتا ہوگا۔ خیر بہرکیف اعلیٰحضرت نے جب اوس سوال کو ملاحظہ فرمایا تو اس کا جواب تحریر فرمایا اور ساتھ ساتھ اوسی فن کا ایک سوال بھی جواب کے لیے تحریر فرمایا اور مجھے حکم ہوا کہ اس کی ایک نقل رکھ لی جائے میں اوس زمانہ میں اعلیٰحضرت کا رسالہ الموہبات فی المربعات نقل کر رہا تھا۔ اس لیے کچھ دلچسپی تھی جب وہ جواب اور پھر سوال اخبار میں چھپا تو ڈاکٹر صاحب موصوف کی نظر سے گزرا ان کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی اس علم کو جانتا ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب اخبار دبدبہ سکندری میں چھپوایا اتفاق وقت کہ وہ جواب غلط تھا اعلیٰحضرت نے اوس کی تغلیط کی متحیر تو ڈاکٹر صاحب پہلے ہی سے تھے اب ان کو سخت تعجب ہوا کہ ایک عالم دین صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اس میں کمال رکھتا ہے یہ دیکھکر ڈاکٹر صاحب کو اعلیٰحضرت سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور علیگڑھ میں اپنے احباب کے حلقہ میں اس کا تذکرہ کیا لوگوں نے منع کیا کہ ہرگز مت جائیے وہ بہت ہی سخت مولوی ہیں اور آپ ہیں علیگڑھی داڑھی منڈے مولانا آپ سے بات بھی نہ کریں گے۔ لیکن اونہوں نے اپنا ارادہ نہ بدلا اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری سے (کہ بڑے زبردست سنی اور اعلیٰحضرت کے ہم خیال و ہم عقیدہ عالم اوس زمانہ میں وہاں پروفیسر دینیات تھے) مشورہ کیا اونہوں نے بہت زبردست طریقہ سے نہ صرف مشورہ ہی دیا بلکہ بہت زور دیا اور فرمایا کہ ضرور جائیے مخالفین نے اعلیٰحضرت کو مشہور کر رکھا ہے کہ وہ بہت سخت ہیں تیز مزاج ہیں آپ اون سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ اور اون کے اخلاق کو دیکھکر تعجب کریں گے یہ مشورہ دے کر ایک خط اعتنیا ما حضرت صاحبزادہ اکبر مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب حجۃ الاسلام کے نام لکھدیا کہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب ایک مسئلہ ریاضی کے سلسلہ میں اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں اون کی حسب شان خاطرداری ہونی چاہیئے۔ جناب مولانا سید

سلیمان اشرف صاحب کا خیال تھا کہ جب اس غرض سے جاتے ہیں تو اعلیحضرت ہی کے یہاں ٹھہریں گے اوس کے بعد ۱۳۲۹ھ میں برادر دینی منشی عزیز الدین صاحب قادری رضوی بریلوی مقیم شملہ کی کوشش سے میں شملہ چلا گیا ڈاکٹر صاحب کب گئے اور کیا کیا باتیں ہوئیں اس کے متعلق جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان قابل اعتبار ہے ڈاکٹر صاحب نواب ضمیر احمد صاحب کے یہاں ٹھہرے اور ایک وقت خاص پر حاضر ہوئے اور سوالات کیے اور تشفی بخش جواب پائے۔

ہیأت و توقیت وغیرہ میں اعلیحضرت کا کمال

اوپر بیان ہوا کہ اعلیحضرت نے ۱۳ سال ۱۰ ماہ کے عمر میں کتب درسیہ مروجہ سے فاتحہ فراغ حاصل فرمایا اس عمر میں انسانی جیسی عقل ہوتی ہے جیسی محنت عام طلبہ کرتے ہیں خصوصاً ایک رئیس کبیر کے صاحبزادے سے جس محنت کی توقع کی جاسکتی ہے اوس کے مقابلہ میں حضور کی علمی لیاقت فنی قابلیت جو دیکھی جاتی ہے تو سوا اس کے کہ اس کا اقرار کیا جائے کہ اعلیحضرت کا علم کسبی تحصیلی نہ تھا بلکہ محض وہبی لدنی اور کوئی چارہ نہیں اور یہ صرف میرا خیال نہیں بلکہ اعلیحضرت کا بھی میرے گمان میں یہی عقیدہ تھا۔ اسی لیے حضور نے اپنے فتاوٰی شریف کا نام العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ رکھا تھا۔ ذٰلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء واللّٰه ذو الفضل العظيم۔ اسی لیے نہ صرف فقہ اور دینیات بلکہ جس فن کی طرف توجہ فرمائی اپنے شعر کو سچ کر دکھایا اور حقائق و دقائق کے دریا بہا دیئے ؎

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم   جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

علم ہیأت میں اعلیحضرت نے شرح چغمینی حضرت مولانا عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رامپوری سے پڑھی لیکن اس فن میں ایسا کمال پیدا فرمایا کہ تصریح شرح چغمینی پر حاشیہ لکھا۔ اس کے مغلق مقامات کو حل فرمایا پھر اعلیحضرت کا کسی کتاب پر حاشیہ لکھنا علمائے معاصرین کی طرح نہ تھا کہ کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے نقل کیا اور کسی ایک کتاب پر چپاں کر دیا بقول شخصے ؎   کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا   بھان متی نے کنبہ جوڑا

بلکہ جو کچھ تحریر فرماتے اپنے علم اور فیضان الٰہی سے علم ہیات کو اگر دیکھا جائے تو سوا چند اصطلاحات جاننے کے فقط اوس سے کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلتا اسی لیے اعلیحضرت نے ہیأت کے ساتھ علم توقیت اور نجوم کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ اگرچہ نجوم کی طرف توجہ محض فنی واقفیت اور علمی حیثیت سے زیادہ کبھی اس کو اہمیت نہ دی پھر بھی جب کبھی نجوم کی طرف توجہ فرمائی تو مشاہیر فن کو اعلیحضرت کی بات ماننی پڑی ایک مرتبہ مولوی غلام حسین صاحب یعنی مولوی محمد حسین صاحب بریلوی موجد طلسمی پریس کے والد ماجد تشریف لائے جو علم نجوم میں کامل اور اس فن کے ماہر تھے اور فرمایا مولوی سنتے ہو دیا اعلیحضرت سے سن میں بہت بڑے اور اعلیحضرت کے والد ماجد صاحب قدس سرہ کے ملنے والوں میں سے تھے اس لیے پیار اور محبت سے اس طرح خطاب فرمایا) لاہور فتح دہلی پہ دھمک،، اعلیحضرت نے فرمایا یہ کیسے اونہوں نے ایک زائچہ پیش کیا جو تیار کر کے لائے تھے اس کو اعلیحضرت کے سامنے رکھدیا حضرت نے اس کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا یہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا حاصل فقط تبدیل سلطنت ہے اونہوں نے کہاں یہی ہوگا۔ جو میں نے حکم لگایا ہے اعلیحضرت نے فرمایا مجھے اس سے اتفاق نہیں اس کا اثر میرے خیال میں یہ نہیں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد مکان تشریف لے گئے پھر کئی مہینہ کے بعد وہ تشریف لائے تو اعلیحضرت نے دریافت فرمایا کہیے حضرت کہاں لاہور فتح اور دہلی پہ دھمک ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا حکم لگانا بھی تو غلط ہوا کہاں تبدیل سلطنت ہوئی ارشاد فرمایا سلطنت تو بدل گئی پہلے ملکہ وکٹوریہ کی سلطنت تھی یعنی ولیم کے خاندان میں اور آج کل ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہیں ان کا خاندان دوسرا ہے دادیہال سے خاندان لیا جاتا ہے۔ نہ ننہال سے شرعاً نسب کا اعتبار باپ کی طرف سے ہوتا ہے نہ ماں کی جانب سے۔ تب مولوی غلام حسین صاحب خاموش ہو گئے ایک اور واقعہ انہیں کا ہے ایک دن تشریف لائے تو اعلیحضرت نے دریافت فرمایا فرمائیے بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینہ میں پانی نہیں ہے آئندہ ماہ میں ہوگا یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیحضرت کی طرف بڑھا دیا اعلیحضرت نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج بارش ہو انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا

ہے آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے حضرت نے فرمایا کہ میں سب دیکھ رہا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کے واضح اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں (پھر اس مشکل مسئلہ کو کس قدر آسان طریقہ پر سمجھا دیا) سامنے کلاک لگی ہوئی تھی اعلیحضرت نے ان سے پوچھا وقت کیا ہے بولے سوا گیارہ بجے ہیں فرمایا ۱۲ بجے میں کتنی دیر ہے بولے پون گھنٹہ حضرت نے فرمایا اس سے قبل کہا نہیں ٹھیک پون گھنٹہ اعلیحضرت اٹھے اور بڑی سوئی کو گھما دیا فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے حضرت نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا تھا ٹھیک پون گھنٹا بارہ بجنے میں ہے بولے کہ آپ نے اس کی سوئی کھسکا دی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹے ہی بعد ۱۲ بجتے اعلیحضرت نے فرمایا اسی طرح رب العزۃ جل جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے وہ چاہے تو ایک مہینہ ایک ہفتہ ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گنگھور گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا غرض اعتقاد علم نجوم پر اس قسم کا تھا ستاروں کے اثرات کے قائل تھے مگر اصل فاعل مختار حضرت عزت جل شانہ کو جانتے تھے ستاروں کی وضع اور رفتار بدلنے کی بھی ضرورت نہیں بفضل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب عرف جیلانی میاں سلمہ کی ولادت کا زائچہ بنایا اور فن کے اعتبار سے اوس پر احکام ثبت فرمائے جو مستقل ایک رسالہ کی شکل میں خود دست مبارک کا لکھا ہوا کتبخانہ میں موجود ہے اوس کے اوپر تحریر فرمایا العیب عند اللہ ہیأت و نجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال تو حد ایجاد کے درجہ پر تھا یعنی اگر اس فن کا موجد کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا علماء نے جستہ جستہ اس کو مختلف مقامات پر لکھا ہے لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب اس فن میں نہ تھی اسی لیئے جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث صاحب بریلوی مولوی سید محمود جانصاحب بریلوی حضرت حجۃ الاسلام صاحبزادہ والاجاہ مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو حاصل کرنا شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی جس کو ہم لوگ پڑھتے اسی وجہ سے اعلیحضرت خود ہی اس کے قواعد زبانی ارشاد فرماتے اسی کو ہم لوگ لکھ لیتے اور اسی کے مطابق عمل کر کے

اوقات نصف النہار۔ طلوع، غروب، صبح صادق، عشا، ضحوۂ کبری، عصر نکالتے ایک زمانہ تک تو وہ قواعد ہم لوگوں کی کاپیوں میں لکھے رہے پھر میں نے ان سب کو ایک کتاب میں جمع کر کے پوری توضیح و تشریح کے ساتھ مع مثالی یلا اشلہ لکھکر اوس کا نام الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت معروف بہ توضیح التوقیت رکھا الحمد للہ کہ یہ رسالہ مطبع نعیمی مراد آباد میں چھپ کر شائع ہوگیا ہے۔
اور اس سے بہت لوگوں نے اس علم کو حاصل کیا اوسی زمانہ میں مجھے بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا تو ایک نسخہ گرامی جناب محب بکرم مخلص محترم جناب حکیم سید شاہ عزیز غوث صاحب کے لیے لیتا گیا اونہوں نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور مولوی صاحب بھی فارسی زبان میں اس فن میں تصنیف فرمارہے تھے وہ رسالہ مجھے دکھایا کہ میں نے اس طرح لکھنا شروع کیا تھا۔
لیکن اب توضیح التوقیت کے بعد اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے میں نے بہت اصرار کیا کہ آپ ہرگز ایسا خیال نہ فرمائیں آپ اس کتاب کو ضرور مرتب کر ڈالیے یہ بھی اعلیحضرت کا فیض اور اون کے علم کی اشاعت ہے۔ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کتاب اون کی زندگی میں چھپ گئی تھی یا نہیں اور اب اون کے صاحبزادوں کا اون کی تصنیفات کی طباعت و اشاعت کے متعلق کیا خیال ہے غرض یہ تو اعلیحضرت کے اس فن میں علمی کارنامے ہیں یعنی قواعد کے ذریعہ یہ معلوم کر لینا کہ کس وقت آفتاب طلوع کرے گا اور کس وقت غروب وغیرہ ساتھ ساتھ ستاروں کی معرفت اور اون کی چال کی شناخت اس قدر زبردست تھی کہ مولوی برکات احمد صاحب صدیقی پیلی بھیتی نبیرہ مولوی عبد اللطیف صاحب برادر خرد حضرت محدث سورتی مولانا شاہ وصی احمد صاحب قدست اسرارہما کا بیان ہے کہ اعلیحضرت کو ستارہ شناسی میں اس قدر کمال تھا کہ آفتاب کو دیکھکر گھڑی ملا لیا کرتے تھے۔ حقیر عبید الرضا عفرلہٗ نے بوقتِ شب ستاروں کو ملاحظہ فرما کر وقت بتانے گھڑی ملانے کے واقعات بھی سُنے اور دیکھے ہیں۔ اور بالکل صحیح وقت ہوتا ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا دوسرا واقعہ بھی اونہیں نے تحریر کیا ہے جو حسب ذیل ہے ایک مرتبہ اعلیحضرت بدایوں تشریف لے گئے حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب قادری برکاتی معینی قدس سرہ العزیز کے یہاں مہمان تھے مدرسہ قادریہ مسجد خرما میں خود حضرت تاج الفحول امامت فرماتے

جب فجر کی تکبیر شروع ہوئی تو حضرت مولانا عبد القادر صاحب نے اعلیحضرت عالم اہلسنت فاضل بریلی کو امامت کے لیئے آگے بڑھا دیا اعلیحضرت نے نماز فجر کی امامت کی اور قراءت اتنی طویل فرمائی کہ مولانا عبد القادر صاحب کو بعد سلام کے شک ہوا کہ آفتاب تو طلوع نہیں ہوگیا مسجد سے نکل نکل کر لوگ آفتاب کی جانب دیکھنے لگے یہ حال دیکھ کر اعلے حضرت نے فرمایا کہ آفتاب نکلنے میں ابھی ۳ منٹ ۴۸ سیکنڈ باقی ہیں یہ سن کر لوگ خاموش ہوگئے۔

مولوی سید عبد العزیز صاحب قادری سہسوانی حالمقامی بریلی شریف محلہ بلوکپور مسجد شاہ معشوق اللہ صاحب قدس سرہ مجھ سے فرماتے تھے کہ اعلیحضرت اور حضرت تاج الفحول میں غایت درجہ محبت تھی گویا دونوں ایک ہی تھے۔ پھر بھی مولانا عبد القادر صاحب بدایونی فجر کی نماز ابتدائے اسفار میں پڑھتے یعنی بہت سویرے پڑھتے تھے اور اعلیحضرت فجر کی نماز خوب روشن کر کے پڑھتے جب کبھی حضرت تاج الفحول بریلی تشریف لاتے تو حسب عادت سویرے نماز پڑھا کرتے اور اگر کوئی کہتا کہ اعلیحضرت دیر کر کے پڑھتے ہیں تو فرماتے کہ وہ ہیات و توقیت جانتے منٹ منٹ کی خبر رکھتے ہیں ان کے لیے اس قدر اسفار زیبا ہے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی سمستی پوری نے لکھا کہ مکرمی حاجی عبد الجامع صاحب جامی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلی تشریف لے گئے رات زیادہ ہو جانے کے سبب مولانا کو خبر نہیں کی فجر کی نماز کے لئے سویرے ہی اذان کہی اور تھوڑی دیر انتظار کر کے نماز شروع کردی اس کے بعد اعلیحضرت تشریف لائے اور اسفار میں نماز فجر ادا فرمائی۔

علم تکسیر میں مہارت

علم تکسیر بھی اس زمانہ میں اُنہیں علوم میں سے ہے جس کے جاننے والے ہر صوبہ میں ایک یا دو شخص ہوں گے عوام کو اس سے کیا دلچسپی علما کو اس سے کیا غرض مشائخ کرام جن کے یہاں کی اور جن کے کام کی چیز ہے سیکڑے میں اسّی ایسے ملیں گے جو اپنے مشائخ کے مجموعۂ اعمال یا مجربات دیربی یا نافع الخلائق سے نقوش الٹے سیدھے بے قاعدہ لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ ۱۰-۱۹ فی صدی

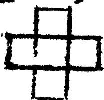
نقش مثلث یا مربع قاعدہ مشہورہ سے بھر لینا جانتے ہیں اور پوری چال سے نقوش بھرنا تو شاید چار
پانچ سو میں دو ایک ہی کا حصہ ہوگا۔ عرصہ کی بات ہے کہ ایک شاہ صاحب مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ
تشریف لائے اور محب محترم حاجی دین واقف علوم عقلیہ ونقلیہ مولانا مولوی مقبول احمد خانصاحب
دربھنگی مدرس مدرسہ کے مہمان ہوئے اور اپنی عزت بنانے وقار جمانے کو ادھر ادھر کی بات
کرتے ہوئے فن تکسیر کی واقفیت کا ذکر کیا مولوی صاحب بہت ظریف طبیعت ہیں۔ یہ
سن کر ایسا انداز ہ برتا جس سے اون شاہ صاحب نے سمجھا کہ میرے فن دانی کے قائل اور
معتقد ہوگئے چنانچہ مہینہ دو مہینہ میں ایک پھیرا ادھر اون کا ہونے لگا۔ اور مولانا کے
یہاں ایک دو وقت قیام ضرور کرتے یہ بھی مہمان نوازی فرماتے جب اون کی ڈینگ
بہت بڑھی تو ایک دن بہت بھولی زبان سے فرمایا کہ میرے مدرسہ میں بھی ایک مدرس
مولانا ظفر الدین صاحب ہیں وہ بھی فن تکسیر جانتے ہیں بہت حیرت ہوئی وہ تو سمجھ رہے
تھے کہ مولانا مقبول احمد خانصاحب کے علم میں دنیا میں میں ہی ایک تکسیر جاننے والا
ہوں اور اسی وجہ سے ایسے زبردست معقولی ہونے پر بھی میری عزت کرتے ہیں۔
جب انھیں معلوم ہوا کہ اسی پٹنہ میں مولانا کے دوستوں میں اسی مدرسہ کے مدرسوں میں
ایک شخص فن تکسیر جانتے ہیں تو حیرت کی حد نہ رہی بولے کہ اون سے میری ملاقات کرا
دیجئے گا انہوں نے کہا اچھا وہ تو روزانہ مدرسہ کے وقت ۱۰ بجے مدرسہ تشریف لاتے
ہیں اور ۴ بجے دریاپور واپس جاتے ہیں چنانچہ ایک دن مولوی صاحب موصوف شاہ
صاحب کو لیے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور اون کا تعارف کراتے ہوئے بہت
سی خوبیاں بیان کرتے ہوئے خاص انداز سے فرمایا کہ سب سے بڑا کمال آپ کا یہ ہے
کہ آپ فن تکسیر جانتے ہیں میں سمجھ گیا میں نے کہا کہ اس سے بڑھکر اور کیا کمال ہوگا کہ آپ
وہ فن جانتے ہیں جس کے جاننے والے روئے زمین سے معدوم و مفقود نہیں تو قلیل الوجود
ضرور ہیں اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب کو بھی فن تکسیر کا علم
ہے میں نے کہا یہ مخلصوں کا محض حسن ظن ہے کسی فن کے چند قواعد کا جان لینا فن کی
واقفیت نہیں کہلاتی ہے ہاں اس فن سے ایک گونہ دلچسپی ضرور ہے اس کے بعد میں نے

اون شاہصاحب سے پوچھا کہ جناب مربع کتنے طریقہ سے بھرتے ہیں بہت فخریہ فرمایا سولہ طریقہ سے ہیں نے کہا بس اوس پہ فرمایا اور آپ ہیں نے کہا کہ گیارہ سو باون طریقے سے بولے سچ ہیں نے کہا کہ جھوٹ کہنا ہوتا تو کہا لاکھ دو لاکھ کا عدد مجھے معلوم نہ تھا گیارہ سو باون کی کیا خصوصیت تھی کہا میرے سامنے بھر سکتے ہیں میں نے کہا کہ ضرور بلکہ میں نے بھرکر رکھدیا ہے آج ۸ بجے میرے ساتھ دریاپور تشریف لے چلیں مولانا مقبول احمد خانصاحب کو بھی ہیں دعوت دیتا ہوں وہیں ناشتہ چائے کے چلے وہ کتاب میں حاضر کردوں گا۔ ایک ہی نقش ہے جو اتنے طریقوں سے بھرا ہوا ہے جس میں کوئی ایک دوسرے سے ملتا ہوا نہیں پوچھا کن سے سیکھا ہیں نے اعلیحضرت امام اہلسنت کا نام لیا حضرت کے معتقد تھے نام سن کر اون کو یقین ہوگیا مگر پوچھا کہ اور اعلیحضرت کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں ہیں نے کہا تیئس سو طریقے سے کہا کہ آپنے اور کیوں نہیں سیکھا ہیں نے کہا وہ تو علم کے دریا نہیں سمندر ہیں جس فن کا ذکر آیا ایسی گفتگو فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ عمر بھر اسی علم کو سیکھا اور اسی کی کتب بینی فرمائی ہے۔ اون کے علوم کو میں کہاں تک حاصل کرسکتا ہوں آخر ۸ بجے وہ میرے ساتھ دریاپور تشریف لائے اور وہ کاغذ جس پر ہیں نے وہ نقوش لکھے تھے ملاحظہ فرمایا بہت تعجب سے دیکھتے رہے اور اعلیحضرت کی زیارت کے مشتاق ہوکر بعد مغرب واپس ہوئے۔ پھر نہ معلوم کہ بریلی شریف حاضر ہوئے یا نہیں۔ خیر بہرکیف جملہ علوم وفنون کی طرح فن تکسیر سے اعلیحضرت کو نہ صرف واقفیت ہی تھی بلکہ اس فن میں کمال اور مہارت رکھتے تھے بلکہ اگر مجتہد کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا اس کے ثبوت میں ایک تحریر نقل کردینا کافی سمجھتا ہوں جس کو حضرت عظیم البرکۃ سیدنا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مد ظلہ العالی نے میری طلب پر روانہ فرمایا ہے۔

فصل فی الوفق الوحادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر احمد رضا قادری بریلوی غفرلہ المولی القوی در مجموعہ سیدنا نور العارفین حضرت سید ابو الحسین احمد نوری میانصاحب قبلہ مدظلہم العالی نقشے بر ینصورت دیدہ بود

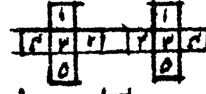
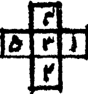
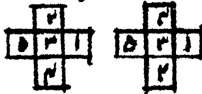


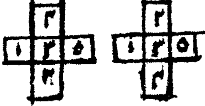
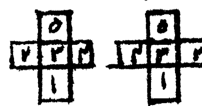
اما اورا قاعدہ مضبوطہ و ضابطہ مطردہ نیافتہ ناچار بجائے خود فکرے کردم و سہ ضابطہ برآوردم وایں نقش را ہم ہر دو ضلع تمام شود ضلعے قائم و ضلعے معترض وفق دعادی نام نہادم و سیر اورا درین بیت انضباط دادم ؎

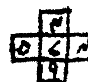
چو خواہی بہ نقش دعادی سیر ❊ دو رخ در میان دو فرزین بگیر

چوں چہار دہم ماہ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ شرف خاک بوسی آستانہ علیہ برکاتیہ بتقریب عرس سراپا قدس حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ دست داد ذکر ایں نقش با جہزادہ والا احترام حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن میاں صاحب دامت برکاتہم بمیاں آمد عرض داشتم کہ من فقیر ایں وفق را چند ضابطہ بر روئے کار آوردہ ام ارشاد رفعت کہ بعزست ۵ ماہ مذکور بوطن رسیدم طرح فکرے تازہ انداختم در ساعت قلیل ہفت ضابطہ دیگر روئے نمود تا آنکہ تلک عشرۃ کاملۃ شد باعتبار وجوہ و طرق رخت از حد نہایت برد فقیر اولاً ان سہ قاعدہ پیشین می نویسم پس آں ضوابط آخر ذکر خواہم کرد و باللہ التوفیق۔

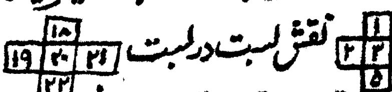
(ضابطہ اولی) شش طرح دیر سہ تقسیم دار حاصل آغاز کسر یک در بیت چہارم و دوم در سوم کہ بیت القطب ست و ہمیں ست نظم طبعی داخل ما یجری فیہ تسعۃ و سیر از ہر چہار بیت آتشی و بادی و آبی و خاکی ممکن ست و راہ یمین و یسار ہر دو کشادہ

فمن الناری  و من الھوائی  

و من المائی  و من الارضی  

و ھذا من عشرۃ فالکسر واحد  و ھذا من احد عشر فالکسر اثنان

نقش بست در بیت

(ضابطہ ثانیہ) بہ طبق مصاریہ کہ عدد اسم مطلوب یا آیت مقصودہ در بیت قطب نویسند و حاصل جمع ضلع سہ مثل اعداد مطلوبہ باشد و حاجت تکسیر نیفتد ایں صورت از سہ تا فوق ممکن و ھذا وفق ۲ نقش بست در بیت  

(ضابطہ ثالثہ) کہ خانہ قطب بہر کتابت مقصود تہی ماند قانونش آنکہ سہ طرح

ومقسوم علیه وکسر در چهارم واقل مایجری فیه خمسة (۱ / ۳ طلب ۲ / ۴) وهذا من ستة

(۱ / ۴ طلب ۲ / ۵) نقش بست در بست (۸ / ۱۱ طلب ۹ / ۱۲) وانیها قاعده مصادیه جاری نتوان کرد که بیت قطب

ندارد واین سه قاعده ست که بنگاه اولیں پرده از روئے مقصود کشود حالا ضوابط باقیه برنگارم

(ضابطه رابعه مشتمل بر طرق غیر متناهیه) در نظم طبعی طرح ۶ بود و سیر بر نسق

اعداد یک یک فزودن و ترامی رسد که از اضعاف سته هر قدر که خواهی طرح کنی و بحساب

آں در زیادت افزائی مثلاً اگر ۱۲ طرح کنی بهر خانه دوگان افزائی و در طرح ۱۸ سه گان و در اسقاط

۲۴ چهار گان و همچنیں الی مالا نهایة له پیداست که چوں تضاعیف سته را نهایت نیست طرق

ایں ضابطه را نیز پایاں نباشد و تقسیم دائما بر سه و از حاصل شروع و در طریق کسر همان ست

که در نظم طبعی گزشت و متذکر امثلة بعض الطرق - (طریقه اولی) طرح ۱۲ و

زیادت دوگان واقل ما یجری فیه خمسة عشر هکذا (۱ / ۷ ۵ ۳ / ۹) وهذا من

۱۲ فالکسر واحد (۱ / ۸ ۵ ۳ / ۱۰) نقش بست در بست فالکسر اثنان (۲ / ۹ ۷ ۴ / ۱۱)

(طریقه دوم) طرح ۱۸ و زیادت سه گان واقل ما یجری فیه ۲۱ (۱ / ۱۰ ۷ ۴ / ۱۳) نقش

اسم ذات (۱۶ / ۲۵ ۲۲ ۱۹ / ۲۸) نقش نام پاک محمد صلی الله علیه وسلم (۲۴ / ۲۲ ۳۱ ۲۸ / ۳۷) فالکسر اثنان

(طریقه سوم) طرح ۲۴ و زیادت چهارگان واقل مایجری فیه ۲۷ (۱ / ۱۳ ۹ ۵ / ۱۷)

(طریقه چهارم) طرح ۱۸۰ که یکصد و سی ضعف سته است و زیادت بر خانه ۱۳۰ التعویذ

تسمیه (۴ / ۳۹۲ ۲۶۲ ۱۳۲ / ۵۲۲) وعلی هذا القیاس ازیں ضابطه طرق غیر متناهیه توان برآورد کما لایخفی

(ضابطه خامسه ایضاً مشتمل بر طرق غیر متناهیه) از سه تا غیر متناهی هر قدر که

خواهی طرح نمائی و تقسیم بر ۳ و تا بیت قطب سیر بر نظم طبعی و بعد ازاں که بیت چهارم ست

از عدد مطروح هر قدر که باشد سه کم نموده سیر نمائی و ظاهر ست که دریں صورت کسر نیفتد مگر بیک

انزا در بیت چهارم بیفزائی مثلاً

(طریقه اولی) چوں طرح سه کنیم در بیت چهارم از عدد مطروح که سه بود سه کاستیم هیچ

نماند اینجا صفر نهند و در پنجم یک واقل ما یجری فیه خمسة هکذا (۴ / ۰ ۳ ۲ / ۱) نقش بست

در بست (۸ / ۱ ۴ ۹ / ۲) توضیحش آنکه از بست سه تفریق شد ۱۷ ماند بر دو قسمت کردیم هشت صحیح

برآمد دکسر یک هشت را بخانه اول نهاده تا بیت قطب سیر نمودیم در بیت چهارم از مطروح
سه کاستیم ثانی شد صغری بالیست اما کسر یک که بدست بود افزودیم یک دریں خانه آمد دو در
بیت پنجم ۔

(طریقه دوم) طرح ۴ و درخانه چهارم و پنجم یک و دو داقل مافیه ستة هکذا

۱	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۲ (پایین)	

نقش لبت درلبت بلاکسر

۱	۱۰	۹
	۸ (بالا) ، ۲ (پایین)	

این بعینه مثل اول برآمد اما فرق در طریقه ست
آنجا سه طرح کرده بودیم و کسری ماند و اینجا چهار انداختیم و بے کسر یافتیم نقش اسم ذات

۱	۳۳	۳۲
	۳۱ (بالا) ، ۲ (پایین)	

اسم ذات پاک احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اعدادش ۵۳

۲	۲۶	۲۵
	۲۴ (بالا) ، ۳ (پایین)	

(طریقه سوم) طرح ۵ اینجا درخانه چهارم ۲ و در پنجم ۳ آید کما لا یخفی داقل ما یجری
فیه سبعة

۲	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۳ (پایین)	

نقش لبت درلبت

۲	۹	۸
	۷ (بالا) ، ۴ (پایین)	

(طریقه چهارم) طرح ۴ ۸ ، تعویذ تسمیه

۷۸۱	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۷۸۲ (پایین)	

وهکذا الی مالا نهایة له

(ضابطه سادسه ایضاً مشتمل بر طرق غیر متناهیه) این ضابطه نیز طرح دکسر محتاج
نیست و هیچگونه نظامے دسیلتے نمی خواهد هر عددیکه خواهی بهر نهجیکه خواهی سه پاره کنی داں پاره ها
در بیوت ثلثه اولین تا بیت القطب نهی چوں به بیت چهارم رسی باز از سر آغاز کنی لبعد از عدد خانه
اول بالترتیب نوشتن گیری مثلاً لبت را پاره کردیم ۵ - ۷ - ۸

۵	۸	۷
	۶ (بالا) ، ۷ (پایین)	

یا ۱ - ۱۶ - ۳

۱	۳	۱۶
	۱ (بالا) ، ۱۷ (پایین)	

یا ۱۰ - ۴ - ۶

۱۰	۶	۴
	۱۰ (بالا) ، ۴ (پایین)	

وهکذا اینجا اگر اختلاف بیوت در عدد خواهند البته در کم از سته جزیاں
نیابد فان اقسامها ۱ - ۲ - ۳ ولا یمکن اقل من ذلک مختلفات ورنه در سه نیز ممکن ست
کما لا یخفی ۔

(ضابطه سابعه) پنج طرح کنی دباقی را نگاه داری و سیر مطلقاً از یکے نمائی چوں به بیت
چهارم انی جمیع باقی مانده را نهی و در پنجم بر آں یک افزائی کما هو مقتضی السیر داقل ما
یجری فیه ستة

۱	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۲ (پایین)	

بلکه در خمسه نیز ممکن ست که چوں لبعد طرح پنج از پنج هیچ نماند صفر
بیت چهارم صفر آمد در رنگ آنچه که در ضابطه خامسه گزشت وهذه صورته

۰	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۱ (پایین)	

نقش
لبت درلبت

۱۵	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۱۶ (پایین)	

نقش اسم ذات

۴۱	۳	۲
	۱ (بالا) ، ۴۲ (پایین)	

(تنبیه) این ضابطه را بعبارت آخر هم تعبیر توان کرد مثلاً تعبیر دوم آنکه بر بیت

آنست کہ دروے رقمی از ارقام ہندسیہ باشد واقل آنہا یک ست حالا از ہر عدد کہ خواہی شش طرح کنی و باقی را نگاہ داشتہ تا بیت قطب از یک تا سہ بر نظم طبعی رفتہ در چہارم جمیع باقی را با یک کہ اقل حقوق بیوت ست جمع کنی مثلا از لبت بعد طرح شش ۱۴ باقی ست در بیت چہارم ۱۵ نوشتیم و در پنجم ۱۶ کما رائیت تعبیر سوم آنکہ نہ مطروح د تا بیت القطب از یک تا سہ سیر طبعی و در چہارم بر مقتضائے نظم طبعی کہ عدد ۴ ست جمیع باقی را اضافہ مثلاً در نقش بدوح بعد طرح ۹ باقی ۱۱ چوں با ۴ جمع کردہ شد ۱۵ بر آمد و مثل ۴ ما مر تو شار اینہا بحقیقت راجع بہمان طرح ۵ و کتابت جمیع مابقی در بیت چہارم ست فرق این است کہ آن شامل نہ ست کہ ہم از خمسہ جریان آغاز می کند و اینہا قاصر و ناقص باز دروے قلت و سہولت عمل علاوہ پس ہمون مختار افتاد و بر اینہا تنبیہ کردیم تا متروک را مذہول عنہ گمان نبرند۔

(ضابطہ ثامنہ) عدد مطلوب را بر ۳ قسمت نمائی و کسر از یک تا ہشت ہر چند کہ باشد محفوظ داری و حاصل قسمت را در خانہ مفتاح نہادہ در بیوت باقیہ ہمان حاصل بر حاصل افزودہ باشی مثلاً در ۷ حاصل قسمت یک ست بہر خانہ یگان یگان افزائی و در ۱۸ حاصل ۲ ست بہر بیت دوگان زیادہ کنی و در ۲۷ حاصل ۳ ست بہر بیت سہ گان اضافہ کنی و ہکذا و کسر ہر قدر کہ باشد با این حاصل در بیت چہارم جمع نمائی و اقل ما یجری فیہ تسعة

	١	
٢	٣	٤
	٥	

من ۱۷ فالکسر ۲

من بدوح فالحاصل ۲ والکسر ۲

	٢	
٤	٦	١٠
	١٢	

من اجل فالحاصل ۳ والکسر ۲

	١	
٢	٣	١٢
	١٣	

من اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالحاصل ۱۰ والکسر ۲

	٣	
٦	٩	١٩
	٢٢	

	١٠	
٢٠	٣٠	٤٢
	٥٧	

من التسمیة فالحاصل ۸۷ والکسر ۳

	٨٧	
٢٤٣	٢٦١	٢٥١
	٤٣٨	

(ضابطہ تاسعہ) ذو الکتابة در ہر سہ خانہ ضلع عرضی حروف اسم یا کلمات آیت ہر چہ خواہی نویسی و اعداد آنہا زیر آنہا نگاری و در مفتاح از عدد بیت دوم ہر چہ کہ باشد یک کم نہی و در مغلاق بر عدد بیت چہارم ہر قدر کہ باشد یک بیفزائی نقش مراد بر کرسی سداد نشیند مثلاً من محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

	٦٥	
اللہ ٦٦	رسول ٢٩٦	محمد ٩٢
	٩٣	

من اسم الحفیظ

	٨٩٩	
ظ ٩٠٠	ص ٩٠	ح ٨
	٩	

من التسمیة

	٢٨٨	
الرحیم ٢٨٩	الرحمن ٣٢٩	بسم اللہ ١٦٨
	١٦٩	

و از لطائفش این ست کہ بعض اسمیکہ کم از سہ حرف داشتہ باشد کہ تقسیم او بر بیوت ثلثہ ممکن ست در ہر اسم دعبادت جاری ست تا انکہ در اسم سہ حرفی کہ حرف آخر ش الف باشد نیز راست می آید حالانکہ برین تقدیر در خانہ دوم الف افتد و ممکن نباشد کہ در بیت اول از وے چیزے کم کردہ نویسند اما اینجا کم کردن آنست کہ صفر ماند مثلاً نام پاک خدا جل جلالہ

خ ۶۰۰	د ۴	ا ۱

(فائدہ) المظہر و المضمر چنانکہ در مربع نویسند ۶۰۱ آنجا خود واضح ست زیراکہ بوجہ زوجیت عدد بیوت تکرار و اعادہ حروف و اعداد بروجہ کمال ممکن ست اینجا عدد بیوت فرد یعنی پنج ست چگونہ تکرار کامل صورت بندد اما اینقدر ممکن ست کہ اسم را سہ جزکردہ در بیوت سہ گانہ پیشین نویسند و باز از بیت چہارم تکرار نمودہ تا دو ثلث اعادہ نمایند یک ثلث باقی میماند لانعدام المحل مثلاً از احد

د ۴	ح ۸	ا ۱

حاصلش راجع ست بضابطہ سادسہ کہ ذکرش گذشت آرے جائیکہ دو پارہ اولین معنی مناسب دارد خالی از لطف نیست مثلاً از ربی

ی ۱۰	ب ۲	ر ۲۰۰

کہ ربی رب این عبارت را بطور جملہ اسمیہ ہم توان خواند بہ تنوین ربٌ یعنی پروردگار من پروردگار نیز بکسر یائے رب بر حذف یائے متکلم یعنی پروردگار من پروردگار من ست نیز ربَّ یعنی پروردگار من پروردہم جملہ ندائیہ توان گفت ہر دو جا بہ تقدیر حرف ندائش ندا مکرر باشد یعنی ای پروردگار من ای پروردگار من یا رب امر از تربیت گیرند پس دعا باشد اے پروردگار من تربیت فرما ربِّ بفتح یا خوانند یعنی پروردگار من پروردہ بہ توجیہ منصور ست و از رحمن این چنین باشد رحمن رحیم بترکیب عجمی دعاء رحمت باشد یعنی ای رحمن رحم کن

رحیم ۲۵۸	ن ۵۰	رحم ۲۴۸

(فائدہ) از ضابطہ تاسعہ قاعدہ دیگر توان فہمید بے آنکہ ذوالکتابۃ باشد و ہو فنست۔

(ضابطہ عاشرہ) اگر ہر عددے را کہ خواہی بہر طور کہ خواہی سہ اقسام متساویہ یا غیر متساویہ متناسبہ یا غیر متناسبہ بر آوردہ در سہ خانہ ضلع عرضی نہی و در خانہ اول از دوم یک کم و در پنجم بر چہارم یک بیش و این نیز بر تقدیر رعایت اختلاف بیوت فی الاعداد در کم از شش جاری نشود در نہ سہ بند ست

۷	۹	۴

نقش لست در لبست

ا	ا	ا

(فائدہ) دریں طریقہ لطفے کہ این ست کہ از اعداد بیوت اسماء دیگر بر آورد ل سہل آسان

ست چوں خانہا تقسیم بدست نود ست عدد مطلوب را بہر نہجے سہ پارہ کنند کہ ہر یک از انہا عدد اسمے از اسماء طیبہ لطیفہ یا قہریہ علی حسب الحاجۃ باشد و ممکن کہ عدد مفتاح و مغلاق نیز مساعدت کند و با عداد اسم دیگر موافق آید مثلاً اعداد اسم ذات را بہر ۱۸ و ۳۲ و ۳۴ قسمت کردیم کہ اعداد حی و اجل و وہاب سب و ہاب۔ درخانہ دوم آمد و خانہ اول را ۱۳ ماند کہ عدد احد است و پنجم را ۱۹ کہ عدد واحد است نقش چناں راست کردم بدفق پاک اسم رحیم انجنیں عددش ۲۵۸

	یاحق ۱۰۸	
یاباقی ۱۱۳	یا اللہ ۳۶	یاخان ۱۹
	یاجامع ۱۱۴	

	یااحد ۱۳	
یاحی ۱۸	یااجل ۳۴	یاوہاب ۱۴
	یاواحد ۱۹	

	۹۰ (۱۱۴ / ۱۳۳)	
۹۱ (۱۱۱ / ۱۳۴)	محمد (۹۲ / فاطمہ ۱۳۵)	۹۳ (۱۰۶ / ۱۳۶)
	۹۴ (۱۰۱ / ۱۲۸)	

فائدہ نقش محیط الاسرار خود ظاہر است کہ در جمیع اقسام اوفاق میسر ست چہ او نباشد مگر جمع کردن چند نقوش در نقش واحد بہ تقسیم کردن ہر بیت بر عدد اول بیوت عدیدہ وہم بر طبق مصادریہ ممکن وہم بر دفق نظم مشہور ما اینجا نقش وحادی محیط الاسرار از اسماء حضرات پنجتن پاک صلوات اللہ وسلامہ علیہم بر طور مصری می نویسم واللہ تعالیٰ اعلم ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے کہ یہ دس ضابطے نقش وحادی کے ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ تک غور و فکر کا نتیجہ تھا جب رسالہ مبارکہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر پر میرے پڑھنے اور علم تکسیر سیکھنے کے زمانہ میں نظر ثانی فرمائی تو چھیالیس ضابطے استخراج فرمائے اور اگر کچھ اور غور و تامل فرماتے تو ۵۰ تک پہنچا دیتے بلکہ اس سے بھی زائد فرما دیتے اور واقعی علم لدنی وہبی کی شان یہی ہوتی ہے ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

علم جفر میں کمال ایک دن نواب وزیر احمد خانصاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیا لکھی تھیں اعلیحضرت مدظلہ العالی کو بغرض اصلاح سناتے تھے علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے فرمایا آپ نے علم زائرجہ کی تعریف

نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی ردی میں آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے۔ جس میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین چار روز پڑھا تیسرے روز خواب میں دیکھا ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا اپختہ کوآں ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کوئیں میں سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا۔ اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا ہے جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے ا ھ ذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا ا کو بطور صدر مؤخر آخر میں رکھا اس کے عدد ہ میں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف ن ہے یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اس فن کو چھوڑ دیا کہ ھذا کے معنی ہیں فضول بک

ملفوظات حصہ اولی میں ہے کسی نے عرض کیا قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب ارشاد فرمایا قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتانے سے اُس کے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ

احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی امام سیوطی نے اس کے انکار
میں رسالہ لکھا الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف اس میں ثابت کیا کہ یہ امت سنہ ۱۰۰۰ھ سے
ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف سنہ ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے
یہ خیال فرمایا کہ سنہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گزر گئے اور ہنوز قیامت
تو قیامت اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں
مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم[1] کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ
میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں کسی نے
دریافت کیا کہ حضور نے علم جفر سے معلوم فرمایا ارشاد ہوا ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا)
آم کھائیے پیڑ نہ گنیئے (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں
سلطنت اسلامی کا نہ رہنا اور سنہ ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید المکاشفین حضرت شیخ
اکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں اللہ اکبر کیسا زبردست واضح
کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لے کر قریب زمانہ اخیر تک جتنے بادشاہ
اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمادیا ان کے زمانہ کے عظیم وقائع
کی طرف بھی اشارے فرمادیئے۔ کسی بادشاہ سے اپنی اسی تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی
پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ الیقظ فرمایا اور صاف
تصریح فرمادی کہ لا اقول الیقظ الھجریۃ بل الیقظ الجفریۃ میں نے الیقظ جفریہ کا حساب
کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انھیں کے دوسرے کلام سے سنہ ۱۹۰۰ھ میں ظہور امام مہدی کے
اخذ کیے۔ وہ فرماتے ہیں رباعی

اذا دار الزمان علی حروف ۔۔۔ ببسم اللہ فالمہدی قاما
ویخرج فی الحطیم عقیب صوم ۔۔۔ الا فاقرءہ من عندی سلاما

[1] یہ وہی بعض علوم ہیں جو حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ کریم سے
لدنی طور پر حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے گئے۔ ۱۲ عبید الرضا غفرلہ۔

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظر سے غائب رہے گی
مگر اذا دخل السین فی الشین ظہر قبر محی الدین جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین
کی قبر ظاہر ہوگی سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو اون کو بشارت دی کہ فلاں مقام
میں میری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہ عام ہے) پھر فرمایا چند
جلد اول ۲۸ - ۲۸ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جنمیں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی چھوڑ نہ
دیئے اب اوس کا حساب لگاتے رہیے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔
ملفوظات حصہ دوم سفر حج کے بیان میں ہے میں نے یہ خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام
جہان کا مرجع و ملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفر دان مل جائیں کہ
اون سے اس فن کی تکمیل کی جائے ایک صاحب معلوم ہوئے جفر میں مشہور ہیں نام پوچھا معلوم
ہوا مولانا عبدالرحمٰن وہاں حضرت مولانا احمد وہاں کی کے چھوٹے صاحبزادے ہیں تام سن کم
اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور اون کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد وہاں کہ اب قاضی مکہ معظمہ
ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے
کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا اس کی تکمیل ہوگئی
اسی کے مثل سرکار مدینہ میں واقع ہوا وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے یہ عبدالرحمٰن
وہاں عربی کی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی ترکی شامی کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر
تک بیٹھکر جاتے ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب اونھیں بات کا موقع نہ ملا ایک
دن میں نے اون سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا۔ دوسرے دن اون کے لئے وقت
نکالا کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھوں نے فرمایا یہاں
نہ اب میرا زیادہ قیام ہے نہ تیرا میں خاص اس کی تحصیل کے لئے تیرے پاس ہندوستان
آؤں گا۔ وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقادر شامی
مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانہ پر قیام فرمایا اور علم اوفاق
و تکسیر سیکھے اونھیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں
املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا جاتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اوسے سمجھتے

جفتے علم جفر میں اتنی دستگاہ ہوگئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے
لیے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کرلیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ
اسی کے لیئے اتنی دور سے سفر کرکے آئے ہیں اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب
جواب صحیح نکالنے لگتے ہیں نے جو جداول کثیرہ اس فن کی تسہیل جلیل کے لیئے اپنی طبعزاد
ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت وہ بھی نذر کردیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر
لیا تھا جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا۔

اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جس کا مذہب سنی نہ تھا انہوں
نے میرے آقا زادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ
سے سوال کرایا جواب نکلا سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا حکم ہے کہ جو جواب
نکلے بلا کم و کاست رعایت صاف کہدیا جائے میں نے یہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا
اب حضرت ہی کے ذریعہ سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں یا نینی تال
میں کہ اس وقت تبدیل آب و ہوا کے لیے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸ شوال المکرم
۱۳۲۸ھ کو ہوا جواب نکلا محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی اور کہاں ہوگی اس کے جواب
میں میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد ۲ کا ہندسہ
اور آگے لفظ خویش لکھدیا وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمہ کو حل کریں انہوں نے
حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا حالانکہ اس حرف
سے شہر مراد تھا اور قاف سے قریب اور ۲ سے حرف ب کہ اول لفظ بیت
ہے یعنی موت نینی تال میں نہیں ہوگی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل
میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں جب اس جواب کا شہرہ
ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم
نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی میں نے کہا بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع
ہو تو جواب غلط ہو جائے گا۔ نہ کہ اس کی صحت کے لئے ابھی سے موت تلاش
کر رہے ہو اسی قسم کی طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ یہ جواب

غلط ہوا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا۔ کہ باذنہ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو۔ یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین اون کا اعلان چاہتے ہیں اون کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب تو کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے۔ تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے۔ اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا صرف ایک قاعدہ بسط وح میں کہ مزودجات سے ہے والاحضرت عظیم البرکت حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا۔ اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں اون کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف دو کتابوں کی مدح کی جو ان سب رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک شیخ اکبر محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ تعالیٰ نے مجھے بہم کرادیں اونھیں مطالعہ کیا جہانتک بنور مطالعہ انکشاف ہوا ہوا اور جہاں مطالب حضرات مصنفین نے دفن رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اوس سے سوال کیے اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا اب جو آگے اولجھا اوس سے پوچھا اس نے بتایا اور حل ہوا اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی میری کتاب سفر السفر عن الجفر بالجفر انفیس مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال و جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب اس نے ایک دوسرے علم زائرجہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ زائرجہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے اوس راز کے اخفا کا حلفی عہد رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اوس کے بارہ پتے دیے گئے ہیں از انجملہ یہ کہ خادم آدم ہیں ہے۔ میں نے اس کی نسبت بھی اوسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اوس نے روشن طور پر بتادیا اب جو ان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہو گئے خیال ہوا کہ اوس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اوس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے۔ اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ

رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسماء تلاوت کیے جاتے ہیں مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم
اللہ تعالیٰ زیارت جمال آرا حضور انور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا
ہے اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے میں نے
وہ اسمائے طیبہ تلاوت کیے پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے شاید میں پہلے ذکر
کر چکا ہوں اوس سے اذن کا استنباط ہو سکتا تھا۔ مگر میں نے ظاہر پہ محمول کر کے ترک
کر دیا غرض جفر سے جو جواب نکلے گا۔ ضرور حق ہوگا۔ کہ علم اولیائے کرام کا ہے اہلبیت
عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط
فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا۔ اور صحیح اوترا تو اس فن کا
اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور اولٹے اعتراضوں کی دقت کون
سہے جواب بحمد اللہ پورا صحیح اوترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا وہ طبعزاد جداول کہ تدقیق
تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے
وقت حضرت سید (حسین مدنی) صاحب موصوف کے نذر کر دیں۔

ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے اونہوں
نے حیدرآباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہو سکتا خود آئیے وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت
بریلی تشریف لے آئے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہ کے یہاں رونق افروز
ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے۔
وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ اونھیں خیر و خوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد
فرمایا کہ یہ جو کچھ سیکھیں ان کو بتاؤ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت
طلب نہ کر سکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کے خلاف کیونکر کروں گا۔ آٹھ مہینے تک اونھیں
سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط
کر لیے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اعلا با ضابطہ مرتب فرما لیتے اور جواب تلاش کرتے
نہ ملتا مجھے دکھاتے میں گزارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہیں

کیوں نظر نہیں آتا میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب
وہ القاسے ملک ہے اگر القا نہ ہوا اپنا کیا اختیار یہ اوس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے سبلے اجازت
لیے اونہیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں اون
کی محبت وصلاح وتقوی کے سبب اکثر اون کی یاد آتی ہے جزیرہ سنگاپور سے ایک خط اون
کا آیا تھا اوس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں سید حسین مدنی سا کوئی سبز چشم دبلے طرح عربی میں نے
ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا اون کی خوبیاں دل پر نقش ہیں حضرت سید اسمعیل مکی کا
تذکرہ اکثر اون کے سامنے کرتا تو وہ فرماتے رہے سعادت اون کی کہ اون کی ایسی یاد تمہارے قلب
میں ہے اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیونکر دیکھیں کہ اون کی کتنی یاد ہے یہاں سے ملک
چین کو تشریف لے گئے پھر اون کا کوئی خط بھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ اون کا کوئی خط
گیا اون کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی اون سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس
زمانہ میں قازان کو گئے ہوئے تھے۔ کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی
سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں۔ یہاں
کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد
مدنی کا بیان ہے جو پار سال تشریف لائے تھے۔

اتباع شرع وتقوی

حضرت سیدنا شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک بار میں اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی اور حضرت
مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی خیرآباد گئے مولانا عبدالقادر صاحب نے مولوی عبدالحق
صاحب خیرآبادی سے ملنے کے لیے جانے کا ارادہ کیا حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب
نے یہ کہکر ہمراہ جانے سے عذر کیا کہ مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی کے متعلق مسموع ہوا
ہے کہ وہ فقہاء کرام علماء اعلام کے خلاف شان غیر مناسب کلمات کہا کرتے ہیں مجھ سے اس
کی برداشت نہ ہوگی اور مجلس میں بے لطفی پیدا ہو جائے گی آپ وہاں تشریف لے جائیں
اور میں مولانا حسین بخش صاحب سے ملنے جاتا ہوں یہ مولانا حسین بخش صاحب خیرآباد میں
نقیبہ تھے اور حضرت چھوٹے مخدوم صاحب حضرت مخدوم اللہ دیا خیرآبادی قدس سرہ

کی اولاد امجاد میں تھے۔

انہیں کا بیان ہے کہ سیتاپور میں نے مولانا احمد رضا خانصاحب سے سیزدہ درود شریف نقل کرایا حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت میں لفظ حُسَینی اور زَاھِدا بھی ہے مولانا نے نقل میں بھی یہ دو لفظ تحریر نہ فرمائے اور فرمایا کہ حُسَینی صیغہ تصغیر ہے اور زاھد اوسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان الفاظ کا لکھنا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک بار مولانا فضل رسول صاحب کے عرس کے زمانہ میں مجھے معلوم ہوا کہ مولوی غلام قطب الدین برہمچاری صاحب آئے ہوئے ہیں اور بعد نماز جمعہ جامع مسجد بدایوں میں وعظ فرمائیں گے۔ اون کے بیان کا شہرہ سن کر مجھے بھی اشتیاق ہوا۔ میں نے مولانا عبد القادر صاحب سے کہا کہ ہم اور آپ نماز جمعہ جامع مسجد میں چل کر پڑھیں وہاں بیان بھی سنیں گے۔ مولانا عبد القادر صاحب اور میں جامع مسجد جانے لگے تو مولانا احمد رضا خانصاحب نے مولانا بدایونی سے اجازت طلب کی کہ درگاہ شریف ہی میں جمعہ قائم کرلیں اس لیے کہ امام جامع مسجد کی نسبت کچھ قراءت وغیرہ ضروریات نماز میں نقصان و قصور مسموع ہوا۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز فریضہ فجر ادا کرنے کے لیے خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہوگئی نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانہ اقدس کی طرف اوٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار میں جلد جلد تشریف لائے اس وقت برادرم قناعت علی نے اپنا یہ خیال مجھ سے کہا کہ اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں مگر قربان اس ذات کریم کے کہ دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے۔ تو سیدھا تو بھی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا قدمی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے۔ تو سیدھا آگے صحن مسجد میں ایک صف بچھی تھی اوس پر قدم پہنچتا ہے۔ تو سیدھا اور اسی پر بس نہیں ہر صف پر تقدیم سیدھے ہی قدم سے فرمائی یہاں تک کہ محراب میں مصلی پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے اور اسی پر کیا منحصر ہے۔ بیتی پاک کرنے اور استنجا فرمانے کے سوا حضور کے ہر فعل کی ابتدا سیدھے ہی جانب سے ہوتی تھی چنانچہ عمامہ مبارکہ کا شملہ سیدھے شانہ پر رہتا عمامہ مبارکہ کے

پیچ سیدھی جانب ہوتے عمامہ مقدسہ کی بندش اس طور پہ ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں گردش اور دہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔

ایک روز جناب سید محمود جان صاحب نوری مرحوم مغفور نے حضور کے عمامہ باندھنے پر عرض کیا کہ حضور عمامہ باندھنے میں اوٹا ہاتھ کام کرتا ہے فرمایا اگر سیدھا ہاتھ ہٹا لیا جائے۔ تو اولٹے ہاتھ سے باندھ تو لیجئے اصل بندش تو سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے اگر کسی صاحب کو کوئی شے دینا ہوئی اور ادس نے اولٹا ہاتھ لینے کو بڑھایا فوراً اپنا دست مبارک روک لیتے اور فرماتے سیدھے ہاتھ میں لیجئے اولٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے اعداد بسم اللہ شریف (۷۸۶) عام طور سے لوگ جب لکھتے ہیں تو ابتدا ۷ سے کرتے ہیں پھر ۸ لکھتے ہیں ان کے بعد ۶ مگر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ۶ تحریر فرماتے پھر ۸ تب ۷، یوہیں نقش کے خطوط سیدھی ہی جانب سے کشش فرماتے اور تہ فرمانے میں بھی اس کا لحاظ تھا کہ نقش کے سیدھے رخ کی طرف یعنی جس طرف ۷۸۶ ہے اودھر سے نیچے کی طرف تہ کرتے ہوئے لاتے پھر سیدھی جانب سے خلیتے تعویذی صورت میں کر دیتے۔

یہاں ایک ضروری ارشاد عرض کردوں وہ یہ کہ ہر وہ تعویذ جس پر موم جامہ کرنا ہو پہلے اوس پر خوشبو لگائی جائے یا لوبان کی دھونی دی جائے اس کے بعد سادہ کاغذ لپیٹ کر (کاغذ ردلدار نہ ہو) پاک کپڑے کی تہہ دے کر موم جامہ کیا جائے یہ احتیاط اس لئے ہے کہ موم جامہ سیاہی کو بہت جلد چاٹ لیتا ہے تو جب نقش ہی نہ رہا ظاہر ہے کہ اثر کیا ہوگا۔ مسجد سے باہر آتے وقت پہلے اوٹا قدم نکالنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس لیے حضور اس موقعہ پر اولٹا قدم جوتے کے بالائی حصے پر قائم فرما کر سیدھے پاؤں میں پہلے جوتا پہنتے پھر اولٹے میں بیت الادب میں داخل ہوتے وقت عصائے مبارک باہر بازو کو کھڑا فرما کر جاتے شاید اس میں دو مصلحت مضمر تھیں ایک تو یہ کہ دوسرا شخص آنے نہ پائے دوسرے عصائے مبارک مسجد میں ساتھ رہتا تھا بلکہ اوس کے سہارے سے قیام بھی قیام فرماتے اسی لیے احتیاط ملحوظ رکھتے والحمد للہ

ادنیٰ خادم کا بیان ہے کہ ایک روز نماز عشا کے لیے خلاف معمول حضور کو بہت

دیر ہو گئی اکثر لوگ نمازیں پڑھ پڑھ کر چلے گئے صرف میں ایوب علی اور برادرم شفاعت علی اور دو چار دیگر حضرات انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ حضور تشریف لے آئے جماعت قائم ہوئی حضور نے امامت فرمائی اور بعد سلام ہم سب کی طرف نظر کرم سے دیکھتے ہوئے فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرۃ پھر سب کو شمار کیا پھر فرمایا نماز باجماعت کے لیے آپ حضرات کو بہت دیر انتظار کرنا پڑا اور فرمایا انتظار نماز بھی داخل عبادت ہے۔

انہیں کا بیان ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جس وقت تشریف لاتے فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے اور اسی پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورود مسعود ہوتا تقدیم سلام ہوتی جاتی اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسطی در سے داخل ہوا کرتے اگرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو نیز بعض اوقات اوراد و وظائف مسجد شریف ہی میں بحالت خرام شمالاً و جنوباً پڑھا کرتے مگر منتہائے فرش مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور بحالت اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے شب کا وقت جاڑے کا زمانہ اور اس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی حضور کو نماز عشا کے لیے وضو کرنے کی فکر ہوئی کہ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جاتے بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چار تہ کرکے اس پر وضو کیا اور ایک قطرہ فرش مسجد پر نہ گرنے دیا اور پوری رات جاڑوں کی اور اس پر باد و باراں کا طوفان یوں ہی جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی جزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء

انہیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تین چار فوجی آدمی عقیدۃً خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے حضور نے نیچی نظر کرلی انہوں نے کچھ عرض کیا حضور نے بغیر نظر اٹھائے انہیں جواب دیا چونکہ ہم خدام حضور سے سنے ہوئے تھے کہ ناف سے زانوؤں تک مرد کا جسم عورت ہے اور اس کا چھپانا واجب اور یہ لوگ نیکر پہنے

ہوئے تھے جس کے وجہ سے زانو کھلے ہوئے تھے فوراً ایک کپڑا لے کر سب کے زانو ڈھک دیئے اس کے بعد حضور نے نظر ملا کر کلام فرمایا۔

نبیرۂ حضرت محدث سورتی مولانا قاری احمد صاحب کا بیان ہے کہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے سالانہ جلسہ میں اعلیحضرت قبلہ پیلی بھیت تشریف لائے ایک روز صبح کو حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پیلی بھیت کے مشہور بزرگ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمۃ سے ملنے تشریف لے گئے وہاں پہنچکر دیکھا کہ شاہ صاحب بے حجابانہ عورتوں کو بیعت کر رہے ہیں اعلیحضرت بمقتضائے کمال غیرت علی احکام الشرع بغیر ملے ہوئے واپس تشریف لے آئے دوسرا کوئی ہوتا تو بگڑ جاتا لیکن حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال بے نفسی و حق پسندی اس طرح جلوہ گر ہوا کہ شام کو جب اعلیحضرت بریلی تشریف لے جانے لگے تو شاہ جی میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسٹیشن تک پہنچانے گئے اور صبح کے واقعہ پر اظہار افسوس کر کے فرمایا کہ مولینا آپ آئندہ میں عورتوں کو پس پردہ بٹھا کر ان سے بیعت لیا کروں گا۔ اس کے بعد اعلیحضرت نے ان سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا یہ تھے ان حضرات کے مابین ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین ٥ کے جلوے رضی اللہ تعالیٰ عنہما وللہ الحمد۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے جماعت کا وقت تھا۔ مسجد کے کوئیں پر ایک بہشتی کا لڑکا پانی بھر رہا تھا جلدی کی وجہ سے اوسی لڑکے سے پانی طلب فرمایا اس نے کہا کہ مولانا میرے بھرے ہوئے پانی سے آپ کو وضو کرنا جائز نہیں اور نہیں دیا مولانا کو غصہ آیا اور فرمایا کہ ہم جب تجھ سے لے رہے ہیں تو کیوں جائز نہیں اوس نے کہا کہ مجھے دینے کا اختیار نہیں میں نابالغ ہوں مولانا کو اور غصہ آیا جماعت ہو رہی ہے اور یہاں اور دیر لگ رہی ہے فرمایا آخر تو جہاں جہاں پانی دیتا ہے اون کا وضو کیسے جائز ہو جاتا ہے اوس نے کہا وہ لوگ تو مجھ سے مول لیتے ہیں اور غصہ آیا مگر اوس نے نہیں دیا آخر کار خود بھرا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز میں شریک ہوئے جب غصہ

کم ہوا اور سلام پھیرا تو خیال آیا کہ وہ بہشتی کا لڑکا از روئے فقہ صحیح کہتا تھا۔ دیدار علی تم سے تو اعلیحضرت کے یہاں کے خدمتگاروں کے بچے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں یہ سب اعلیحضرت کے اتباع شریعت کا فیض ہے یہ خیال آکر بہت شرم آئی اور پھر ادب و عقیدت سے اعلیحضرت سے ملے ۔ اور پھر حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت و اجازت حاصل کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

احتیاط فی الدین

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ نقشہ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ کے اوقات صلوات خمسہ نقیر استخراج کرتا ہے اور تکمیل کے بعد بغرض ملاحظہ کاشانہ اقدس میں بوقت صبح حاضر کرتا ہے جو ۱۰۔ ۱۵ منٹ میں واپس آجاتا ہے دیکھتا ہوں کہ ہر نماز کے کالم میں صحیح رقوم ہے بجز ایک کالم کے کہ اوس کے آخر میں لفظ (خیر) تحریر فرمایا تھا اور جس تاریخ کے وقت میں خامی تھی اس پر نشان (x) بنادیا تھا چنانچہ جانچ کرنے سے وہ نقص دور ہوگیا جو سکنڈ کے ہزار ویں حصہ میں تھا اگرچہ وقت پر اس کا اثر نہ آتا تھا مگر غلطی تو تھی اسی لئے بجائے صحیح کے لفظ خیر ارقام فرمایا گیا اللہ اللہ یہ ہیں وہ پاک و متبرک و بے مثل محتاط صادق القول نفوس قدسیہ جن کی تحریر منیر اور تقریر دلپذیر کا کوئی جملہ کوئی لفظ کوئی حرف نعوذ باللہ قابل گرفت نہیں۔

اونھیں کا بیان ہے کہ شعبان المعظم کا اخیر ہفتہ ہے نقشہ اوقات صلوات خمسہ ماہ مبارک کا طیار ہوچکا ہے۔ حضور بعد عصر اپنی جیبی گھڑی سے جس میں صحیح وقت تھا اوس سے ایک اور گھڑی میں کچھ منٹ کم یا بیش کرکے میرے اور برادرم قناعت علی کے حوالہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ شہر سے باہر بلند مقام پر پہنچکر غروب آفتاب مشاہدہ کرو اور یہ دیکھو کہ بوقت غروب اس گھڑی میں کیا وقت ہوتا ہے حسب الارشاد ہم دونوں روانہ ہوئے یہ منظر دیکھنے کے لیے ہمارے ساتھ نواب سعید احمد خانصاحب اور نواب وحید احمد خانصاحب قادری رضوی بھی تشریف لے گئے ہم لوگوں کے پاس ایک گھڑی صحیح وقت کی تار گھر سے ملی ہوئی اور تھی نیز اوس روز کا وقت غروب بھی معلوم تھا مختصر یہ کہ بوقت غروب ہم چاروں شخصوں کی آنکھیں شاہد ہیں کہ قرص آفتاب کا باریک کنارا جھلک دے رہا ہے تو وقت میں بھی سکنڈ باقی ہیں یہانتک کہ ادھر وقت پورا ہوا اور ادھر آفتاب نظروں

سے اوجھل تھا یہ کیفیت دیکھکر حاضرین کی زبان سے بیساختہ سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ نکل گیا اب فکر صرف یہ رہ گئی کہ حضور کی عطا کردہ گھڑی میں جتنے منٹ کا تفاوت ہوا ہے۔ حضور کے روبرو صحیح ثابت ہو جائے چنانچہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ غروب کے وقت اس گھڑی میں یہ وقت تھا۔ حضور نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ نقشے کے مطابق غروب ہوا۔

انھیں کا بیان ہے برسات کا موسم تھا عشاء کے وقت ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کر دیتے تھے جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت ہوتی تھی اور اس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیاسلائی جلانے کا حکم تھا۔ اوس زمانہ میں گندھک کی دیاسلائی استعمال کی جاتی تھی جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بدبو نکلتی تھی لہٰذا اس تکلیف کی مدافعت حضور کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشے لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے حضور کے ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لے جا کر رکھدی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضور کی نظر اوس پر پڑی ارشاد فرمایا" حاجی صاحب آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا۔ کہ مسجد میں بدبودار تیل نہیں جلانا چاہئے۔ انہوں نے عرض کیا حضور اس میں انڈی کا تیل ہے فرمایا راہگیر دیکھکر کیسے سمجھیں گے۔ کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل جل رہا ہے وہ تو یہی کہیں گے۔ کہ دوسروں کو تو فتویٰ دیا جاتا ہے۔ کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوا رہے ہیں ہاں اگر آپ برابر اس کے پاس بیٹھے ہوئے یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے تو مضائقہ نہیں چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اوس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ اگرچہ اوس لالٹین میں شرعاً مضائقہ نہ تھا مگر غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے اتقوا مواضع التھم بچو اعتراض کے مواقع سے یعنی اگرچہ وہ بات درست ہو مگر لوگوں کو خواہ مخواہ طعن تشنیع کا موقع اس سے ملتا ہو اس سے احتیاط کرو نیز اس میں یہ حکمت تھی کہ عامۂ مخلصین و معتقدین اوس لالٹین کو دیکھکر اپنی غلط فہمی سے اوس میں مٹی کا تیل جلتا ہوا سمجھکر یہ غلط بات یاد نہ کر لیں کہ جب اعلیٰحضرت کی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا ہے۔ تو مسجد میں مٹی کا تیل جلانا

جائز ہی ہو گا ۔ اللہ اکبر یہ ہے نشانِ امامت اہلسنت و غلامی سرکار رسالت کا جلوہ وللہ الحمد
انھیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت قبلہ کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں اور اس زمانہ میں
بوقت حاضری مسجد متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبل نماز اور کبھی بعد نماز مجھے پاس بلا لیا اور
فرمایا سید صاحب دیکھیے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز
اعادہ کرنا ہو گی

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ اعلیحضرت نماز میں اس
قدر احتیاط اور جزئیات مسائل کا ایسا خیال فرماتے کہ عام لوگ نہیں بلکہ اکثر علماء اس کے سمجھنے
سے بھی قاصر ہیں ایک سال میں ۲۰ رمضان شریف سے اعلیحضرت کی مسجد میں معتکف ہوا ۲۱ رمضان
شریف سے اعلیحضرت نے بھی اعتکاف فرمایا ایک دن قبل اعتکاف عصر کے وقت تشریف
لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے میں مسجد کے اپنے کونے میں چلا گیا تھوڑی دیر میں
مجھ سے ایک صاحب نے فرمایا آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی میں نے کہا کہ میں
نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھ لی انھوں نے کہا کہ حضرت تو اب پڑھ رہے ہیں مجھے اس وجہ سے
یقین نہیں آیا کہ بعد عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں
کہ مجھے بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے انہوں نے مجھ سے پھر کہا کہ دیکھ لیجئے وہ پڑھ رہے ہیں
میں نے بڑھکر دیکھا تو واقعی پڑھ رہے تھے مجھے بجد حیرت ہوئی اور آگے بڑھکر کھڑا رہا سلام
پھیرنے پر عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد سانس کی حرکت
سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا ۔ چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے ۔ اس وجہ سے میں نے
آپ سے نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کرا کے اپنی نماز پھر پڑھ لی ۔

یہ ایسا واقعہ ہے کہ اکثر صاحبان کی سمجھ میں نہیں آتا صرف ایک بزرگ نے مجھ سے یہ سن کر
اس کی بڑی عظمت کی ۔ یہ بزرگ پیر عبد الحمید صاحب بغدادی ہیں بڑودہ میں تشریف لائے
اور جامع مسجد میں ایک دن مغرب کی نماز پڑھائی میں نے ایسا اثر کبھی قرآن شریف پڑھنے
کا نہیں دیکھا بعدہ معلوم کیا کہ یہ کون صاحب تھے تب ان سے ملنے اور ان کی قیام گاہ
پر گیا اعجاز قرآنی کے سلسلہ میں فرمایا میں ایک مرتبہ ایران گیا وہاں آتش پرستوں کا ایک

آتشکدہ بہت پرانا ہے اوس کی پرستش کرتے ہیں اون سے مباحثہ کے لیے لوگوں نے
میرا نام لے دیا میں نے کہا کہ یہ لوگ جسے پوجتے ہیں اوسی سے پوچھ لو یعنی آتشکدہ میں جا کر
آگ سے پوچھ لو کہ وہ کس کی رعایت کرتی ہے لوگوں نے اسے محض دھمکانا سمجھا اور لوگوں
نے میرا اور وہاں کے ایک پجاری کا نام مقرر کر کے ایک تاریخ و وقت معین کر کے مناظرہ
کا اعلان کر دیا۔ وقت مقررہ پر تمام شہر کی مخلوق کثرت سے موجود تھی اس وقت میں نے اوس
پجاری سے کہا کہ چلیے آپ گھبرایا اور رکا میں نے خیال کیا کہ اگر میں بھی رکا تو لوگ محض دھمکی سمجھیں
گے اس وجہ سے تنہا اوس آتشکدہ میں چلا گیا۔ اور پورے ۲۰ منٹ آگ میں کھڑا رہا بعدہ نکل
آیا یہ دیکھکر بہت سے آتش پرست مسلمان ہو گئے ہیں نے اپنے ضعف ایمانی کی وجہ
سے اون سے ڈر کر پوچھا کہ آپ کیسے آتشکدہ میں چلے گئے فرمایا قرآن مجید لے کر یہ سمجھ کر چلا
گیا جب ہم کو قرآن نار جہنم سے بچائے گا۔ تو اس معمولی آگ سے کیوں نہیں بچائے گا
اس واقعہ سے حضرات ناظرین اون بغدادی صاحب کی بزرگی اور قوت ایمانی کا اندازہ
لگالیں اون بزرگ نے مجھ سے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ عصر کی نماز کا سنا
دوسرے دن اون سے پھر ملاقات ہوئی تو فرمایا آج ساری رات روتے گزری یہی کہتا رہا
کہ خداوندا تیرے ایسے ایسے بندے بھی ہیں جو اس احتیاط سے نماز پڑھتے ہیں۔

صلابت مذہبی و حق گوئی

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری کا بیان ہے
کہ ایک بار مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ العزیز کے
عرس میں مولانا احمد رضا خاں صاحب تشریف لائے تھے کسی نے مولوی سراج الدین صاحب
آنولوی کو میلاد شریف پڑھنے بٹھا دیا تھا۔ اونہوں نے اثناء تقریر میں یہ کہا کہ پہلے حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں قیامت کے دن فرشتے روح ڈالیں گے چونکہ اس میں
حیات انبیا علیہم السلام کے مسلمہ اصول سے انکار نکلتا تھا یہ سن کر مولانا موصوف کا چہرہ متغیر
ہو گیا اور جناب مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا آپ اجازت دیں تو میں ان کو
منبر پر سے اتار دوں مولانا عبد القادر صاحب نے آنولوی صاحب کو بیان سے روک دیا اور
مولانا عبد المقتدر صاحب سے فرمایا کہ مولانا ایسے بے علم لوگوں کو مولانا احمد رضا خاں صاحب

کے سامنے میلاد شریف پڑھنے نہ بٹھایا کیجیے جن کے سامنے بیان کرنے والے کے لیے علم اور زبان کو بہت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے اسی سلسلہ میں مولانا احمد رضا خانصاحب نے فرمایا کہ انھیں وجوہ سے آج کل کے واعظین اور میلاد خوانوں کے بیانوں وعظوں میں جانا چھوڑ دیا ہے اور حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ حضرت اون میں سے ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں۔

اونھیں کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے عرس حضرت صاحب البرکات شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے قبل مولانا کو طلب کر لیا تھا درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں قیام فرما تھے مبارک جان نامی علیگڑھ کی ایک مشہور اور بڑی متمول رنڈی کسی کے یہاں مارہرہ آئی ہوئی تھی درگاہ معلی میں حاضر ہوئی اور روضہ شریف کی سیڑھیوں پر بیٹھکر گانا آغاز کرنا ہی چاہتی تھی سازندوں نے ساز لگائے تھے کہ مولانا کی نظر پڑ گئی اور بے اختیار ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لاکر اون سے فرمایا کہ تم یہاں کیسے آئے یہ درگاہ معلی ناچ گانے شیطانی کاموں کی جگہ نہیں فوراً یہاں سے روانہ ہو جاؤ یہ فرمایا اور درگاہ سے اون لوگوں کو باہر کر دیا۔

جناب حاجی کفایت اللہ صاحب جناب حاجی خدا بخش صاحب کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے صبح کی نماز اعلیحضرت کے پیچھے پڑھی جب حضرت نماز پڑھ چکے تو ایک مسافر صاحب آئے ہوئے تھے اونھوں نے اعلیحضرت کو ایک خط دیا وہ صاحب اعلیحضرت کے مرید تھے جس وقت وہ مرید ہوئے تھے۔ اون کی داڑھی حد شرع سے کم تھی اونھوں نے خواہش کی کہ کوئی وظیفہ حضور مجھ کو تعلیم فرمائیں اعلیحضرت نے فرمایا کہ جس وقت تمہاری داڑھی حد شرع کے مطابق ہو جائے گی اوس وقت میں وظیفہ وغیرہ بتا دوں گا وہ صاحب اس کے متعلق ایک بزرگ کا سفارشی خط لائے تھے کہ ان کو کچھ بتا دیا جائے حضرت نے فرمایا جب تک تم داڑھی شرع تک بڑھا کر نہ آؤگے۔ اس وقت تک تم کسی کی سفارش لاؤ تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب داڑھی تمہاری حد شرع کے مطابق ہو جائے گی۔ میں خود ہی بتا دوں گا اس میں کسی کے سفارش کی ضرورت نہیں۔

رسالہ مبارکہ دربار حق و ہدایت میں حضرت مولانا ابو المساکین شاہ ضیاء الدین صاحب

قادری رضوی پیلی بھیتی مدیر تحفۂ حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجلس علماء اہلسنت و جماعت پٹنہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۰ رجب المرجب لغایت ۱۳ رجب المرجب ۱۳۱۸ھ میں حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ شرکت فرماتے ہیں جلسہ مذکورہ کے اخیر روز ایک شاعر آزاد نیچری وضع داڑھی صفا نے جن کے ساتھ اسی وضع کے آٹھ دس حضرات اور بھی تھے خدمت اقدس حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو کر اپنا ایک فارسی ترکیب بند تین بند کا مدح جلسہ میں مبہم (جس سے کچھ بھی واضح نہ ہوتا تھا کہ کس جلسہ کی تعریف ہے) اس اظہار کے ساتھ کہ میں نے اس مجلس مبارک علمائے اہلسنت و جماعت کی مدح میں لکھا ہے اس جلسہ میں پڑھکر فخر حاصل کرنے کی اجازت مانگتا ہوں پیش کیا حضرت والا نے فرمایا مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کے پاس لیجائیے انھیں سنا بھی لیجئے اگر وہ بعض الفاظ کی تبدیلی کو کہیں بدل دیجئے اور انھیں سے اجازت لیجئے۔ آزاد صاحب اعلیحضرت کے پاس آئے اپنی نظم دکھائی حضور نے بعض الفاظ مخالف شرع میں اصلاح دی آزاد صاحب نے قبول کی حضور نے ان کی وضع قطع و ترکیب سے سراپا نیچری اور داڑھی منڈی دیکھکر فرمایا آپ مولوی سید اعظم شاہ صاحب کو اجازت دیجئے کہ وہ آپ کی طرف سے جلسہ میں پڑھ دیں کہا میں ایرانی لہجہ میں پڑھوں گا۔ شاید مولوی صاحب نہ پڑھ سکیں مولوی اعظم شاہ صاحب نے فرمایا عربی مصری ایرانی جیسا لہجہ کہئیے میں پڑھ دوں پھر ایک بند ایرانی لہجہ میں پڑھکر سنایا آزاد صاحب نے پسند کیا اور بظاہر راضی ہوئے کہ یہی پڑھ دیں مولانا مولوی سید عبد الصمد صاحب سہسوانی کا وعظ ہو رہا تھا اوسکے ختم کا انتظار رہے کہ یاقوت عبد المجید صاحب پیش موضع اندر حویس تشریف لائے اور حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ سے عرض کیا کچھ ضروری عرض ہے دوسرے کمرے میں تشریف لے چلیے ارشاد فرمایا جلسہ وعظ سے اوٹھکر جانا کیا مناسب ہے اگر کوئی ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو خیر ورنہ ختم وعظ کا انتظار کیجئے کہا اسی وقت کی ضرورت ہے۔ حضور اوٹھے اور ایک خالی کمرہ میں جہاں صرف مولوی سید شاہ بشیر صاحب الہ آبادی تشریف رکھتے تھے جا کر یہ الفاظ تمہید شروع کی کہ یہ آٹھ دس نیچری جو اس داڑھی منڈے کے ساتھ آئے ہیں سب ندوی تھے اس داڑھی منڈے نے انھیں ہدایت کر کے ندوہ سے بیزار کیا اور جلسہ

اہلسنت کا طرفدار بنایا ہے حضور نے فرمایا اگر ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں جزا ہے اس
وقت مقصود کیا ہے کہا اس کی نظم جلسہ میں دوسرا پڑھے اس میں اس کی سخت دلشکنی ہے
اجازت دیجئے کہ یہی پڑھیں اور اس کا میں ذمہ لیتا ہوں کہ یہ پورا سنی ہے یہاں تک کہ
ندوہ کا بھی مخالف ہے آپ اس کی نیچری وضع پر نہ جائیں جب زیادہ اصرار ہوا اور مولوی سید شاہ بشیر
صاحب سے بھی حافظ صاحب نے سفارش چاہی تو حضور نے فرمایا بہت اچھا یہی پڑھیں مگر ایک
شرط ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر بر سر جلسہ علانیہ فرمائیں۔ صاحبو میں سنی صحیح العقیدہ ہوں نیچریوں۔
وہابیوں۔ رافضیوں غیر مقلدوں سب گمراہوں سے جدا ہوں اس وضع کو بھی خلاف شرع شریف
جانتا ہوں میں نے اپنے علماء اہلسنت وجماعت کی مدح میں کچھ نظم عرض کی ہے اسے سنانا چاہتا
ہوں اس کے بعد پڑھ دیں ہمارا حرج نہیں حافظ صاحب اس شرط پر راضی ہوگئے وہاں سے
جا کر یہ شرط آزاد صاحب سے بیان کی یہ انھیں منظور نہ ہوئی حافظ صاحب پھر آئے اور کہا کہ آپ
مجھ سے حلف اٹھوا لیں کہ یہ داڑھی منڈا سنی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب وہ بر سر جلسہ اعلان
کردیں گے آپ کے حلف کی حاجت نہ رہے گی کہنے لگے آپ اس کا بھی خیال نہیں کرتے کہ اس
نے اتنے لوگوں کو ندوہ کا مخالف بنادیا ہے اس پر حضور نے آیہ کریمہ تلاوت فرمائی قل لا تمنوا علی اسلامکم
بل اللہ من علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم مومنین ○ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو
بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت فرمائی اگر تم ایمان رکھتے ہو حافظ صاحب
نے فرمایا کہ پہلے آپ اعلان کردیجئے کہ میں سنی ہوں حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا سنی ہونا یہاں سے حرمین
محترمین زادہما اللہ شرفا وتکریما تک آفتاب سے زیادہ روشن ہے میری تصنیفات تمام ہندوستان
میں شائع ہیں جو میری سنیت پر شاہد عدل ہیں اور بیان کو کہیے تو رات چار گھنٹے تک فقیر نے یہی
بیان کیا کہ میں سنی ہوں اور بحمد اللہ نیچریہ وہابیہ رافضیہ وغیر مقلدین وندویہ وغیرہم سب بدمذہبوں
سے بیزار ہوں اور جب تک زندہ رہوں گا بعونہ تعالیٰ تقریراً تحریراً یہی بیان و اعلان کرتا رہوں
گا۔ فقیر پر بحمد اللہ کسی تہمت و احتمال کا محل نہیں جس سے تبریہ کی حاجت ہو حافظ صاحب ساکت
ہوکر گئے مگر آزاد صاحب بہت گرم ہوتے ہوئے تشریف لائے کہ مجھ پر درجہ احتمال و تہمت
کیا ہے۔ مولوی سید اعظم شاہ صاحب نے آزاد صاحب کی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ کر بتایا کہ یہ ہے

کہا تُرک داڑھی منڈاتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اس سے جواز کیونکر ثابت ہوا یہ جلسہ ندویہ کی سنگت نہیں جس میں سب کی کھپت ہے یہاں آکر اگر اپنی نظم سنانا چاہتے ہیں۔ تو پہلے وہ اعلان کرنا ضرور ہوگا ورنہ اجازت نہ ہوگی آزاد صاحب و حافظ صاحب و جملہ منا چرہ خفا ہو کر چلے گئے۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ یہ پورے آزادی پسند اور ندوہ کے خادم اور پابند ہیں اسی جلسہ ندوہ میں ان کی اُردو نظم مدح ندوہ میں چھپ چکی ہے جو انہوں نے ندوہ کے جلسہ میں پڑھی اس مہمل و مبہم ترکیب بند کے سنانے میں یہ حکمت تھی کہ اعتراض کی گنجائش ہوگی کہ مجلس علماء اہلسنت میں بھی ایسے حضرات لکچرازی کرتے ہیں مگر اہلسنت کا حافظ و ناصر اللہ عزوجل ہے و للہ الحمد

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے حضور کی سب سے چھوٹی صاحبزادی مرحومہ کی شادی عنقریب ہونے والی تھی کہ بمبئی سے تار آیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی حج کے ارادہ سے آئے ہوئے ہیں اور مسافر خانہ میں مقیم ہیں حضور نے فوراً تار کا جواب تار پر دیا کہ تحقیقی تار آنے پر میری آمد کا تار ملنے پر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا جائے اور تیاری شروع کر دی جب یہ خبر عام ہوئی تو اکثر بندگان خدا جنھیں مقدور تھا اور پہلے سے منتظر تھے آمادہ ہو گئے حضور کی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ نے بھی اپنے جذبہ شوق میں عرض کر ہی دیا کہ حضور نے میرے لیے جو سامان مہیا فرمایا ہے اوسے فروخت کر کے مجھے بھی ساتھ لیتے چلیے معلوم ہوا کہ حضور نے وعدہ فرما لیا ہیں اور برادرم قناعت علی بھی عرصہ مدید سے حسب گنجائش پس انداز کر رہے تھے اور جس کا ایک موقع پر حضور کو علم ہو گیا تھا۔ اس لیے حضور نے ایک روز ہم دونوں سے دریافت فرمایا ہم لوگوں نے مقدار جدا جدا عرض کی اور وہ اس قدر تھی کہ مجموعی رقم ایک شخص کے لیے کفایت کرتی حضور یہ معلوم کر کے خاموش مکان میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں کچھ خطوط لکھکر فرمایا انھیں پڑھکر ڈاک میں ڈال دو اور اندر تشریف لے گئے ان خطوط میں تحریر فرمایا تھا کہ میرا ارادہ حرمین طیبین حاضری کا ہے میرے ساتھ چند بندگان خدا جانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے امکان میں حج بدل کا انتظام ہو سکے تو ذریعہ تار مطلع کیجئے اور میرے تار کے جواب میں تار پر روپیہ روانہ کیجئے چنانچہ ان خطوط کا جواب فوراً تار پر آیا روپیہ کا انتظام ہے صرف حضور کے تار کا انتظار ہے یہ تار ملتے پر حضور

نے ہم دونوں سے وعدہ فرما لیا اس کے دوسرے روز صبح کے وقت مکرمی جناب حکیم علی احمد خانصاحب نے جو حضور کے بھانجے تھے اور جن کے سپرد تعویذات کا کام تھا مجھے اور قناعت علی کو اپنی ڈیوڑھی نشستگاہ میں بلا کر اندر سے ایک عرضی لا کر دکھائی جو انھوں نے حضور کی خدمت میں بایں مضمون پیش کی تھی کہ حضور مجھے اپنے ہمرکاب لے چلیے اور حج بدل کی کوشش فرما دیجئے اس پر حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ میں نے دو بندگان خدا سے وعدہ کر لیا ہے پہلے وہ مستحق ہیں اس کے بعد اگر کہیں سے اور آگیا تو آپ کو بھی ساتھ لے لوں گا۔ حکیم صاحب کا مقصود اس درخواست کے دکھلانے سے یہ تھا کہ ہم لوگوں کو شاید معلوم ہو کہ وہ دو شخص کون ہیں جن سے حضور نے وعدہ فرما لیا ہے ہم دونوں نے عرض کیا کہ وہ دو شخص ہم دونوں ہیں مختصر یہ کہ اب بمبئی سے تھانوی کی نقل و حرکت پر تار یکے بعد دیگرے آنے لگے اب مسافرخانہ سے سامان بندرگاہ جا رہا ہے اب وہ مع ہمراہیاں روانہ ہوگئے اب جہاز پر سامان بار ہو رہا ہے اب وہ مع ہمراہیان جہاز پر سوار ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد آخری تار آیا کہ تھانوی اپنے بعض عزیزوں کو روانہ کرنے کے لئے آئے تھے خود نہیں گئے لہذا حضور نے بھی ارادہ ملتوی فرما دیا۔

یہاں ناظرین کرام پر اتنا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ حضور نے اس سفر مبارک کو تھانوی کی روانگی پر کیوں منحصر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ وہابیہ کی عیاریاں، مکاریاں کیا دیاں، ہن دیار پاک میں کوئی نیا فتنہ نہ پیدا کریں کہ اس گندے بردزے کے اثرات ہندوستان کی فضا کو گندا کریں

اونہیں کا بیان ہے کہ حضرت ننھے میاں (برادر خورد اعلیحضرت) عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حیدرآباد دکن سے ایک رافضی محض آپ سے ملنے کی غرض سے پیچھے آرہا ہے تالیف قلوب کے لیے اس سے بات چیت کر لیجئے کہ اتنے میں وہ بھی آگیا ہم لوگوں نے دیکھا کہ حضور بالکل اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے ننھے میاں نے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا حضور کے مخاطبہ نہ فرمانے سے اس کی بھی جرأت نہ ہوئی کہ تقدیم کلام کرتا عرض تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے حضور کو سناتے ہوئے کہا کہ اتنی دور سے ملاقات کے لیے آیا تھا اخلاقاً توجہ فرما لینے میں کیا

حرج تھا حضور نے جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا میرے اکابر نے مجھے یہی اخلاق بتایا ہے پھر فرمایا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف سے تشریف لاتے ہیں راہ میں ایک مسافر ملتا ہے اور سوال کرتا ہے میں بھوکا ہوں آپ ساتھ چلنے کا اشارہ فرماتے ہیں وہ پیچھے پیچھے کاشانۂ اقدس تک پہنچتا ہے امیر المومنین خادم کو کھانا لانے کے لیے حکم فرماتے ہیں خادم کھانا لاتا ہے اور دستر خوان بچھا کر کھانا سامنے رکھتا ہے وہ کھانا کھانے میں کوئی بد مذہبی کے الفاظ زبان سے نکالتا ہے امیر المومنین خادم کو حکم فرماتے ہیں کھانا اس کے سامنے سے فوراً اوٹھا لیا جائے اور کان پکڑ کر باہر کر دیا جائے خادم فوراً تعمیل کرتا ہے خود حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف سے نام لے لے کر منافقین کو نکلوا دیا اخرج یا فلان فانک منافق اے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے۔

اونھیں کا بیان ہے کہ بدایونی مقدمہ کی کامیابی پر مبارکبادیوں کا سلسلہ ختم ہوا ہی تھا کہ سرکار مارہرہ کے عرس سراپا قدس کا زمانہ آگیا حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین دامت فیوضہ اعلیحضرت قبلہ کو عرس شریف میں شرکت کے لیے مدعو فرماتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ اہالیان بدایوں میں اکثریت آپ کے موافقین کی ہے اونھوں نے یہ طے کیا ہے کہ جس روز اعلیحضرت بدایوں اسٹیشن سے گزریں گے اوس روز شہر کے کسی باغ میں پھول باقی نہ رکھیں گے اس قدر کثرت سے گل ریزی کرنے کا انتظام ہو رہا ہے اور لوگ نہایت ہی مشتاق ہیں اس پر حضور نے فرمایا میں خود ہی ارادہ کر رہا تھا کہ بہت عرصہ سے حاضری بھی نہیں ہوئی ہے ضرور حاضری کا قصد رکھتا ہوں غرض یہ خبر مشتہر ہوتے ہی مخلصین نے ہمراہ چلنے کے واسطے اپنی یہاں کی تواریخ تقریبات ہٹا دیں عوام و خواص جس کو دیکھیے مارہرہ شریف چلنے کا سامان کر رہا ہے لہذا اس کثرت کو دیکھتے ہوئے حضور نے فرمایا بہتر ہوگا اگر اسپیشل کا انتظام کر لیا جائے حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے ادھر تو اعلیحضرت قبلہ کو دعوت شرکت عرس کی دی ادھر نواب حامد علیخاں والی ریاست رامپور کو بھی (جو حضرت کے معتقدوں میں تھے اور اسی بنا پر ایک مرتبہ نینی تال اپنی کوٹھی میں مدعو بھی کیا تھا چنانچہ حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ وہاں تشریف بھی

لے گئے تھے اور قریب ایک ہفتہ کے وہاں قیام بھی فرمایا تھا عرس شریف کی شرکت کی دعوت دی اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی مدظلہ بھی امسال عرس شریف کے موقع پر تشریف لائیں گے چونکہ نواب رامپور برسوں سے حضور کے علم جفر کا کمال دیکھکر زیارت کا مشتاق اور کوشاں تھا اس موقع کو غنیمت جان کر دعوت منظور کر لیتا ہے اور اظہار نیازمندی وخوش اعتقادی کے لیے بہت کچھ ساز وسامان ریاست سے مارہرہ شریف پہنچ جاتا ہے ریلوے اسٹیشن سے بستی تک سڑک کے دونوں جانب روشنی کے لیے قریب قریب گیس کے ہنڈے لگا دیئے گئے اور ہر ٹرین پر زائرین کو لینے کے لیے ریاست کی موٹر اور ہاتھی جن پر زری کی جھولیں پڑی تھیں گشت لگا رہے تھے جب ریاست کی طرف سے ساز وسامان مارہرہ شریف پہنچ گیا اور والی ریاست نے یہ طے کر دیا کہ جس وقت اعلیٰحضرت بریلی سے روانہ ہوں گے میں بھی اسپیشل سے روانہ ہو جاؤں گا اس وقت حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ نے مزید رہبری کرنے کے لیے ایک خط حضور پرنور اعلیٰحضرت قبلہ کی خدمت میں بدیں مضمون بھیجا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے مارہرہ آنے کے بارے میں کسی سے کہا ہے کہ "میں تو پیشاب پھرنے کو بھی وہاں نہ جاؤں گا" جس وقت یہ خط یہاں آیا حضور فوراً باہر تشریف لے آئے چہرہ سے اثر جلال نمایاں تھا فرمایا میں جانتا ہوں کہ جس لیے میاں نے یہ خط بھیجا ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں نے کسی سے کہا ہے کہ میں پیشاب پھرنے کو بھی مارہرہ نجاؤں گا یہ فقرہ محض اسی لیے دماغ سے اتارا گیا ہے کہ میں اس کے جواب میں یہ لکھدوں کہ آپ کو یہ کسی نے غلط باور کرایا ہے میں ضرور آؤں گا مجھ سے رہبری کرانا مقصود ہے تاکہ نواب کو دکھانے کے لیے ہو جائے میاں سمجھتے ہیں کہ میں اس چار دیواری کے اندر بیٹھا ہوں اسے کیا خبر ہوگی حالانکہ میرے خبر دینے والوں نے ذرہ ذرہ کی مجھے خبر دی ہے میں جانتا ہوں کہ میری روانگی ہوتے ہی نواب کا اسپیشل روانہ ہو جائے گا جو بالکل تیار کھڑا ہے چونکہ وہ خط اعلیٰحضرت نے اوتنا ہی پڑھا تھا اس لیے آگے پڑھنے کو مصطفےٰ میاں سے فرمایا جس میں لکھا ہوا تھا یہ سن کر میرا دل پاش پاش ہو گیا فرمایا جس کا دل

پاش پاش ہو جائے وہ خط لکھنے پر قادر ہو سکتا ہے بس اب نہ جاؤں گا اور نہ تشریف لے گئے۔
اُنھیں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نواب رامپور نینی تال جا رہے تھے اسپیشل بریلی شریف پہنچا تو حضرت شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے اپنے نام سے ڈیڑھ ہزار کے نوٹ ریاست کے مدار المہام کی معرفت بطور نذر اسٹیشن سے حضور کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور والی ریاست کی جانب سے مستدعی ہوتے ہیں کہ ملاقات کا موقع دیا جائے حضور کو مدار المہام صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو اندر سے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے کھڑے مدار المہام صاحب سے فرمایا کہ میاں کو میرا سلام عرض کیجئے اور یہ کہیے گا۔ یہ الٹی نذر کیسی مجھے میاں کی خدمت میں نذر پیش کرنا چاہیے نہ کہ میاں مجھے نذر دیں یہ ڈیڑھ ہزار ہوں یا جتنے ہوں واپس لے جائیے فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والی ریاست کو بلا سکوں اور نہ میں والیان ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی کہتا ہے کہ اعلیحضرت امام اہلسنت کی اس صلابت مذہبی کو دین و شرع سے ناواقف لوگ شدت و غلظت طبیعت یا اقتضائے قومیت یعنی پٹھان ہونے، پر محمول کریں گے لیکن درحقیقت یہ خالص اتباع شریعت ہے اور علمائے کرام کا معمول تھا چنانچہ رسالہ "عرصہ ظہور" مصنفہ سید شاہ ابو الخیر محمد نور الحسن صاحب حمانی میں ہے" بادشاہ دہلی حاضر خدمت مولانا فخر الدین صاحب چشتی کے ہوا موافق دستور کے آپ نے اوس کی تعظیم فرمائی بعد ازاں اعلیٰ و ادنیٰ جو آیا سب کی تعظیم فرماتے رہے بادشاہ جب وہاں سے رخصت ہو کر حضرت مرزا مظہر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے موافق عادت کے کوئی تعظیم نہیں فرمائی اور جو کوئی آیا اوس کی بھی تعظیم نہیں فرمائی بعد ازاں وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں آیا آپ نے اوس کی تعظیم فرمائی اوس کا وزیر بھی آیا تو کوئی تعظیم نہ فرمائی بعد ازاں چوبدار شاہی سامنے آیا اس کی تعظیم فرمائی بادشاہ متعجب ہو کر مستفسر ہوا کہ اس اشکال کو حل فرمایئے اور ہر جگہ کا دیکھا ہوا حال بیان کیا آپ نے فرمایا حضرت فخر الدین چشتی مقام توحید وجودی میں ہیں لہٰذا سب میں جلوہ یار اون کو نظر آتا ہے اور حضرت مرزا صاحب پر توحید شہود کا غلبہ

[illegible] عظمت الٰہی [illegible] سے کسی کی تعظیم روا نہیں رکھتے اور غیر پابند شرع ہے
[illegible] ہو تو تعظیم لازم ہے اور یہ مذہب رافضی ہے لہٰذا قابل تعظیم نہیں اور جو بدمذہب
عالم [illegible] ہے اس [illegible] تعظیم کی۔

اعلیٰحضرت امام اہلسنت کی سب صفتوں میں ایک بہت بڑی صفت تھا ایک دوام
اخلاص [illegible] آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا جو کچھ آپ کے دل میں تھا
[illegible] اور جو کچھ زبان سے فرماتے وہی ہوتا ہے عمل کرنا
[illegible] کیسا ہی [illegible] کبھی [illegible] کی رعایت سے کوئی بات خلاف شرع
[illegible] تحقیق کے زبان سے نکلتے نہ تحریر فرماتے اور رعایت مصلحت کا وہاں گذر نہ
تھا جس طرح [illegible] یہاں اس کا رواج تھا مولوی سلیمان صاحب ندوی حیات شبلی ۷۲۰ پر لکھتے ہیں
[illegible] سرسید کے [illegible] مولانا نے خلافت پر ایک مستقل مضمون لکھا تھا جس میں ترکوں کی خلافت
کو مذہبی حیثیت سے انکار کیا تھا یہ مضمون علیگڑھ میگزین میں چھپا لیکن چونکہ [illegible] مقصد تھا اس
لئے وہ [illegible] ۱۹۱۲ء میں جب [illegible] خلافت کی حمایت سے [illegible]
تو [illegible] تھے میں کہا تھا کہ مولانا نے کہا تھا [illegible] لکھوایا گیا
تھا [illegible] کہ جو شبلی صاحب کا خیال تھا وہ حق تھا یا جو سرسید کا عقیدہ
تھا درست تھا اتنا ثابت ہوتا ہے کہ شبلی صاحب ترکی سلطان کو خلیفۃ المسلمین و امیر
المومنین [illegible] سرسید کے کہنے سے ان کی خلافت کے خلاف مضمون لکھا
اور اس کو علیگڑھ میگزین میں چھپوایا۔ اگرچہ درحقیقت اس مسئلہ میں سرسید کا عقیدہ درست
تھا کہ سلطان ترکی غیر قریشی ہونے کے سبب خلیفۃ المسلمین نہیں جیسا کہ اعلیٰحضرت نے
اس مسئلہ کی پوری توضیح و تحقیق اپنے رسالہ مبارکہ دوام العیش فی الائمۃ من القریش
میں فرمائی ہے یونہی جس طرح قلب و زبان میں یگانگت و اتفاق کلی تھا اسی طرح زبان و
عمل کیسا بھی مثلاً اپنے کو محمدی سنی حنفی قادری فرماتے یہی پہلی مہر مبارک میں کندہ بھی
تھا تو آپ پورے محمدی سنی تھے کسی بات میں کسی فعل میں خلاف سنت نہیں کیا نہ کسی
وقت کسی موقع پر مذہب حنفی کے خلاف کوئی عمل کیا نہ قادری مشرب کے خلاف کوئی بات

کی جس طرح دوسرے مشاہیر کیا کرتے ہیں لیکن صاحب ندوی یادس کتاب کے صفحہ ۲۹۵ پر شبلی صاحب
کے متعلق لکھتے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ شیعہ تھے اور میرا بھی یہی خیال ہے اور تقیہ شعار تھے
سے تذکرہ کرتا اور ان کے مذہب کا سب الفاظ اس پر دال ہے پھر شبلی ندوی صاحب نے صفحہ ۱۰
پر شبلی صاحب کے سفر روم کے واقعہ میں لکھا ہے کہ وہ تین روز تک جہاز پر رہے کہ گوشت ملتا
سے یہ پتہ چلا کہ مسٹر آرنلڈ کہیں بڑے جہاز پر جانوروں کی گردن ... ذبح
کیا جاتا ہے اس کو دیکھتے رہے لگے اور اس طرح کا خلاف ... شبلی صاحب شافعی ہو گئے
ان کو کھایا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اگرچہ حنفیوں کے یہاں یہ ناجائز ہے لیکن اس مسئلہ میں
چند دنوں کے لیے شافعی بن گیا تھا نعوذ باللہ۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ منشی شوکت علی صاحب ساکن پیلی بھیت
محلہ ذخیرہ حاجی محمد شبیر صاحب پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور حضور پر نور اعلیٰحضرت قبلہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے از حد معتقد کہ اکثر لوگ انہیں حضور ہی کا مرید جانتے تھے محرم الحرام
کی کسی ابتدائی تاریخ میں حضور کی خدمت اقدس میں سیاہ ٹوپی اوڑھے ہوئے حاضر ہوئے تھے
ہیں ان پر نظر پڑتے ہی ارشاد ہوتا ہے "منشی جی عشرہ محرم میں ... رنگ کا پہننا نہیں
چاہیے ایک سبز کہ علمداروں کا لباس ہے دوسرا سرخ کہ خوارج پہنتے ہیں انہوں نے
شہادت امام عالیمقام پر خوشی منائی تھی تیسرا سیاہ یہ روافض کا لباس ہے آپ کے
سر پر سیاہ ٹوپی ہے یہ سنتے ہی منشی جی نے فوراً ٹوپی اتاری اور سر برہنہ بیٹھ گئے ارشاد
فرمایا اب تو آپ نے روافض کا اور تقیہ اختیار کر لیا اور فوراً حکم ہوا کہ اندر مکان سے میری ٹوپی
منگالو یہ سن کر حاضرین میں سے ہر ایک اپنی اپنی ٹوپی اس لالچ میں کہ حضور کی ٹوپی ملے گی
منشی جی کو پیش کرنے لگا مگر گویا وہ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے انہوں نے کسی کی ٹوپی قبول
نہ فرمائی اور اتنی دیر یونہی بیٹھے رہے جب تک کہ حضور کی کلاہ مبارک حاصل نہ کر لی اس کے
بعد حضور نے فرمایا کہ میں رویت ہلال سے پہلے روئی کی مرزئی پہنے ہوئے تھا اس کے کپڑے
میں یہ تینوں رنگ موجود تھے یعنی اس کی زمین سیاہ تھی اور اس پر سرخ گلاب کے
پھول اور شاخیں پتیاں سبز تھیں اگرچہ اس کے پہنے رہنے سے کسی کا شبہ نہ تھا اس

بیٹے کو ہدایت بعد عید الفطر رکھولیں سے ایک ایک تنگ اختیار کرنا ہے لوگوں نے احتیاطاً
اس مرتبہ کو اتار دیا۔

علما کی خودداری اور برداشت

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ ایک سال مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں میں نے اور میاں صاحب بھائی قبلہ مرحوم نے مولوی حامد رضا خاں صاحب اور بریلی کے ایک مرزا جی کو جن کا نام اس وقت خیال سے اتر گیا ہے۔ وہ حضرت کے پاس ہوتے تھے شریف بھی تھا اور خوش آواز بھی تھے نعت شریف نور کا قصیدہ پڑھنے بٹھا دیا تھا مولانا احمد رضا خاں صاحب کا دستور یہ تھا کہ وہ بعد مغرب میرے پاس زنانہ عرس تنہا آ بیٹھتے تھے۔ مولوی حامد رضا خاں صاحب پڑھ رہے تھے کہ مولانا تشریف لے آئے مگر یہ دیکھ کر کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب اور مرزا جی ساتھ مل کر اشعار نعت شریف پڑھ رہے ہیں فوراً ہی اٹھ کر قیام گاہ تشریف لے گئے اور مولوی حامد رضا خاں صاحب کو بھی بلوا لیا مجھے خیال گزرا کہ کہیں مولوی حامد رضا خاں صاحب پر ناراض نہ ہوں میں نے مولانا عبدالقادر صاحب سے یہ خیال ظاہر کر کے ان کو مولانا کے خیمہ میں بھیجا مولوی حامد رضا خاں پہنچ چکے تھے اور مولانا عبدالقادر صاحب سے اس بارے میں گفتگو کے بعد مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں علما کے لئے اس طرح ایسے مواقع پر عوام کے ساتھ آواز میں ملا کر نغمہ و ترنم سے نعت شریف پڑھنا مناسب نہیں سمجھتا اور مجھے صاحبزادہ صاحب یعنی فقیر کے بڑے لڑکے سید غلام محی الدین فقیر عالم صاحب سے بھی مثنوی شریف کے ساتھ اس طریقے پر نعت شریف کے اشعار پڑھوانا نامناسب معلوم ہوا تھا۔ (فقیر عالم سے اشعار نعت مولانا عبدالقادر صاحب نے اس سے پہلے پڑھوائے تھے)

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ ان مرزا صاحب کا نام مرزا اسمٰعیل بیگ تھا یہ اعلیٰحضرت کے قریبی رشتہ دار تھے اور اعلیٰحضرت کے مکان سے پچھم ان کا مکان تھا جس کا ایک حصہ حضرت حجۃ الاسلام نے خرید کر خانقاہ میں شامل کر لیا ہے اور دوسرے حصہ کے متعلق حضرت مفتی اعظم کے لیے بات چیت مرزا صاحب

مرحوم کے منجھلے صاحبزادے حضرت مرزا صاحب سے ہوئی ہے لیکن چونکہ وہ بحکم الٰہی
خانقاہ ہو چلے ۔ مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب کے دادا کا نام نامی مرزا ابراہیم بیگ تھا
جو مرزا اسفندیار بیگ کے صاحبزادے تھے انھیں مرزا اسفندیار بیگ کی صاحبزادی
حسینی خانم سے حضرت رئیس الاتقیا مولانا نقی علی خاں صاحب کی شادی ہوئی اس وجہ
سے جناب مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب اعلیٰحضرت کے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے۔

محبت و عزت علما

حضرت مولانا سید شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب کا بیان ہے کہ مولانا
احمد رضا خاں صاحب بمضمون اشداء علی الکفار رحماء بینہم
جس قدر کفار و مرتدین پر سخت تھے اسی قدر علماء اہلسنت کے لئے ابر کرم سراپا کرم
تھے جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے اور ان کی ایسی
عزت و قدر کرتے کہ وہ خود اپنے کو اس کا اہل نہ خیال کرتے۔ خصوصاً مولانا عبد القادر
صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب میں جو اخلاص و محبت و اتحاد و وداد کے تعلقات
تھے دیکھنے ہی سے تعلق رکھتے تھے مختصر یہ کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کو مولانا عبد القادر
صاحب اپنے عزیز ترین بھائی سے کسی طرح کم نہیں سمجھتے تھے۔ اپنا قوت بازو خیال
فرماتے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بھی ان کو اپنا بزرگ بھائی جانتے اور ان کے اعزاز
واکرام میں ما فوق العادت کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے تھے کہ ان کے
سامنے حقہ نہ پیتے پان نہ کھاتے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ میں ایک بار قصیدہ
امال اللہ ابعد الامام الاشرار اعلیٰحضرت کو سنا رہا تھا جب اس شعر پر پہنچا ؎

اذا حلوا تمصرت البوادی   اذا ما ھو فصار المصر بیدا

جب وہ تشریف فرما ہوتے تو ویرانہ شہر بن جاتا ہے اور جب وہ کوچ کرتے ہیں
تو شہر ویران ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو محض مبالغہ شاعرانہ معلوم ہوتا ہے اعلیٰحضرت
نے فرمایا نہیں بلکہ یہ واقعہ ہے حضرت تاج الفحول محب الرسول مولانا عبد القادر صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی کہ جب یہاں قدم کش ہوتے عجیب رونق اور چہل پہل ہو جاتی

دیوبندیوں [illegible] [illegible] صاحب [illegible] پنجاب تشریف لے جاتے

[illegible] [illegible] [illegible] سب [illegible]

[illegible] اور [illegible] ہدایت [illegible] نہ [illegible]

حضرت [illegible] دعوت [illegible] مولانا [illegible]

[illegible] مولانا عبدالقادر صاحب [illegible]

ان کی [illegible] کے لیے [illegible]

[illegible] مولانا [illegible] صاحب

سے [illegible] جلسہ کے [illegible] سامان درست فرمالیا [illegible] کہ وہ لوگ

تاب مقابلہ نہ لاکر [illegible] آیا اس لیے ارادہ سفر ملتوی فرما دیا۔

واقع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ ۱۳۱۸ھ میں مفضلہ بریلی نے مفضلہ بدایوں کو دعوت دی کہ آپ لوگ یہاں آئیے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب سے آکر مناظرہ کیجئے اس وقت موقع بہت غنیمت ہے مولانا ایک شدید درد میں مبتلا ہیں اگر آپ لوگ آکر دعوت مناظرہ دیجئے تو مناظرہ تو ناممکن ہے طبیب کی ہدایت سے مناظرے سے منع کر دیں گے مولانا انکار کر دیں گے تو کام بن جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ لوگ آئے اور ایسے دن پہنچے کہ سنیچر ختم تھا دوسرے دن جلاب پینے والا تھا ان لوگوں کی طرف سے مناظرہ کا دعوتی خط آیا کہ کل مسئلہ تفضیل حضرت علی پر مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ نہ کیجئے سوالات آپ کریں گے یا ہم لوگ سوالات کریں اس خط کو آنا تھا کہ جناب حکیم صاحب پہنچ گئے باتوں باتوں میں ان کو بدایونیوں کی دعوت مناظرہ اور اعلیحضرت کے اقرار کا حال معلوم ہوا کہ وہ سوالات لکھ رہے ہیں طبیب صاحب نے بہت سختی سے روکا اور کہا کہ کل جلاب کا دن ہے مناظرہ سے انکار کر دیجئے ورنہ صحت پہ برا اثر پڑے گا۔ اعلیحضرت نے فرمایا کہ مجھے مرجانے کا اتنا غم نہ ہوگا۔ جتنا مناظرہ سے انکار کا یہ نہیں ہو سکتا اور سوالات لکھ کر اوسی بیماری کی حالت میں روانہ فرمائے جس کو دیکھ کر سب کے چھکے چھوٹ گئے۔ اون لوگوں نے حضرت مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی مصنف النظام فی مسئلۃ الامام وحاشیہ شرح عقائد نسفی پر

نقل اعاذ اللہ و حاشیہ ہدایہ وغیرہ کتب کثیرہ کی اپنے طرف سے شائع مشتہر کیا تھا اور اس میں کچھ سوالات
بھیجے تھے اور فرمایا کہ تفضیلیہ مذہب سے بعض ہوتے کوئی شخص ان سوالات کا صحیح جواب
نہیں دے سکتا اور اسی وقت بریلی سے روانہ ہو گئے ادن کہا جاتا تھا کہ ایک ایک کے
سب بہت پریشان ہو گئے جس کا تفصیل یہ کہ مرتضوی فتح تحریر و تقریر رسائل اہلسنت
میں ہے وہ مجموعہ سوالات بنام سوالات تفضیل کی اذان زمانہ میں چھپ کر شائع ہو چکا
ہے جواب تک لاجواب ہے۔

حالات علالت حضور کو بتاتے کہ عرصے تک قیام بریلی شریف المحرم ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۲۱ھ
تک علمائے اہلسنت و مشائخ کرام و داعیان دین و ملت و دیگر حضرات اہلسنت و جماعت
بہ تشریف لاتے کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ ایک دو مہمان تشریف نہ لاتے ہوں ان سب کی
خاطر مدارات حسب مرتبہ کی جاتی اور علمائے کرام کی تشریف آوری کے وقت اعلیٰحضرت
کے مسرت کی جو حالت ہوتی احاطہ تحریر سے باہر ہے خصوصاً حضرت محدث سورتی مولانا
شاہ وصی احمد صاحب پیلی بھیتی و حضرت ابو الوقت شیر بیشہ سنت مولانا ہدایت الرسول صاحب
لکھنوی حضرت مولانا سلامت الدین ابو الذکا و شاہ سلامت اللہ صاحب مفتی رامپوری حضرت مولانا
شاہ ظہور الحسین صاحب رامپوری حضرت مولانا شاہ ولایت علی صاحب شاہجہانپوری
حضرت مولانا شاہ [illegible] صاحب شاہجہانپوری۔ حضرت مولانا حمید الاسلام شاہ عبد السلام صاحب
جبلپوری حضرت مولانا سید شاہ محمد ناصر صاحب جیلانی الہ آبادی حضرت مولانا سید شاہ علی حسین
صاحب اشرفی کچھوچھوی قدس اللہ اسرارہم و حضرت مولانا سید شاہ احمد
اشرف صاحب جناب مولانا قاضی عبد الوحید صاحب عظیم آبادی۔ مولانا محمد عمر الدین صاحب
ہزاروی نقشبندی حضرت مولانا سید شاہ دیدار علی صاحب الوری ثم لاہوری جناب مولانا شاہ احمد مختار صاحب صدیقی
میرٹھی مولانا شاہ حبیب اللہ صاحب میرٹھی حضرت استاذ مولانا شاہ عبید اللہ صاحب الہ آبادی ثم الکانپوری مولانا مشتاق احمد
صاحب کانپوری مولانا سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری علیگڑھی مولانا رحیم بخش صاحب بہاری آروی مولانا
سید شاہ عبد الغنی صاحب سہسرامی وغیرہ وغیرہ علمائے کرام کی تشریف

لہ یہ صاحب اپنی آخیر عمر میں معاذ اللہ وہابی ہو گئے تھے والعیاذ باللہ تعالیٰ پھر اس سے دن کا نائب بڑا عالم ہوا۔ عبید الرضا عفی عنہ

آور ی کے وقت کا سماں تو بیان سے باہر ہے۔ ان میں حضرت محدث سورتی اکثر بیشتر تشریف لایا کرتے اور حضرت محبوب اللہ المسئول جناب مولانا شاہ ہدایۃ الرسول صاحب جب تشریف لاتے تو شہر بھر میں ان کے وعظوں کی دھوم پڑ جاتی اور جگہ جگہ ہونے لگتے اور مہینہ دو مہینے سے کم قیام کی نوبت نہ آتی وہ زمانہ بھی عجیب چہل پہل کا ہوتا شہر بھر میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور پُر نور معیت حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی کے یہاں تشریف لے گئے۔ دوران قیام میں ایک روز کسی صاحب کے یہاں دعوت تھی اور بوجہ نقاہت پالکی میں تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا مجمع اور متوسلین و معتقدین کے ہمراہ حضرت محدث صاحب ممدوح پیادہ پا پالکی کے پیچھے پیچھے ہو لیے چونکہ کہاروں کی رفتار تیز تھی آپ سے بھی قدم نہ ملایا جاسکا کہ دفعتاً شروع کر دیا اور اسی بوجہ سے رہ گیا لیکن اپنی بشری ضعیفی کے باوجود کوشش فرمائی کہ ساتھ رہیں عام پہ عام بلکہ تمام حضرات جمعیت واشتیاق سے پالکی اور مولانا ممدوح کو دیکھ رہے تھے۔ یکایک کہاروں نے کاندھا بدلنے کے لیے پالکی روکی چونکہ حضرت محدث صاحب تیز روی سے ہمراہ تھے لہٰذا وہیں پالکی کھڑی کی کا سامنا ہو گیا جس وقت اعلیٰحضرت کی نظر حضرت محدث صاحب پر پڑی کہ پوچھا پالکی کے ہمراہ ہیں کہاروں کو حکم فرمایا پالکی رکھ دی اور فرمایا مولانا یہ کیا غضب کرتے ہیں یا دخول فرمایا حضور تشریف تو رکھیں اعلیٰحضرت نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا محدث صاحب نے فرمایا آپ بہت کمزور ہیں اور ابھی مکان دور ہے اعلیٰحضرت نے فرمایا اچھا تو آپ یہیں سے واپس تشریف لیجائیے جب میں پالکی میں بیٹھوں گا۔ ورنہ میں بھی پیدل چلوں گا۔ بالآخر محدث صاحب کو واپس ہونا پڑا تب پالکی آگے بڑھی چونکہ حضرت محدث صاحب بھی وہاں مدعو تھے اعلیٰحضرت کے پہنچ جانے کے بعد ان رئیس صاحب نے دوبارہ پالکی حضرت محدث صاحب کے لیے بھیجی۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے کہ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی جن کو اعلیٰحضرت مدظلہ الاقدس نے الاسد الاسد الاشد الارشد سے مخاطب

فرمایا حضرات ہم جناب مولانا احمد اللہ صاحب پرتاب گڑھی کی دعوت کرنا چاہتے ہیں اس لیے اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم نے دن کا کھانا مہمانوں کی دعوت میں تناول فرما رہے ہیں صدر الشریعہ حکیم محمد علیم صاحب بھی حاضر اور شریک طعام تھے مدینہ طیبہ کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا اس پر ارشاد فرمایا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے قرآن عظیم میں جا بجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی افرءیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون لو نشاء جعلنہ اجاجا فلولا تشکرون ۝ کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے تیرے وجہ کریم کے لیے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی کھانے پینے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی۔ وہ بھی طلب فرمایا ایک بار فرمائش کی رات کا باسی پانی لاؤ کہ مدینہ طیبہ سے ... حضرت بارگاہ کے لیے ... پانی بھر کر رکھا جاتا ہے ... اس شہر کریم کی ٹھنڈی ہوائیں اتنا سرد کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہو تو پیتے وقت اس کا حلق سے اترنا بالکل معلوم نہ ہو دوسری صفت شیرینی وہ بھی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے ایسا شیریں میں نے کہیں نہیں پایا تیسری خنکی یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے میری عادت ہے کہ کھانا کھانے میں پانی پیتا ہوں کھانا مکان پر کھایا جاتا اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں لہٰذا کھانے میں پانی نہ پیتا کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل و جاں سیراب کرتا اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے۔ پانی کے لیے اعتکاف نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس کی منفعت یہ ہے غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

تعظیم و اکرام سادات کرام

علماء کرام نے اپنی مستند تصانیف میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی محبت و تعظیم سے ہے کہ وہ چیز جس کو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و اضافت ہے اس کی تعظیم و توقیر کرنی اور اون میں سادات کرام جزء رسول ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں اور اس پہ پورا عمل کرنے والا میں نے اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کو پایا اس لیے کہ کسی سید صاحب کو وہ اس کی ذاتی حیثیت ولیاقت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جزء ہیں پھر اس اعتقاد و نظریہ کے بعد جو کچھ اون کی تعظیم و توقیر کی جائے سب درست و بجا ہے اعلیحضرت اپنے قصیدہ نور میں عرض کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لیے کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید فرما دی کہ صاحبزادے صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں کھانا وغیرہ اور جس شئے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصے کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

اونھیں کا بیان ہے کہ فقیر اور برادرم سید قناعت علی کے بیعت ہونے پر بموقع عید الفطر بعد نماز دست بوسی کے لیے عوام نے ہجوم کیا مگر جس وقت قناعت علی دست بوس ہوئے حضور پرنور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ چوم لیے یہ خائف ہوئے اور دیگر مقربان خاص سے تذکرہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضور کا یہ معمول ہے کہ بموقع عیدین دوران مصافحہ سب سے پہلے جو سید صاحب مصافحہ کرتے ہیں اعلیحضرت اوس کی دست بوسی فرمایا کرتے ہیں۔ غالباً آپ موجود سادات کرام میں سب سے پہلے دست بوس ہوئے ہوں گے۔

انھیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے کسی مراد کے لیے حضور کے فرمانے پر حضور پر نور سیدنا غوث پاک حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ شریف مانا تھا جس کا نسخہ یہ ہے توشہ حضور برائے قضاء حاجات وتیل مرادات بہدف ست باید کہ این توشہ اگر توفیق رفیق باشد پیش از حصول مقصود ادا نماید میدہ گندم ۵ بار۔ شکر تری ۵ بار۔ روغن زرد ۱ بار۔ مغز بادام ۱ بار۔ پستہ ۱ بار۔ کشمش ۱ بار۔ ناریل ۱ بار۔ قرنفل ۲ بار۔ دارچینی ۲ بار الائچی خورد ۲ بار این ہر سہ پنج چھٹانک ہر ہمہ را یکجا کردہ حلوا بپزد دبصلحا بخورانند اصل نسخہ ہمیں قدر ست و در کم و بیش نمودن ایں توشہ مختار ست بقدر میسر بعمل آرد (الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال) مذکورہ بالا نسخہ کی نسبت حضور نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اس میں قرنفل اور دارچینی ہے فی زمانہ لوگ کھانے میں تکلیف کرتے ہیں لہٰذا ان کے بدلے چرونجی کیوڑا وغیرہ شامل کر دیں مصارف میں تخفیف کی نیت نہ ہو ہاں خوش ذائقہ کرنے کے لیے اضافہ ہو جائے تو حرج نہیں راقم الحروف اور اس کے احباب کے یہاں نسخہ مندرجہ ذیل مروج ہے سوجی ۵ بار شکر[1] ۱۰ بار۔ روغن زرد ۵ بار۔ ناریل ۱ بار کشمش ۱ بار۔ پستہ ۱ بار۔ مغز بادام[2] ۱ بار۔ الائچی سفید ۲ چھٹانک چرونجی ۱ بار۔ زعفران ۲ ماشہ۔ کیوڑا نصف بوتل خیر آمدم بر سر مطلب کہ جب ان کی مراد حاصل ہوئی تو وہ توشہ تیار کرا کے آستانہ عالیہ ہی پر حضور سے فاتحہ دلانے کے لیے لے آئے لہٰذا ایک کمرہ میں فرش بچھایا گیا حضور نے فرمایا سب حضرات وضو فرمالیں اور خود بھی تجدید وضو فرمایا حلوہ کا دیگچہ سامنے رکھا گیا حضور بغداد مقدس کی جانب کہ سمت قبلہ سے ۱۸ درجہ شمال کو ہے رخ کر کے کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا سب صاحب بسم اللہ شریف کے بعد سات بار درود غوثیہ اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم والہ وبارک وسلم ایک بار الحمد شریف ایک بار آیۃ الکرسی

[1] برابر کی شکر سے حلوہ میں شیرینی ہلکی ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ [2] چار سیر بادام میں سوا سیر مغز نکلتا ہے۔ ۱۲ منہ

شریف اور سات بار قل ھو اللہ شریف پھر تین بار درود غوثیہ شریف پڑھکر سرکار بغداد کی نذر کریں الغرض بعد فاتحہ جنھوں نے توشہ کیا تھا دسترخوان بچھایا اس پہ کچھ اشعار جا بجا لکھے تھے جسے حضور نے اٹھوا دیا اور سادہ دسترخوان منگوا کر بچھوایا اور فرمایا تحریر پہ کوئی شئے نہ رکھنا چاہئے دسترخوان پہ ظروف طعام کے علاوہ کھانا اتارنے والے بے تکلف چلتے پھرتے ہیں اونھیں مطلق احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا قدم کہاں پڑتا ہے اس کے بعد ہر ایک کے سامنے تشتریوں میں حلوہ رکھا گیا اور سب نے بسم اللہ شریف پڑھکر کھانا شروع کیا جب سب لوگ کھا چکے فرمایا ابھی ہاتھ نہ دھوئے جائیں بلکہ صف بستہ رو بہ عراق ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اوٹھائیے حاضرین صفیں درست کرنے لگے فرمایا جس قدر سادات کرام ہیں وہ صف اول میں سب سے آگے رہیں گے۔ یہانتک کہ خود بھی پیچھے کھڑے ہوئے بعدہ فرمایا سلپچی میں سب لوگ باحتیاط ہاتھ دھوئیں اور مستعمل پانی محفوظ جگہ پر ڈلوا دیا جائے اور کلی کرنے کی جگہ تھوڑا تھوڑا پانی سب لوگ پی لیں اوس کے بعد دعا کی گئی۔

اونھیں کا بیان ہے کہ حضور کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بوقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا۔ اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں ایک سال بموقع بارھویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب علیہ الرحمۃ کو خلاف معمول اکہرا حصہ یعنی دو تشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا فرمایا سید صاحب تشریف رکھیے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ابھی ایک سینی رخوان) میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لاؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کر سکا فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کر دو جو اس خوان کو مکان پہ پہونچا آئے اونھوں نے فوراً تعمیل کی۔

انھیں کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل انس کریم بمبئی کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی انھیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظریں نیچی کر لیں فرمایا تشریف لے جائیے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیے۔ اسی تذکرہ میں فرمایا کہ شریف مکہ کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کے کارکن مستورات کی جامہ تلاشی کرتے تھے۔ ایک عالم صاحب مع مستورات وہاں پہنچے پہلی اور ان کی مستورات کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا عالم صاحب کو یہ بات بہت شاق گزری بعد انھوں نے رات بھر شریف صاحب کو برا بھلا کہا اور بد دعائیں دیں۔ صبح ہوتے آنکھ لگ گئی خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ارشاد فرماتے ہیں مولوی صاحب کیا میری اولاد ہی آپ کے بددعا کرنے کو رہ گئی تھی پھر فرمایا سید کو اگر قاضی حد لگائے تو یہ نہ خیال کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ یہ تصور کرے کہ شاہزادے کے پیروں میں کیچڑ بھر گئی ہے اسے دھو رہا ہوں۔

محبی مخلص حامی دین متین مولانا مولوی سید شاہ ابو سلیمان محمد عبد المنان صاحب قادری چشتی فردوسی ابو العلائی حنفی مفتی و صدر مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد سے میں نے درخواست کی کہ آپ کو بھی اگر کوئی واقعہ اعلیٰحضرت کے متعلق معلوم ہو تو تحریر کرکے مجھے عنایت کریں اگرچہ میں نے اخبار ہمدرد دہلی و دبدبہ سکندری رامپور میں اس کے متعلق ابھی اعلان بھی کر دیا ہے لیکن خاص حضرات کو خصوصیت کے ساتھ بذریعہ خط یا ملاقات ہو جانے پر زبانی بھی فرمائش کر دیتا ہوں چنانچہ مولانا موصوف نے یہ خط مجھے تحریر فرمایا جو بہت جامع ہے لیکن اصل واقعہ کے اعتبار سے تعظیم سادات سے اس کا تعلق ہے اس لیے اس جگہ درج کرنا انسب معلوم ہوتا ہے۔

۷۸۶ محبی محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجھے اخبار ہمدرد میں یہ دیکھ کر

بڑی مسرت ہوئی کہ جناب نے ایک بڑی خدمت اور اہم کام جو مسلمانان عالم کے لیے
مفید اور کارآمد ہوگا۔ اپنے سر لیا یعنی اعلیحضرت حامی سنت ماحی بدعت مجدد مأتہ حاضرہ
حضرت مولانا قادری حافظ شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوانح حیات
جمع کرکے منظر عام پر لائیں اور ان کی پاکیزہ زندگی کو سنی مسلمانوں کے لیے خصوصاً اور
دیگر مسلمانوں کے لئے عموماً مشعل ہدایت بنائیں پھر اخبار مذکورہ کا یہ اعلان کہ جن حضرات
کو حالات اعلیحضرت علیہ الرحمہ معلوم ہوں وہ بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیں جناب کی
کاوشوں اور انہماک کا اس سے اندازہ ہوتا ہے بلاشبہ یہ طریقہ جو جناب والا نے اختیار
فرمایا ہے تدوین حالات کے لئے از بس مفید ثابت ہوگا۔ اعلیحضرت کی ذات کسی
تعارف کی محتاج نہیں وہ آفتاب شریعت ماہتاب طریقت ہے دنیا کو نسا
خطہ اور مقام ہے جو آپ کی علمی ضو فشانی سے محروم رہا ہو دوست تو دوست دشمن
کو بھی آپ کے تبحر علمی اور فضل و بزرگی کا قائل پایا ہے حق والفضل ما شہدت
بہ الاعداء اور علمائے عصر و فضلائے دہر خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے
ہوں آپ کی تحقیقات و تدقیقات کے سامنے سر تسلیم خم کیا کرتے تھے ہندوستان تو
ہندوستان علمائے مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و روم و شام و مصر و عراق سب
ہی کو آپ کے علم و فضل کا مداح پایا مجھ فقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں زیارت
کا موقع ملا یوں تو عرصہ دراز سے آپ کے رسائل مفیدہ و تحریرات انیقہ دیکھا کرتا تھا
اور جزئیات فقہیہ پر اعلیحضرت کو جو ید طولیٰ حاصل تھا اس کا قائل بھی تھا اور درحقیقت
یہی رسائل و تحریرات نے زیارت کا ولولہ بھی اس فقیر کے دل میں پیدا کر دیا تھا
بالآخر جب یہ فقیر درس نظامیہ کی تکمیل کر رہا تھا اور تعلیم کا آخری سال گزار رہا تھا
تو برسوں کی تمنائے دلی بر آئی بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا طالب علمانہ شان سے
اعلیحضرت کے مدرسہ میں پہنچا حضرات اساتذہ سے ملاقاتیں کیں اور دلی تمناؤں
کے اظہار کا موقع ہاتھ آیا اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو کہوں گا کہ جناب مولانا مولوی
قاضی رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیحضرت کی خدمت فیضدرجت

میں پہنچایا اور میری پوری رہبری کی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تحریک خلافت وترک موالات اپنے پورے شباب پر تھی اور جماعت کثیرہ ان تحریکوں میں شامل تھی بناءً علیہ یہ فقیر بھی شدت کے ساتھ ان تحریکات کا حامی تھا لیکن اعلیحضرت کی تحریروں نے جو وقتاً فوقتاً مجھے مل جایا کرتی تھیں اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اور ابوالکلام کی باہمی گفتگو نے مجھے ان تحریکات سے برگشتہ کر دیا تھا۔ اور ایک قسم کی دل میں خلش پیدا ہوگئی تھی جس نے بریلی شریف پہنچانے میں معاونت کی کہ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو اور مسائل حاضرہ بھی سمجھ لوں چنانچہ جیسا سنا کرتا تھا اور تحریروں سے معلوم کرتا تھا کہ علمی تبحر میں آپ کا کوئی ثانی نہیں اور اخلاق نبویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک زندہ مثال ہیں آپ کی زیارت نے بتمام وکمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم ہیں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب معلوم ہوا۔ کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی اور جملہ شکوک کو چند منٹوں میں اس طرح رفع فرما دیا گویا کہ شکوک کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روک رکھا اور ان دو دنوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کیے پھر رخصت ہونے وقت خاص کرم فرمایا کہ کچھ نقد روپے جو الہ آباد کی آمد و رفت میں صرف ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ زائد ہی تھے مرحمت فرمائے فقیر نے پہلے تو انکار کیا لیکن اعلیحضرت نے یہ فرمایا کہ یہ تو آپ کے گھر کے عنایت کردہ ہیں اسے لے لیجئے تو فقیر نے وہ رقم لے لی اور واپسی کے بعد ان تحریکات سے کلیتۃً علیحدگی اختیار کر لی پھر بعد وصال اعلیحضرت رضی اللہ عنہ چند مرتبہ عرس اعلیحضرت میں جانے کا اتفاق ہوا بعد وصال بھی اعلیحضرت کی روحانیات نے اپنے فیوض و برکات سے محروم نہ رکھا والله الحمد والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

فقیر الی المولی تعالیٰ سید شاہ ابو سلمان محمد عبد المنان قادری چشتی فردوسی منعمی ابوالعلائی غفرلہ الباری مفتی و صدر مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد پٹنہ سٹی ۲۰ دسمبر ۱۹۲۶ء یوم یکشنبہ۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ عرض کرتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں اعلیحضرت

کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا تعمیر ہو رہا تھا۔ عورتیں اعلیحضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب برادر اوسط اعلیحضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے قیام فرما تھیں اور اعلیحضرت کا مکان مردانہ کر دیا گیا تھا کہ ہر وقت لاج مزدوروں کا اجتماع رہتا اسی طرح کئی مہینہ تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیحضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ مکمل ہو گیا مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں اتفاق وقت کہ ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر ادھر پردہ میں ہو گئیں ان کے چلنے کی آہٹ سے جناب سید صاحب کو علم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہو گیا ہے۔ مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ اعلیحضرت دکھن طرف کے سائبان سے فوراً تشریف لائے اور جناب سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہو پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش سے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا اعلیحضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی پان منگوایا ان کو کھلایا جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچا کر ان کو رخصت فرمایا وہ دست بوس ہو کر رخصت ہوئے عجیب اتفاق کہ وہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحم اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے

کوئی شخص باہر کمرہ پرنہ تھا جو سید صاحب کو مکان کے زنانہ ہوجانے کی خبر دیتا جناب
سید صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا
کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت وقدر کی کہ دل خوش ہوگیا واقعی حب
رسول ہو تو ایسا ہو۔

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے
عسرت سے بسر ہوتی تھی اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں
پہنچے فرماتے دلواؤ سید کو ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا سید صاحب تشریف
لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچکر صدا لگائی دلواؤ سید کو اعلیحضرت کے پاس اوسی
دن ذاتی اخراجات علمی یعنی کتاب کاغذ وغیرہ واد ودہش کے لیئے دو سو روپے آئے تھے
جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی چونی پیسے بھی تھے کہ جس چیز کی ضرورت ہو صرف فرمائیں
اعلیحضرت نے آفس بکس کے اوس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے سید صاحب کی
آواز سنتے ہی اون کے سامنے لاکر حاضر کر دیا اور اون کے روبرو لیے ہوئے کھڑے رہے
جناب سید صاحب دیر تک اون سب کو دیکھتے رہے اوس کے بعد ایک چونی لے لی۔
اعلیحضرت نے فرمایا حضور یہ سب حاضر ہیں سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی
ہے الغرض جناب سید صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اوترآئے اعلیحضرت بھی
ساتھ ساتھ تشریف لائے پھاٹک پر اون کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو سید صاحب
کو آئندہ سے آواز دینے صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے
فوراً ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو سبحٰن اللہ وبحمدہ تعظیم
سادات ہو تو ایسی ہو۔

کیوں اپنی گلی میں وہ روا دار صدا ہو   جو نذر لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو۔

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں
حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف
کی روایت سے تحریر فرمایا کہ صاحب سجادہ نے فرمایا جب میں بریلی آتا تو اعلیحضرت

خود کھانا لاتے اور ہاتھ دُھلاتے حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا حضرت شاہزادہ،، انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے، میں نے فوراً اوتار کر دے دیے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے یہ دونوں طلائی تھے والا نامہ میں تحریر تھا۔ شاہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیا آپ کی ہیں۔ یہ تھا اعلحضرت کا سادات اور پیرزادوں کا احترام جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

تعظیم حجاج وزوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے پہلا سوال یہی ہوتا کہ سرکار میں حاضری دی؟ اگر اثبات میں جواب ملا فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر نفی میں جواب ملا پھر مطلق تخاطب فرماتے نہ التفات فرماتے ایک بار ایک حاجی صاحب حاضر ہوئے چنانچہ حسب عادت کریمہ یہی استفسار ہوا کہ سرکار میں حاضری ہوئی وہ آبدیدہ ہو کر عرض کرتے ہیں ہاں حضور مگر صرف دو روز قیام رہا حضور نے قدمبوسی فرمائی اور ارشاد فرمایا وہاں کی تو سانسیں بھی بہت ہیں آپ نے تو بحمد اللہ دو دن قیام فرمایا۔

اونھیں کا بیان ہے کہ دوران قیام مدینہ منورہ وسط شوال ۱۳۶۵ھ میں فقیر سے چند ہندی حجاج قیامگاہ پر ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں جن میں مستری غلام نبی صاحب قادری رضوی بریلوی ساکن محلہ مسجد نیاریاں بھی آتے ہیں میں نے اعلیحضرت کے تذکرہ کے درمیان جناب صدر الشریعہ مولانا مولوی حاجی مفتی حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب رضوی مدظلہ کی مراجعت حرمین طیبین کا واقعہ بیان کیا کہ حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ آمد پر بنفس نفیس ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے گئے تھے مختصر یہ کہ یہ جلوس بڑی شان و شوکت کے ساتھ نعت خوانی کرتا ہوا آستانہ آیا یہاں مداح الحبیب مولوی جمیل الرحمن خانصاحب نے ابھی نعت شریف شروع نہیں کی تھی کہ حضور نے سے

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے　　　کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

پڑھنے کی فرمائش کی جس کو سنکر تمام مجمع عجیب پر کیف حالت میں تھا اس کے اختتام پر حضرت صدر صاحب ممدوح نے کچھ رقم نکال کر جناب حاجی شاہد علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خواہر زادہ اعلیحضرت) کو بغرض شیرینی دی اور مداح الحبیب علیہ الرحمہ سے ذکر میلاد پڑھنے کو فرمایا مجمع کافی ہوگیا تھا چنانچہ شیرینی آنے پر قیام ہوا دیر زائد ہوگئی تھی عوام فاتحہ ہونے سے پہلے ہی جانے پر آمادہ تھے لہذا حضور نے فرمایا نیت پر مدار ہے یوں ہی تقسیم شروع کردو ناظرین کرام میرے اس بیان کی تائید کرتے ہوئے مستری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ چونکہ مولانا کی آمد اور حضور کے ریلوے اسٹیشن تشریف لے جانے کی خبر بات ہی میں عام ہو چکی تھی۔ لہذا میں نے نماز فجر حضور ہی کی مسجد میں پڑھی نیز اور مسلمان بھی کافی تعداد میں جمع ہوگئے تھے۔ بعد نماز حضور کا شانہ اقدس میں تشریف لے گئے ریلوے بکنگ والے نبن میاں کی فٹن لیا اوقات سواری کے لیے آیا کرتی تھی اور وہ اس وقت تک آئی نہ تھی ریل کا وقت تھوڑا رہ گیا تھا میں بغیر کسی سے کچھ کہے سواری کی تلاش میں کتب خانہ دوڑتا ہوا گیا ایک تانگہ والے سے کہا اوس نے کہا کہ حضور تو نبن کی فٹن میں جاتے ہیں بغرض میرے اصرار سے وہ چلا آیا چنانچہ جب تانگہ حضرت ننھے میاں صاحب کے مکان کے قریب موڑ پر پہنچا تو تانگہ والے نے کہا کہ گاڑی کھڑی ہے۔ میں نے اوتر کر تانگہ سے دیکھا تو واقعی گاڑی کا کچھ حصہ چمک رہا تھا اور سب لوگ پھاٹک پر جمع تھے مسجد کے قریب یا جہانتک تانگہ پہنچا تھا کوئی نہ تھا مختصر یہ کہ تانگے والا واپس جانے لگا تو میں نے ایک چونی اپنی جیب سے نکال کر اسے دی اس نے کہا بھی کہ رہنے دیجئے مگر میں نے اوس کے حوالہ کردی اور وہ گلی کی موڑ ہی سے واپس چلا گیا اس کے جانے اور میرے چونی دینے کو کسی نے نہ دیکھا اب میری چار پانچ روز کے بعد حاضری ہوتی ہے اس وقت حضور مجھے ایک چونی عطا فرماتے ہیں میں عرض کرتا ہوں حضور یہ کیسی ہے ارشاد فرماتے ہیں اوس روز تانگہ والے کو جو آپ نے دی تھی میں نے یہ عرض کرتے ہوئے کہ وہ بھی حضور ہی کی تھی لینے میں قدرے تامل کیا مگر بایمائے دیگر حضرات کہ اس تبرک کو کیوں چھوڑتے ہو اوسے ہاتھ بڑھا کر لے لیا چنانچہ جب تک وہ میرے پاس رہی نمایاں برکات میں نے پائے۔

تعلیم و تدریس

اعلیحضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریس وافتاد تصنیف کی طرف توجہ فرمائی ابتدا میں تدریس کی طرف توجہ بہت زیادہ تھی بریلی شریف میں کوئی مدرسہ نہ تھا اس لیے فقط اعلیحضرت کی ذات واحد مرجع طلبہ وعلما تھی جن کو علمی چشمہ سے فیضیاب ہونا ہوتا وہ اعلیحضرت کا قصد کرتے اور کامیابی حاصل کرتے بریلی میں ۱۲۸۹ھ میں اعلیحضرت کے والد ماجد قدس سرہ العزیز نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اس کا تاریخی نام مصباح التہذیب (۱۲۸۹) رکھا تھا وہ دستبرد زمانہ سے آہستہ آہستہ تنزل کرتا دوسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا میرے پڑھنے کے زمانہ میں وہ مدرسہ مداری دروازہ میں تھا اور اس کا نام مصباح العلوم مشہور تھا چونکہ اس مدرسہ پر آہستہ آہستہ کر کے پورا قبضہ وہابیوں کا ہو گیا تھا اس سے اہلسنت کے لئے سوا بارگاہ رضوی کے دوسری جگہ تعلیم کی نہ تھی اگرچہ بریلی میں ۱۳۱۲ھ میں ایک اور مدرسہ سرائے خام میں قائم ہوا تھا اور اس کا نام اشاعۃ العلوم تھا اس کے بانی استاذی مولوی محمد یٰسین صاحب پنجابی شاگرد رشید حضرت استاذی مولانا احمد حسن صاحب کانپوری تھے یہ ایک زمانہ تک تو خاموشی کے ساتھ صرف درس تدریس میں مشغول تھے جب دیوبندیوں نے ۱۳۲۷ھ میں اپنی جماعت بندی اور جتھا قائم کرنے کے لئے ابتدائے قیام مدرسہ دیوبند سے اس وقت تک جتنے فارغ التحصیل ہوئے تھے یا وہاں پہنچکر حدیث کا دورہ تمام کیا یا کچھ دنوں کے لیے شریک درس ہو گئے تھے اگرچہ کسی جگہ کے فارغ ہوں ان سب کو بلا کر ان کی دستار بندی کر دی تھی میرے استاذ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب بھی انھیں لوگوں میں تھے کہ کانپور میں حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے کتابیں تمام کیں چند دنوں کے لیئے دیوبند جا کر دورہ میں شرکت کی تھی ان کی بھی دستار بندی دیوبندیوں نے کر دی تھی۔ اس زمانہ سے ان کا میلان دیوبندیوں کی طرف زیادہ ہونے لگا۔ اور اعلیحضرت کے یہاں آمد ورفت میں کمی شروع کر دی تھی اور رفتہ رفتہ وہابی دیوبندی ہو گئے۔ ورنہ پہلے ان کے تعلقات اعلیحضرت سے بہت اچھے تھے اور اعلیحضرت کو بمنزلہ اپنے استاد کے سمجھتے تھے اس لیے کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری اعلیحضرت کی بے حد عزت کرتے اور بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے الغرض اعلیحضرت کا ایک زمانہ تدریس وتعلیم کا بہت زور وشور

کا گڑھ ہے جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے اور اس چشمہ علم و فقہ سے فیضیاب ہوتے چنانچہ اسی زمانہ کا ایک واقعہ جناب مولوی محمد شاہ خاں عرف ٹھن خانصاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دن تین طالب علم آئے اور اعلیٰحضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آپ لوگ آئے ہیں اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے وہ لوگ بولے دیوبند پڑھتے تھے وہاں سے گنگوہ گئے اس کے بعد یہاں آئے ہیں میں نے کہا کہ یوں تو طلبہ کو ثمہ خیلا کا مرض ہوتا ہے یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے اسی لیے ایک جگہ جم کر بہت کم لوگ پڑھتے ہیں بلکہ دو چار جگہ جا کر ضرور دیکھا کرتے ہیں۔ مگر یہ عموماً ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کی تعریف انسان سنتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں کے شائق ہو کر تشریف لائے بول بولے یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں اختلاف مذہب اختلاف خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی مگر ایک کا تذکرہ ضرور ہوتا کہ علم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر کسی کی مجال نہیں کہ اون کے خلاف کچھ لکھ سکے یہی دیوبند میں سنا اور یہی گنگوہ میں بھی تو ہم لوگوں کے دلوں میں شوق و ذوق ہوا کہ ذرا چل کر علم حاصل کرنا چاہیئے جن کے مخالفین فضل و کمال کی گواہی دیتے ہیں ع

والفضل ماشهدت به الاعداء

اعلیٰحضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا جو رجسٹر داخلہ سے طلبہ کا نام معلوم کیا جائے یا فارغ التحصیل طلبہ ہی کا نام رجسٹر فارغ التحصیل سے حاصل کیا جا سکے اس لیے حضور کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور تصنیفات وغیرہ سے دینی خدمت کی اون میں بعض لوگوں کے اسمائے گرامی اس جگہ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں اعلیٰحضرت کے شاگردوں میں خصوصیت کے ساتھ فقہ سے توغل اور تصنیفات کی طرف توجہ اور وعظ و تقریر کا رنگ ضرور موجود ہے۔ جناب مولانا مولوی نواب سلطان احمد خانصاحب محلہ بہاری پور جناب مولانا مولوی سید امیر احمد صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔ جناب مولانا مولوی حسن رضا خانصاحب حسن برادر اوسط اعلیٰحضرت جناب مولانا مولوی محمد رضا خانصاحب برادر خورد

اعلیحضرت جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب حجۃ الاسلام صاحبزادہ اکبر۔ جناب مولانا مولوی حافظ یقین الدین صاحب محلہ ملوکپور بریلی۔ جناب مولانا مولوی حافظ سید عبدالکریم صاحب محلہ ذخیرہ بریلی جناب مولوی منور حسین صاحب بریلوی۔ جناب مولوی حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگامی جناب مولوی واعظ الدین صاحب مصنف دمع زیغ زائغ جناب مولوی سید عبدالرشید صاحب عظیم آبادی۔ جناب مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری جناب مولوی سید حکیم عزیز غوث صاحب بریلوی۔ جناب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی۔ جناب مولوی عبد الاحد صاحب سلطان الواعظین پیلی بھیتی حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی۔ حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی دامت برکاتہم وفیوضہم۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے ایک روز حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے رخصت کے وقت اونہوں نے عرض کی کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں اون سے کام لیں ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتویٰ لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے انھیں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے۔ اچھی طرح یاد ہیں میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو اونھوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اوس سے یہ سب ورق رد ہو گئے۔ وہی جملے ابتک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں ابتک اون کا اثر باقی ہے۔ خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم ٥ زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دے دیجئے بیشک میں حفاظت والا ہوں اور علم والا ہوں بفضل و رحمت الٰہی پھر بعون و عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اتفاق اسے دو ہا ہیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالے
ہندوستان میں کہیں نہ پائیے گا غیر ممالک کی بابت نہیں کہہ سکتا ہیں تو ہر شخص کو مطلب خاطر سکھانے
کو طیار ہوں سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انھیں
کے جد امجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا صدقہ و عطیہ ہے آپ کے
یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائیے گا۔ اس
کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنا تے ہیں اور جو کچھ میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں طبیعت اخاذ
ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے ۔ اسی طرح علم توقیت بھی ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے
بھی معدوم ہیں حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں
جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب۔ بہت سی عمر گذر گئی تھوڑی باقی ہے
جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کرلیں سلونی قبل ان تفقدونی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا قول بالکل صحیح ہے ع قدر نعمت پس از زوال
پھر لینے والے کو یہ چاہیئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات
سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑ دے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں
خالی ہو کر آئے گا۔ تو کچھ پائے گا۔ اور جو اپنے کو بھرا سمجھے گا تو ع

انائیکہ پر شد دگر چوں برد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جا سکتی اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے
ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے
چھت پر گیا ہے اس زمانہ میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ اخیرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان
کتاب نہیں جب انہوں سے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کہ اس باہر کے
زینہ سے چھت پر مجھے بلا لیا جائے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجئے کسی کو معلوم نہ ہو میں نے
کہا مولانا ہدایہ اخیرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا۔
ایک صاحب یہیں کے فتویٰ نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب
لکھ کر بھیجدیا میں نے اصلاح دے کر بھیجدیا ایک روز ان سے کہا گیا مولانا اول جواب

تو ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہو گا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں مناسب یہ ہے کہ آپ بعد عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں انھوں نے کہا اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اور بندۂ خدا کے نام افریقہ امریکہ تک سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے اون کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انھیں کے نام استفتے بھیجے اور اس زمانہ میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لیے کرم فرمایا تھا ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے اب بی۔ اے پاس کرنے کی فکر میں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں جب بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب اون کو آواز نہ دیتا اون کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا ہوا خاک اور ریتا اوڑ اڑ کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کاشانہ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ۰ ولو انھم صبروا

حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم ۰ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں اون میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو اون کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں۔ کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اونھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علما کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ گھوڑے سے اوترے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ

دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہلبیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔

ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لیے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء وقراء سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا۔ شہزادہ میرے مکان پر آجایا کرے ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں حاضر ہو جایا کرے گا۔ مگر اوس کا سبق پہلے ہو فرمایا یہ بھی نہ ہو گا۔ بلکہ جو پہلے آئے گا۔ اوس کا سبق پہلے ہو گا غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گذر ہوا دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے بادشاہ غضبناک ہو کر اوترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا اوبے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لیے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال دوسرے ہاتھ سے اون کا پاؤں دھو۔

ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ ضریر کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے جب آفتابہ اور چلیچی ہاتھ دھونے کے لیے لائی گئی تو چلیچی خدمتگار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا کہ آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں کہا ہارون کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت کرے ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لیے یہ کہا تھا۔

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ اون کی تعظیم کے لیے سر وقد کھڑا ہوتا ایک بار درباریوں نے عرض کیا یا امیر المومنین رعب سلطنت جاتا ہے جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجہ اتم تھا سلاطین نصاری ان کا نام لیتے تھراتے تھے تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مر گئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج حاضر نہ کیا اودھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی وہ عورت مر گئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رخ بنایا تھا۔ یہ تحریر ہے کہ جب ایلچی درباد

ہیں حاضر ہوا وزیر کو حکم ہوا استاذ وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی حضور مجھ میں تاب نہیں جو کسے سنا سکوں فرمایا لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھکر تمام دربار بھاگ گیا صرف وزیر اور وہ ایلچی رہ گئے وزیر کو حکم ہوا جواب لکھ اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھر تھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا لا مجھے دے اور یوں لکھا یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے بچے جواب وہ نہیں جو تو سنے جواب دمہ ہے جو تو دیکھے گا۔ یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا اس نے بہت گریہ وزاری کی ہاتھ پاؤں جوڑے خراج دینے کا وعدہ کیا چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی کہ پھر اس نے سرتابی کی فوراً واپس ہوگئے اور پھر فتح کیا اور اسے گرفتار کیا پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا ایسے جبار بادشاہ کی علما کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم۔

تبلیغ وہدایت اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ العزیز جس طرح اس امر پر اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ وہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے اور علمائے کرام ورثۃ الانبیاء ہیں اسی طرح اس پر بھی یقین کامل رکھتے تھے کہ علماء کے ذمہ دو فرض ہیں ایک تو شریعت مطہرہ پر پورے طور پر عمل کرنا دوسرا فرض مسلمانوں کو ان کی دینی باتوں سے واقف بنانا اور ان پر مطلع کرنا اسی لیے جہاں کسی کو خلاف شرع کرتے ہوئے دیکھتے فرض تبلیغ بجا لاتے اور اس کو اپنے فرائض میں داخل سمجھتے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بعد نماز ظہر حضور مسجد میں وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ ایک اعلیٰ صاحب نے سامنے آکر نیت باندھی جب رکوع کیا تو گردن اوٹھائے ہوئے سجدہ گاہ کو دیکھتے رہے فارغ ہونے پر حضور نے پاس بلا کر دریافت

کیا کر رکوع کی حالت میں اس قدر گردن آپ نے کیوں اوٹھائی تھی اونہوں نے عرض کیا حضور سجدہ کی جگہ کو دیکھ رہا تھا تو فرمایا سجدہ میں کیا کیجیے گا پھر فرمایا بحالت قیام نظر سجدہ گاہ پر اور بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر اور بحالت تسمیع سینہ پر اور بحالت سجود ناک پر اور بحالت قعود اپنی گود پر نظر رکھنا چاہیے نیز سلام پھیرتے وقت کاتبین کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے شانوں پر نظر ہونا چاہیے۔

جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی عفی عنہ کہتا ہے اسی کے قریب ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تھا حضور کسی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے اور حضور کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب قیام کیا تو دیوار مسجد کو تاکتے رہے جب رکوع میں گئے تو تھوڑی اوپر اوٹھا کر دیوار مسجد کی طرف دیکھتے رہے جب نماز سے فارغ ہوئے اس وقت تک اعلیحضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے اعلیحضرت نے اون کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں نگاہ ہونی چاہیے اور فرمایا بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہیے۔ یہ سن کر وہ قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے واہ صاحب بڑے مولانا بنتے ہیں میرا منہ قبلہ سے پھیرے دیتے ہیں نماز میں قبلہ کی طرف مونہہ ہونا ضروری ہے یہ سن کر اعلیحضرت نے اون صاحب کی سمجھ کے مطابق کلام فرمایا اور دریافت کیا تو سجدہ میں کیا کیجیے گا پیشانی زمین پر لگانے کے بدلے ٹھوڑی زمین پر لگائیے گا۔ یہ چبھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے اور اون کے سمجھ میں بات آگئی کہ قبلہ رو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف مونہہ کر کے دیوار مسجد کو تاکا کرے۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ قبل ظہر حضرت استاذ العلما مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب مرادآبادی و حضرت مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی خدمت اقدس میں حاضر ہیں کہ ایک آریہ آتا ہے اور کہتا ہے میرے چند سوالات ہیں اگر اون کے جوابات دے دیے گئے تو میں اور میری بیوی بچے سب مسلمان ہو جائیں گے چونکہ اذان ہو چکی تھی۔ نہ معلوم کتنا وقت صرف ہو گا۔ بایں خیال حضور نے فرمایا

ہماری نماز کا وقت ہے ٹھہر جاؤ اس کے بعد جو سوال کرو گے انشاء اللہ تعالےٰ جواب دیا جائیگا وہ کہنے لگا ایک سوال تو یہی ہے کہ آپ کے یہاں عبادت کے پانچ وقت کیوں مقرر ہیں پرمیشر کی عبادت جتنی بھی کی جائے اچھا ہے مولانا نعیم الدین صاحب نے فرمایا یہ اعتراض تو خود تمہارے اوپر آتا ہے مولانا رحم الٰہی صاحب نے فرمایا میرے پاس ستیارتھ پرکاش مکان پر موجود ہے ابھی منگوا کر دکھا سکتا ہوں الغرض طے پایا کہ جب تک کتاب آئے نماز پڑھ لی جائے۔ وہ اتنی دیر وہاں تک بیٹھا رہا بعدہ مندرجہ ذیل سوالات پیش کیے۔

عا قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے خدا تو قادر تھا کہ ایک ساتھ اتار دیتا۔

عا آپ کے نبی کو معراج کی رات خدا نے بلایا تو انھیں پھر دنیا میں واپس کیوں کیا وہ تو اُسے محبوب تھے۔

عا عبادت پانچ وقت کے متعلق ستیارتھ پرکاش کی عبارت دیکھنا مشروط ہوئی۔

مذکورہ بالا سوالات سن کر حضور نے فرمایا میں تمہارے سوالوں کے جوابات ابھی دیتا ہوں مگر تم نے جو وعدہ کیا ہے اس پہ قائم رہو اس نے کہا ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میرے سوالات کے جوابات آپ نے معقول دے دیئے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور بیوی بچوں کو بھی لا کر مسلمان کرا دوں گا۔ جب خوب قول و قرار اور پختہ وعدہ کر لیا تو حضور نے فرمایا پہلے سوال کا تو جواب یہ ہے کہ جو شئے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے۔ اس کی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بتدریج نازل فرمایا پھر فرمایا انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا اللہ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا پھر فرمایا انسان کھیتی کرتا ہے پہلے پودا نکلتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد اس میں بالی آتی ہے۔ اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے۔ وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا۔ اس کے بعد ستیارتھ پرکاش آگئی جس میں حسب ذیل عبارتیں موجود تھیں۔

باب تیسرا (تعلیم) پندرہواں ہیڈنگ " اگنی ہوتر صبح و شام دو ہی وقت کرے "

باب چوتھا رخانہ داری) ۲۳ ہیڈنگ "سندھیا دو ہی وقت کرنا چاہیے"
ان عبارات کو سن کر بجز قائل ہونے کے چارہ ہی کیا تھا لہذا اعتراف کرتے ہوئے معراج شریف والے سوال کا جواب چاہا اس کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا اسے یوں سمجھو کہ ایک بادشاہ اپنے مملکت کے انتظام کے لیے ایک نائب مقرر کرتا ہے وہ صوبہ یا نائب بادشاہ کے حسب منشا خدمات انجام دیتا ہے بادشاہ اس کی کارگزاریوں سے خوش ہو کر اپنے پاس بلاتا ہے اور انعام و خلعت فاخرہ عطا فرماتا ہے نہ یہ کہ اوسے بلا کر معطل کر دیتا ہے اور اپنے پاس روک لیتا ہے یہ سن کر اوس نے کہا کہ آپ نے میری پوری تشفی فرمادی اور میری سمجھ میں خوب آگیا میں بھی جاکر بیوی اور بچوں کو لاتا ہوں اور خود بھی مسلمان ہوتا ہوں اون کو بھی مسلمان کراتا ہوں۔
جناب سید ایوب علی صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک روز ایک مسلمان کسی غیر مسلم کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں فرمایا کہ کلمہ پڑھوا دیا ہے انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں حضور نے بلا تاخیر و تساہل و تعجیل غیر مسلم کو پڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے یہ الفاظ تلقین فرمائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں میں اُن پر ایمان لایا میرا دین مسلمانوں کا دین ہے۔ اس کے سوا جتنے معبود ہیں سب جھوٹے ہیں اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں ہے جلانے والا ایک اللہ ہے مارنے والا ایک اللہ ہے پانی برسانے والا ایک اللہ ہے روزی دینے والا ایک اللہ ہے سچا دین اسلام ہے اور جتنے دین ہیں سب جھوٹے ہیں اس کے بعد مقراض سے سر کی چوٹی کاٹی اور کٹورے میں پانی منگوا کر تھوڑا سا خود پیا باقی اوسے دیا اور اوس سے جو بچا وہ حاضرین مسلمانوں نے تھوڑا تھوڑا پیا اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا بعدہٗ جو صاحب لے کر آئے تھے اونھیں فہمائش کی کہ جس وقت کوئی اسلام میں آنے کو کہے فوراً کلمہ پڑھا دینا چاہیئے کہ اگر کچھ بھی دیر کی تو گویا اوتنی دیر اوس کے کفر پر رہنے کی معاذ اللہ رضامندی ہے آپ کو کلمہ فوراً پڑھا دینا چاہیئے تھا۔ اوس کے بعد یہاں لاتے یا اور کہیں لے جاتے اون صاحب نے یہ سن کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ بات معلوم نہ تھی میں توبہ کرتا ہوں حضور نے فرمایا اللہ معاف

کرے کلمہ پڑھ لیجئے اونھوں نے کلمہ پڑھا اور سلام کر کے چلے گئے

اونھیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے حضور سے دریافت کیا حضور یہ جو مشہور ہے کہ دانہ دانہ پہ مہر ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے ارشاد فرمایا ہر دانہ پہ ایک ہی مہر نہیں بلکہ اوس دانہ کے ہر ریزے پہ جن جن کو پہنچتے ہیں اون سب کی مہریں ہوتی ہیں (پھر فرمایا) بنگال میں لوگ چاول زیادہ کھاتے ہیں ایک مسلمان رئیس کے کھانا کھاتے وقت ایک دانہ چاول کا دماغ پر چڑھ گیا بہت کوشش کی طبیب ڈاکٹر وغیرہ سب معالج حیران ہوئے مگر دانہ دماغ سے نہ اوترنا تھا نہ اوترا شروع میں تو بڑی تکلیف رہی پھر وہ بیچارے اوس تکلیف کے عادی ہو گئے برسیں گزر گئیں اب وہ ایک سال حرمین طیبین حاضر ہوتے ہیں جس وقت مکہ معظمہ پہنچکر حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں ایک چھینک آتی ہے اور وہ دانہ جو برسوں سے پروردگار عالم نے اون کے دماغ میں محفوظ رکھا تھا نکل کر زمین میں گرتا ہے جسے فوراً حرم شریف کا ایک کبوتر قبول کر لیتا ہے۔

اونھیں کا بیان ہے ایک صاحب نے عرض کیا حضور کیا جس کا خمیر جہاں ہوتا ہے وہ وہاں پہنچا دیا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں اوسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا کہ کسی کلکٹر ضلع کے ایک مسلمان پیشکار تھے وہ جب اوس انگریز کے بنگلہ پہ ملاقات کو جاتے تو اس کی مس (لڑکی) ہر بار ان سے کلام الٰہی پڑھانے کے لیے درخواست کرتی تھی یہ اچھا کہکر ٹالدیا کرتے تھے ایک دفعے جب یہ وہاں پہنچتے ہیں تو وہ مس حسب معمول پھر کہتی ہے پیشکار ہر دفعہ آپ یوہیں ٹال دیا کرتے ہیں یاد رکھیے کل قیامت کے دن اون سے جن پہ یہ قرآن اوترا ہے شکایت کردوں گی کہ میں تو پڑھنا چاہتی تھی مگر انہوں نے نہیں پڑھایا یہ سن کر پیشکار صاحب لرز گئے اور انہوں نے اپنے دل میں طے کرتے ہوئے مس صاحبہ سے وعدہ لیا مس نے یہ بھی کہا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں خود آپ کے مکان پہ آجایا کروں گی چنانچہ بلاناغہ وہ آیا کرتی اور پڑھکر چلی جاتی اب کچھ عرصہ کے بعد ایک روز وہ نہیں آئی انہوں نے خیال کیا کہ کسی وجہ سے آج نہیں آئی ہوں گی۔ یوہیں دوسرے دن بھی آنا نہ ہوا تیسرے دن بعد انتظار خبر لینے کے لیے بنگلہ پہ پہنچے ادھر ادھر جب اُسے نہ دیکھا تو کلکٹر اور اوس

کی میم سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ تو کئی روز سے سخت بیمار ہے الحاصل انگریز اور میم پیشکار صاحب کو اس کے کمرہ میں لے گئے انہوں نے دیکھا کہ واقعی حالت بہت نازک ہے تھوڑی دیر میں وہ دونوں پیشکار صاحب کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر اپنے کمرہ میں چلے گئے اُس وقت اُس مس نے ان سے مخاطب ہوکر کہا پیشکار صاحب اب میرا آخری وقت ہے میں صدق دل سے مسلمان ہوتی ہوں اور آپ کے سامنے کلمہ پڑھتی ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۔ آپ اس کے گواہ رہیں میں آپ سے ایک وصیت کرتی ہوں کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو آپ بھی جنازہ میں شرکت کریں ۔ اور ان لوگوں کو اپنے طریقہ پر دفن کر لینے دیں اس کے بعد آپ میری میت کو نکال کر دین اسلام کے طریقہ پر دفن کر دیں پیشکار صاحب یہ سن کر آبدیدہ ہوئے اور وصیت پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کر لیا ۔ اوس کے بعد اوٹھکر باہر آئے ہی تھے کہ مس صاحبہ کا انتقال ہو گیا یہ ٹھہر گئے اون لوگوں نے جنازہ تیار کیا اور قبرستان لے چلے پیشکار صاحب بھی ساتھ ساتھ گئے اور قبر کی اچھی طور پر شناخت کر لی کہ فلاں درخت کے پاس ہے ۔ اور فلاں قبر سے اس قدر فاصلہ ہے دن کا موقع تھا اچھی طرح دیکھ بھال کر لی کہ انہیں شب میں آکر مس صاحبہ کی وصیت پوری کرنی تھی مختصر یہ کہ دفن کے بعد مکان آئے اور شب کا انتظار کرنے لگے خیال کیا کہ اگر مزدور ساتھ لیتا ہوں تو ایک سے دوسرا خبردار ہوتا ہے لہذا نصف شب گزر جانے کے بعد ایک پھوڑا اور لالٹین دیا سلائی لے کر گورستان کا رخ کیا اور وہاں پہنچکر قبر کو کھولا دیکھا کہ اُس میں بجائے مس صاحبہ کی نعش کے اون کے ہموطن دوست کی میت موجود ہے ۔ یہ کیفیت دیکھکر انہیں حیرت ہوئی قبر کو بند کیا اور واپس آئے صبح کو اوٹھکر فوراً چھٹی کی ایک درخواست دے کر وطن پہنچے دوست کے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی اندر سے اون کا لڑکا آیا اور کہا کہ والد صاحب کا تو انتقال ہو گیا ۔ انہوں نے اظہار افسوس کیا اور لڑکے کو ساتھ لے کر فاتحہ پڑھنے کے حیلہ سے قبر کا پتہ چلانے کے لیے گورستان پہنچے اور شناخت کر آئے اب انہیں گمان غالب یہ تھا کہ جب مس صاحبہ کی قبر میں میرے دوست تھے تو اون کی قبر

میں مس صاحبہ ہوں گی لہذا شب آنے پر اوس قبر کو کھدواتے ہیں کہ مس صاحبہ کی وصیت
پوری کروں مگر خلاف قیاس اوس میں ایک عرب صاحب کی لاش پاتے ہیں اب یہ
سخت پریشان و متفکر ہوئے کہ دوست کو تو جانتا تھا اون کی قبر کا پتا چلا لیا عرب
صاحب کی قبر کہاں تلاش کروں غرض اوس قبر کو بھی بدستور بند کر دیا اور مکان آکر پلنگ
پر کروٹیں بدل رہے ہیں مگر نیند نہیں آتی آخر بہت دیر کے بعد آنکھ لگ گئی خواب میں
مس صاحبہ کو دیکھا کہہ رہی ہیں پیشکار صاحب میں آپ کی شکر گذار ہوں آپ نے وصیت
پوری کرنے کے لیے امکانی کوشش فرمائی اب اس خیال کو چھوڑ دیجیے انہوں نے
خواب ہی میں پوچھا کہ یہ کیا راز تھا مس صاحبہ نے کہا میری قبر میں آپ کے دوست کی لاش یوں
پہنچائی گئی کہ وہ دنیا میں نصاریٰ سے محبت وو داد رکھتے تھے اسی لئے ان کا حشر نصاریٰ کے ساتھ
ہوگا اور عرب صاحب کو ہندوستان آنے کی بڑی تمنا تھی لہذا ان کی لاش اس دیار پاک سے اٹھا
کر ہندوستان ڈالدی گئی۔ اور میں دیار حبیب کی آرزو مند تھی پروردگار عالم نے مجھے وہاں پہنچا دیا
ملفوظات حصہ اول میں ہے ایک صاحب نے علم غیب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی
نسبت سوال کیا ارشاد فرمایا قرآن عظیم فرماتا ہے۔ ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر
مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے اور فرماتا ہے عٰلم الغیب
فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ تعالٰے عالم الغیب ہے تو
اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ
رسولوں کو غیب پر مسلط فرما دیا (اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ) علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالٰی
کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے
وہ سب بالکمل بوجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیا صلوات
اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل
اور انبیا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علی سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے

دیئے سے اور حضور کے طفیل ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم نے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ یعطی میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے وکذالک نری ابرھیم ملکوت السمٰوٰت والارض لیعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ نُری بمعنی استمرار و تجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا۔ بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل ہیں حضور کے جد اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلے ابیہ و بارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا۔ مگر کور باطن اعاذنا اللہ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ اور لفظ کذلک تشبیہ کے لیے جیسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لیے مشبہ اور مشبہ بہ ضروری ہے مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم اب رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھاتے ہیں یوہیں آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کراتے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ وما ھو علی الغیب بضنین ۰ یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں۔ اور ظاہر کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا۔ اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی۔ تو جب تک کوئی چیز صرف کی ہو کیا مفاد ہوا لہذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیئ ہم نے تم پر کتاب ہر شئ کا روشن بیان کر دینے کے لیے اتاری تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلا خفا نہیں اور حدیث میں ہے جیسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور

حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتی کدنا ان نتراٰئ الشمس یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف لے آئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اللّٰہ ورسولہ اعلم اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ رب معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلی اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں فقلت لا ادری میں نے عرض کی اے میرے رب بے تیرے بتائے کیا جانوں فوضع کفہ بین کتفی فوجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کس کو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ کل شیء سے مراد ہر شی متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا مافی السماء والارض میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت ما بین المشرق والمغرب اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیے فرمایا کہ کبھی شی معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں اور کبھی شیٔ پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار ہا آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے اسی لیے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاء عالم ہمارے پیش نظر بھی ہو گئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج والحمد للہ رب العلمین۔

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل و نا مسموع ہے اللہ

عز وجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ رویت و معرفت جمیع مکتوبات قلم مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ما کان وما یکون من الیوم الاول الی یوم الاخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل و لہٰذا طبرانی و نعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اوٹھالی ہے۔ تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالےٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے اونھوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار فرمایا۔ اون کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کے مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادہ اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعا　　　کخردلۃ علی حکم الاتصال

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھا کسی خاص وقت سے خاص نہیں بلکہ علی الاتصال یہ ہی حکم ہے اور فرماتے ہیں ان بؤبؤ ۃ عینی فی اللوح المحفوظ یعنی میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہوئی ہے لوح محفوظ کیا ہے اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل صغیر و کبیر مستطر ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے اور فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتب من شیٔ ہم نے کتاب میں کوئی شے اوٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ہ کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہو تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت ہے کہ اوس میں

تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہو گا۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے ایک صاحب شاہجہاں پور سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے سنا ہے اور بعض دیو بندیوں کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر فرماتے ہیں مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس لیئے میں نے چاہا کہ حاضر ہو کر جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں اس پر ارشاد فرمایا اس کا فیصلہ تو قرآن عظیم نے فرما دیا فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین ہ جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں کہیں اس کا نام ونشان ہو تو کوئی دکھائے ہم اہلسنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عنایت فرمایا رب عزوجل فرماتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین ہ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں تفسیر معالم وخازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا خیال ہے کہ کسی غیب کا حضور کو علم نہیں اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ بلکہ حضور کے لیئے علم غیب ماننا شرک ہے۔ اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا۔ برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کر دی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی در متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے کسی صاحب نے عرض کیا حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا ارشاد ہوا ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی

اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور اون سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو نا پسند آئی انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا یہ شرک ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحکم الا للہ حکم نہیں مگر اللہ کے لیے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا زن وشوہر میں خصوصیت ہو تو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو اور ایک حکم اوس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے۔ تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو دہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب وامداد وغیرہا میں ذاتی عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوی ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر۔ اس جواب کو سن کر اون میں سے پانچہزار تائب ہوئے اور پانچہزار کے سر پر بھوت سوار تھی وہ اپنی خباثت پر قائم رہے امیر المومنین نے اون کے قتل کا حکم فرمایا امام حسن وامام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اون کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت قرآن میں بسر کرتی ہے ہم کیونکر ان پر تلوار اوٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دیدی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے۔ بااینہمہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے قرآن پڑھیں گے مگر اون کے گلوں سے نیچے نہیں اوترے گا۔ امیر المومنین کا لشکر اون کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اوس پار اوتر گئے امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اوس پار نہ جائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے۔ جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے اون کے تقوی وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ دفع فرمانے کے لیے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو ہم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا اور اگر وہ نہ ہو تو تم نے بہترین اہل زمین کو قتل کیا اور تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا کسی نے کہا حمد ہے اوسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے

فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا حتی یخرج اخرھم مع الدجال یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں تحقرون صلوٰتکم عند صلوٰتھم وصیامکم عند صیامھم واعمالکم عند اعمالھم تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیھم قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یقولون من قول خیر البریہ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یامن قول خیر البریہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سیماھم التحلیق ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے مشمری الازر گھٹنے ازاروں والے ہوں گے۔ ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں اس قدر غلو تھا کہ جو عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انھیں دور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں داخل ہو ان کی داڑھیاں منڈوا یا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا اور اب وہابیہ کو دیکھیے اکثر ان میں وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائنچے والے ہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) غزوہ حنین میں حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا اس پر فاروق اعظم نے عرض کی اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ کرکے) اُس سے فرمایا افسوس کہ اگر میں تجھپر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ اور فرمایا اللہ تعالٰے رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیے گئے علمائے کرام فرماتے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اوس دن کی عطا سخی بادشاہوں کے عمر بھر کی داد دہش سے زائد تھی جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہانتک کہ جب سب اموال تقسیم ہولیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو واللہ کہ تم مجھکو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اوس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں ؎

فان من جودک الدنیا وضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان وما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے صلی اللہ علیک وسلم وعلی الک وصحبک وبارک وکرم۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اوٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کر دیں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا ارشاد فرمایا کون ہے کہ اوسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوٹھے اونھیں بھی وہی واقعہ پیش آیا حضور نے پھر ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اوسے قتل کرے مولی علی اوٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں فرمایا ہاں اگر تمہیں ملے مگر تم اوسے نہ پاؤ گے یہی ہوا مولی علی رضی اللہ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھکر چلتا ہوا ارشاد فرمایا اگر تم اوسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اوٹھ جاتا یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اوس نے مجلس اقدس کے کنارے کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں۔

یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنے نماز و تقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہو لے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا لتومنوا باللہ ورسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلا ۰ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ و رسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول نہیں ۔ اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں یوں عبد اللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبد المصطفے ہے ورنہ عبد الشیطان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

ملفوظات حصہ اول میں ہے کہ ایک صاحب نے دریافت کیا بزرگوں نے جو فرمایا ہے کہ مجاہدہ کے لیے کم از کم ۸۰ برس درکار ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اسی برس کی عمر سے مجاہدہ کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے حضور نے ارشاد فرمایا مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اوسی طریقہ پر اگر چھوڑ دیں اور جذب و عنایت ربانی بعید کو قریب نہ کرے تو اس راہ کے قطع کو اسی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور اونھیں اپنے رستے دکھا دیں گے ۔

کسی نے وحدۃ الوجود کے معنی دریافت کیئے ارشاد ہوا وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لیے ہے اس کے سوا جتنے موجودات ہیں سب اوسی کے ظل پر تو ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی کے لیے ٹھہرا اس پر عرض کیا کہ اس کا سمجھنا تو دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر مشکل کیوں مشہور ہے ارشاد ہوا اس میں غور و تامل یا موجب حیرت ہے یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا ۔ بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں کے اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں اون میں سے ایک یاد رہی مثلاً روشنی بالذات آفتاب یا چراغ میں ہے ۔ زمین و مکان اپنے ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا

منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے ان کی روشنی انھیں کی روشنی ہے ان کی روشنی ان سے اوٹھالی جائے وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں اس پر عرض کیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے تو ارشاد فرمایا اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرح اپنے آپ ہی کو دیکھے گا۔ اس لیے کہ یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اوسی کی ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی یعنی سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی اس لیے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں ذات کی نہیں اور سمع و بصر ذات کی صفتیں ہیں سطح ظاہر کی نہیں لہذا جو اثمرہ ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا بخلاف حضرت انسان کے کہ یہ ظل ذات باری تعالیٰ ہے لہذا ظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے اس پر چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خانصاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیونکر دیکھتے ہیں اگر ان ظلال و عکوس کو کہا جائے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اگر یہ ظلال و عکوس کو نہیں دیکھتے ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں تو یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر اللہ کو دیکھنے کے کیا معنی وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اوسے احاطہ کرے قیامت میں ہم مسلمان انشاءاللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیضیاب ہوں گے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ رویت کیونکر ہو گی ارشاد ہوا ظلال و عکوس مرأت ملاحظہ ہیں مرأت کا مرئی سے متحد ہونا کیا ضرور علم بالوجہ میں وجہ مراءت ملاحظ ہوتی ہے حالانکہ ذو الوجہ سے متحد نہیں بلا شبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پہ پڑ کر واپس آتی ہے اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے لہذا دہنی جانب بائیں اور بائیں جانب دہنی معلوم ہوتی ہے تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اوس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں کل شئ ھالک الا وجھہ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں اسلام کا عقیدہ ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتہ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی اس کی نگاہ میں نہیں ہوتی اہلسنت کا ایمان ہے کہ قیامت

وجنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہو گا۔ قال اللہ تعالیٰ وجوہ
یومئذ ناظرۃ الی ربھا ناظرۃ کچھ موبنہ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے کفار
کے حق میں فرماتا ہے کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون ہ بیشک وہ اس دن اپنے
رب سے حجاب میں رہیں گے یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا تو ضرور مسلمان اس سے
محفوظ ہیں بعد احاطہ مرئی نہیں چاہتی آیۂ کریمہ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار
کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار و جملہ اشیاء کا محیط ہے اوسے بصر اور کوئی شئی محیط نہیں فلک
وغیرہ کی مثالیں اس بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ
اوسی طرح کا ہے وہاں بمعنی عدم ادراک حقیقت و کنہ ہے رہا یہ کہ رویت کیونکر یہ کیف
سے سوال ہے وہ اس کی رویت کیف سے بالاتر ہے پھر کیونکر کو کیا دخل

ملفوظات حصہ اول میں ہے کسی نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ دریافت کیا ارشاد ہوا درود شریف کی کثرت شب میں اور
سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت کثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار
یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے اللھم صلی علی سیدنا محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ
اللھم صل علی سیدنا محمد کما ھو اھلہ۔ اللھم صل علی سیدنا محمد کما تحب وترضی لہ
اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح۔ اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح
اللھم صل علی جسد سیدنا محمد فی الاجساد۔ اللھم صل علی قبر سیدنا محمد فی القبور
صلی اللہ علی سیدنا محمد و مولانا محمد حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ
نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لیے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت
عطا ہو آگے اون کا کرم بے حد بے انتہا ؎

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب　　　که حیف باشد از و غیر او تمنائے

ملفوظات حصہ اول میں ہے کسی نے قضا نمازوں کی ادا کا مسئلہ دریافت کیا ارشاد ہوا
قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں نہ معلوم کس وقت موت آجائے کیا مشکل ہے ایک
دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی

تین عشا کے چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرے کاہلی نہ کرے جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے۔ کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا ہے نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی ہے ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اوس کے لیے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف ۳ بار سبحٰن اللہ کہے اگر ایک بار ہی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا۔ نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک بار سبحٰن ربی العظیم سبحٰن ربی الاعلی پڑھ لینا کافی ہے تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ وتروں میں بجائے دعاء قنوت رب اغفرلی کہنا کافی ہے طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے۔ اس کے پہلے یا بعد ناجائز ہے ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپکر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں ۔

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجیے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن کے بعد اوس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت کاملہ سے اوس کی سب نمازیں ادا کر دے گا قال اللہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہو نکلے پھر اوسے راستہ میں موت آجائے ۔ تو اوس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا

کام اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا۔ وہاں نیت دیکھتے ہیں سارا دارو مدار حسن نیت پر ہے۔

کسی نے[۱۴] عرض کیا برکت رزق کی کوئی دعا ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں اس پر ارشاد فرمایا ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دیجاتی ہے خلق کو دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل و خوار ہوکر طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہا کر سبحٰن اللہ وبحمدہ سبحٰن اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ورنہ نماز صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر قبل طلوع شمس سے پہلے۔

ملفوظات[۱۵] حصہ اول میں ہے کسی نے مصر کے میناروں کا تذکرہ کیا اس پر ارشاد فرمایا ان کی تعمیر حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی نوح علیہ السلام کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی۔ اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا بحکم رب العلمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار کی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھا لیا تھا پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو ۶ ماہ کے بعد سفینہ مبارک جودی پہاڑ پر ٹھہرا سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا گیا اس کا نام سوق الثمانین رکھا گیا یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد و منارہ باقی رہ گئی تھیں جنہیں کچھ نقصان نہ پہنچا اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور کوئی عمارت نہ تھی۔ امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے

انھیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے بنی الھرمان و النسر فی سرطان یعنی دونوں
عمارتیں اوس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی نسر دو
ستارے ہیں نسر واقع و نسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اوس سے نسر واقع مراد ہوتا
ہے۔ ان کے دروازہ پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اوس کے پنجہ میں گنگچہ ہے
جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا
اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے
ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینہ ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور
اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجہ
سے زائد طے کر گیا تو آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے
ہوئے ہیں کہ اون کی آفرینش کو سات ہزار سے کچھ زائد ہوئے لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے
کہ پیدائش آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی تھی۔
ملفوظات حصہ اول میں ہے اس وقت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا
مولوی ظفر الدین صاحب اور مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی اور مولوی احمد علی صاحب
و مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہلسنت و مدرس اہلسنت مولانا امجد علی صاحب مدرس
مدرسہ اہلسنت و مہتمم مطبع اہلسنت وغیرہ حضرات علماء کرام حاضر خدمت تھے انجمن
آریہ نار یہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور
واپس آئے تھے رامچندر مناظر آریہ کی چرب زبانی اور بیحیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات
سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے اس پر ارشاد
فرمایا سخت غلطی ہے کہ الیوں سے زبانی بات چیت ہو اس کا حاصل یہی ہوتا ہے
کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائیگا جس سے لوگ کہیں کہ بڑا مقرر ہے برابر جواب دئے جاتا ہے انسان میں یہ قوت نہیں کہ
زبان بند کر دے بیحیا کفار اللہ عزوجل کے حضور نہ چوکیں گے۔ وہاں بھی زبان چلا ہی جائیگی یہانتک کہ موتھ پر مہر فرمائی
جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو الیوم نختم علی افواھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا
یکسبون ٥ تو الیوں سے ہمیشہ تحریری مناظرہ ہونا چاہئے کہ مکرنے بدلنے مچلنے کی

گئی ہے بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرہ میں آ لو اپنا اسلام تو ثابت کر لو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

کسی شخص نے پوچھا کہ تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتا ہے اور مقدار سوا من صحیح ہے یا نہیں ارشاد فرمایا ہر سال کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار معین نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لیے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہ چاہیئے اس کے فوائد بیشمار ہیں اس میں سورہ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے اس سورہ کریمہ کی برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب، آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہوتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ یہ مجھے پڑھتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اوس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے۔ تو فرماتی ہے ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آجاؤں اس کے پاس نہ آنا اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لیے ایسا جھگڑتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اوسے نہ بخشا اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب سے چھیل دے اس پر ارشاد باری ہوتا ہے جا ہمنے اوسے بخشا وہ فوراً جنت جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لے کر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے فرشتے بحکم رب العالمین واپس جاتے ہیں۔

کسی نے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل

اور بہت سے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے اس پر ارشاد فرمایا کلمہ طیبہ ستر ہزار بار مع درود شریف کے پڑھ کر بخش دیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لیے ذریعہ نجات ہو گا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ملے گا۔ اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اس طرح کرو دوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتہً رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہوا اور فرشتے اوسے لیے جاتے ہیں۔ اوس شہر میں یہ لڑکا کشف وکرامت میں مشہور تھا شیخ اکبر محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اوس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا کہ میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں شیخ ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث کی تصحیح مجھے اوس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اوس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے

کسی نے عرض کیا۔ کیا یہ روایت ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے گانے والوں پر لعنت فرما رہے تھے اس پر ارشاد فرمایا یہ واقعہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہو رہی تھی کل تو لوگوں نے بہت اختراع کر لئے ہیں ناچ وغیرہ بھی کرتے ہیں حالانکہ اوس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گذارش کی کہ مجلس میں تشریف لے چلیے حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم جانتے والے مواجہہ اقدس میں حاضر ہو اگر حضرت راضی ہوں ابھی چلتا ہوں اونہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اند" واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض

کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔
کسی شخص نے دریافت کیا حضور کاکی کے کیا معنی ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے ارشاد فرمایا
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے حضور
کے یہاں اس وقت کچھ سامان خورد ونوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں
جو سب کو کافی ہوئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہو گئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک مرتبہ مولانا
فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت
مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلما کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے
دہلی میں تھے جلسہ وہابیہ میں تشریف لے گئے وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا
کرتے تھے۔ چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ
کو بھی ملا آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا یہ دیکھکر تبسم کیا اور
بآواز بلند کہا صاحبو آج تک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے۔ کہ
روٹی جلا دی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے
پڑ گئے اس پر بہت شور و غل ہوا آپ کو غصہ آیا پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش
ہو رہی تھی دیکھا تو اسمٰعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبد اللطیف تھا ایک جھولی میں
کاک اور ایک میں چھوہارے لیے بیٹھا ہے پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہو گیا اس کے بعد
حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنو حضرت مولانا نور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اندر سے خبر آئی آنے کی ممانعت ہے آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے
لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت
دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہیں میں نے
اسی لیے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسہ میں جاؤ آپ نے عرض کیا اتنا تو معلوم ہو گیا کہ میری
خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسمٰعیل دہلوی کے مکر و فریب کا عرض کیا اور
کہا کہ میں صرف اوس کا پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ معلوم کتنے بندگان خدا اوس کی عیاری
سے گمراہ ہو رہے تھے آپ سن کر خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔

یہی مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لیے جاتے تھے سامنے
سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہو رہا تھا ہاتھی پر چلا آرہا تھا۔ اس نے حضرت
کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھا دیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے
اس کی طرف سے مونھ پھیر لیا اور سلام نہ لیا وہ رافضی تھا اور داڑھی مونڈی ہوئی تھی سمجھا
کہ شاید مجھے دیکھا نہیں دوسری طرف جاکر سلام کیا آپ نے ادھر سے مونھ پھیر لیا اور
سلام قبول نہ فرمایا تیسری دفعہ پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا اس کو غصہ آیا اور ہاتھی پر
چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردوں کی داڑھیاں اور عورتوں کا سر نہ منڈوا دیا تو علی بخش
نام نہیں آپ جب مکان تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض
کیا آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانہ پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا
فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے عرض کیا حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں
فرمایا بچھو نورا کی حماقتے تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا سلام کیا تھا جواب
دیدیا ہوتا اب کسی کی داڑھی مونڈے ہے کسی کا مونڈ مونڈے ہے نورا کی حماقتے تو ہے
اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے پیچھے
پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہولیے اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہو رہا
تھا شراب کباب گانے بجانے کے سامان موجود تھے جب دربان نے آپ کو تشریف
لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر کردی بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا فوراً
تمام منہیات شرع اٹھا دیئے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کرکے حضرت کو
اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا۔ کاٹو تو لہو نہیں
بدن میں یہ سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے۔ اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کریگا
مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے کے قیاس سے وراء ہیں یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے
گئے تھے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھلانے کے لیے کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز
رہے بادشاہ نے عرض کی حضرت نے کیسی تکلیف فرمائی ارشاد فرمایا تیری زمین میں
رہتے ہیں ہم نے کہا ہو آئیں بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لیے آئی تھی پیش کی۔

فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں چنانچہ ان حضرات کو بلا لیا گیا تھوڑی دیر تشریف رکھکر واپس تشریف لائے۔

یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضرت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۳۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔

ملفوظات حصہ اول میں ہے کسی نے عرض کیا غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے ارشاد ہوا بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے اس پر انہوں نے دریافت کیا کہ غوث کو مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اونھیں ہر حال یوں ہیں مثل آئینہ پیش نظر ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبد الملک اس سلطنت میں وزیر چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمٰن غنی رضی اللہ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے پھر امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو مرتبۂ غوثیت عنایت ہوا اور امامین محترمین سیدنا امام حسن سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر امام حسن سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک سب حضرات مستقل غوث ہوئے اور امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا درجہ غوثیت کبریٰ پر فائز ہوئے حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہونگے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

کسی[۲۳] نے عرض کیا حضور افراد کون اصحاب ہیں اس پر ارشاد فرمایا اجلہ اولیاء کرام
سے ہوتے ہیں ولایت کے درجات میں غوثیت کے بعد فردیت ایک صاحب اجلہ
اولیاء کرام سے کسی نے پوچھا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات
ہوئی تھی نرملتے تھے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا صاحب میں قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ
کمبل کا نور ہے ایک صاحب اوسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا
کر کہا اوٹھو مشغول بخدا ہو کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیے مجھے میری حالت پر رہنے دیجیے
میں نے کہا کہ میں مشہور کیے دیتا ہوں کہ یہ ولی اللہ ہیں کہا میں مشہور کر دوں گا کہ یہ خضر ہیں
میں نے کہا کہ میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی
کہا وافر اللہ حظک منہ اللہ تعالی اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا میں اگر
غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا۔ اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے وہاں سے آگے بڑھا
ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک عورت کمبل اوڑھے
سو رہی ہے وہ اس کے کمبل کا نور ہے میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا
آئی اے خضر احتیاط کیجیے اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رکے یہانتک کہ رکے
گئے میں نے کہا اوٹھو اور مشغول بخدا ہو کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر
رہنے دیں میں نے کہا تو میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کر دوں گی یہ حضرت
خضر ہیں میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی
ہوگی کہا وافر اللہ حظک منہ اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے پھر کہا اگر میں
غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا۔ میں نے کہا یہ بھی جانتی ہے کہا یہ تو بتائے جا کہا تو
اسی مرد کی بی بی ہے کہا ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اُن کی تجہیز تکفین کا ہمیں
حکم تھا یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہوگئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ
ہیں فرمایا یہ لوگ افراد ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا
ہاں شیخ عبدالقادر جیلانی۔

کسی[۲۴] نے عرض کیا غوث کے انتقال کے بعد درجہ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے ارشاد

ہؤا غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے پھر اولیا سے اور اولیا کی جگہ عامۂ مومنین سے کر دیا جاتا ہے کبھی بلا لحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

مکتوبات امام اہلسنت

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب زید کرمہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔مکرمی مولانا مولوی محمد ظفرالدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتا میں میرے معین ہیں میں نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا۔

(۱) سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ ہادی مہدی ہیں (۲) عام درسیات میں بفضلہ تعالیٰ عاجز نہیں (۳) مفتی ہیں (۴) مصنف ہیں (۵) واعظ ہیں (۶) مناظرہ بعونہ تعالیٰ کر سکتے ہیں (۷) علماء زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں اس علم کو فرض کفایہ لکھا ہے اور اب ہند بلکہ عامہ بلاد میں یہ علم علما بلکہ عامہ مسلمین سے اٹھ گیا فقیر نے بتوفیق قدیر اوس کا احیا کیا اور سات صاحب بنانا چاہے جس میں بعض نے انتقال کیا اکثر اوس کی صعوبت سے چھوڑ کر بیٹھے انہوں نے بقدر کفایت اخذ کیا اور اب میرے یہاں کے اوقات طلوع وغروب ونصف النہار ہر روز وتاریخ کے لیے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کے لیے بھی بناتے ہیں فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کرکے انھیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے اگر منظور ہو تو فوراً اطلاع دیجئے کہ اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے کہ ان کی جگہ مقرر کردوں اگرچہ دو عظیم کام یعنی افتاد توقیت اور اُن سے اہم تصنیف میں وہ ابھی ہاتھ نہیں بٹا سکتے اسی لیے وعظ

مناظرہ بھی نہیں کرسکتے مگر یہ وہاں گئے تو جس نے انھیں ان کاموں کا اپنے کرم سے بنا دیا ہے ان کو بھی بنا سکتا ہے والسلام فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ بقلم خود ۵ شعبان المکرم ۱۳۲۸ھ

---

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حبیبی وولدی وقرۃ عینی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری جعلہ اللہ کاسمہ ظفر الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلے ایک پلندہ ابانۃ المتواری وغیرہ کا آپ کو گیا تھا وہ نہ پہنچا اب مدت ہوئی وقایۃ اہل السنۃ وغیرہ اشتہارات کا پلندہ بھیجا اوس کی رسید اب تک نہ آئی اوس کی تفتیش کیجئے کہ پلندے کہاں ضائع ہوتے ہیں ایک خط آپ کو جواب مسائل میں بھیجا تھا وہ آپ کو نہ ملا رجسٹری مرسل ہو تو وہ بھی ہر شخص لے سکتا ہے لہٰذا یہ پلندہ بیرنگ مرسل ہے وہابیہ نے اس مسئلہ کو طول دیا ہے مدت سے اون کی امید تھی کہ اصول دین چھوڑ کر کسی فرعی مسئلہ میں بحث آ پڑے اپنے موافق اپنا تصدیقی خط دبدبہ سکندری میں چھپ چکا ہے مگر اس قدر کافی نہیں رسائل و مسائل بھیجتا ہوں ایک مختصر فتوی اگرچہ دو ہی سطر کا ہو اپنی مہر سے اور جتنے لوگوں کی مہریں وہاں مل سکیں فوراً فوراً ارسال کیجئے پھر ایک پرچہ پر اوس کے ہزار نسخے چھپوا کر دو سو یہاں اور دو سو مولانا محدث سورتی کو بھیجیے طبع کے خرچ سے مطلع کیجئے کہ مرسل ہو طبع سے پہلے اصلی مہر دار کا فتوی فوراً بھیجدیجئے والسلام فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولی جان افروز روز دوشنبہ ۱۳۳۲ھ علی صاحبہا والہ افضل الصلاۃ والتحیۃ آمین -

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی وزینی وقرۃ عینی برادر دینی یقینی مولانا مولوی ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عبارت ص ۱۳۶ تاتارخانیہ بہت عمدہ ہے ایسی عبارتیں کہ اذان مکان عالی پر ہوں کافی نہیں مسئلہ اذان محدث وجنب واقامت میں اعادہ اذان نہ اقامت کی یہ تفصیل کہ اذان کی تکرار مشروع ہے کما فی الجمعۃ اس میں عبارت بحر بہت نفیس واقع ہوئی جس سے ثابت کہ ہر دو اذان جمعہ بغرض اعلام غائبین ہیں اس کے مثل یا مؤید جو عبارات نکلیں وہ بھی لیجائیں فقہ شافعی میں امام ابواسحٰق کی کتاب تنبیہ ہے اس کی شرح امام ابو زکریا نووی نے فرمائی ہے جس کا نام تحریر ہے یہ متن وشرح اگر ادس کتب خانہ میں ہو تو جلوس امام علی المنبر وقیام مؤذن الاذان کے متعلق جو کچھ اس میں ہو نقل کر کے بھیجیے نیز باب الاذان میں اگر کچھ لکھا ہو۔ کلکتہ میں دیابنہ کا جلسہ تھا وہاں بھی جا کر مناظرہ کا غل کیا پندرہ پندرہ ہزار روپے جمع کر دینے ٹھہرے تاروں اور خطوں پر ۱۲ دن مکالمہ رہا مگر نہ تھانوی سے اقرار مناظرہ کیا نہ دیابنہ جم سکے حسب عادت فرار بر قرار افتاد حامی سنت حاجی لعل خاں صاحب سلمہ ان وقائع کی تفصیل کا رسالہ چھپوانے کو ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ماہ صفر میں رہتک ضلع پنجاب سے تھانوی صاحب نے پہلے ہی خط پر فرار کیا اس کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ چھپے گا والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی اعزک اللہ فی الدنیا والدین وجعلک کاسمک ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پانچ رسالے اور آپ کا فتویٰ مرسل بارک اللہ فیک وملک وبک و
علیک عبارت تحریر کی زیادہ ضرورت ہے نیز شرح وقایہ یا نقایہ فصیح ہروی اگر
ہو اس میں اس مسئلہ کے مظان اور مرور بین یدی المصلی کی بحث دیکھو کہ اس میں لکھا ہے
یہاں قرب اضافی مراد ہے او کما قال والسلام

فقیر احمد رضا عفی عنہ از بریلی ۸ رجمادی الآخری ۱۳۳۲ھ

---

(۵)

۷۸۶ ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب جعل کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فتوی آیا اور تقسیم ہوا اور آپ کو رسید نہ لکھ سکا کہ سرکار مارہرہ مطہرہ حاضر ہوتا ہوا چھ روز میں واپس آیا اور صعوبت سفر و ناسازی طبع سے اکیس روز معطل محض رہا اب مبتلائے بعض افکار ہوں طالب دعا ہوں مسودہ فتوی جو آپ نے بھیجا تھا اوس میں مولوی دیانت حسین صاحب و مولوی مقبول احمد خاں صاحب کے بھی دستخط تھے اس مطبوعہ میں نہیں اس کا کیا سبب ہوا مبسوط سرخسی کتب خانہ میں ہو تو اس سے اس عبارت کی نقل بھیجئے والاصطفاف بین الاسطوانتین غیر مکروہ لانہ صف فی حق کل فریق وان لم یکن طویلا وتخلل الاسطوانۃ بین الصف کتخلل متاع موضوع او کفرجۃ بین رجلین وذلک لایمنع صحۃ الاقتداء یہ عبارت یوں ہی ہے یا کیا اس میں کیا فرق ہے اس کا سابق و لاحق کیا ہے مبسوط چھپ بھی گئی ہے مگر یہاں ابھی نہیں آئی آپ کی بار نقشہ ماہ مبارک کا کیا انجام ہوگا۔ والسلام فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

یہ خط ابھی ڈاک کو نہ بھیجا تھا کہ آپ کا نقشہ سحر و افطار آیا جزاکم خیر الجزاء

(۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سات روز سے دیہات میں آیا ہوا ہوں آپ کا کارڈ یہاں
ملا مولوی دیانت حسین صاحب کے دستخط کی ضرور ضرورت تھی مبسوط سرخسی کی یہ عبارت طائفہ
کذابیہ نے رسالہ تنشیط الاذہان میں کہ انہیں نے مسئلہ اذان خطبہ میں سخت جہالات
فاحشہ پر لکھا استناداً نقل کی ہے ان لوگوں کا کذب بدیہی اولی ہے آپ کسی شخص کے نام سے اوسے
خط بھجوائیے بلکہ مناسب ہو تو رجسٹری کہ آپ نے فلاں رسالہ میں یہ عبارت مبسوط امام سرخسی
سے نقل کی یہاں آپ کے بعض مخالفین کہتے ہیں کہ یہ عبارت مبسوط میں کہیں نہیں لہذا براہ
مہربانی بواپسی ڈاک اطلاع دیجئے کہ عبارت مذکورہ مبسوط کے کس کتاب و باب و فصل و جلد
وصفحہ میں ہے کہ مخالفوں کو دکھا کر ساکت کیا جائے مٹی مطلقاً حرام نہیں بلکہ بقدر ضرر چونا بھی اس
کی جنس ہے بقدر غیر مضر جیسا پان میں ہوتا ہے حلال ہے خاص پان کے چونہ کا جزئیہ نصاب الاحتساب
میں ہے کتاب یہاں پاس نہیں کہ باب کا پتہ لکھوں اگر آپ کو نہ ملے تو بریلی پہنچکر انشاء اللہ
تعالیٰ عبارت مع نشان باب لکھ بھیجوں گا والسلام ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ

مبسوط کس قیمت کو خریدی گئی یا وہاں قلمی ہے۔

اوس خط کی کارروائی باذنہ تعالیٰ جلد ہو رجسٹری ہی مناسب ہے اور اگر وہ جواب نہ دے تو مبسوط کے باب الامامت
باب مکروہات الصلوٰۃ وغیرہا ایسے استیعاب غور سے دیکھے جائیں کہ نفی چھاپ دینے کا موقع ملے اس
کے مہمل رسالہ کا رد اگرچہ اصلاً ضروری نہیں کہ سب وہی مردودات پیش کرتے ہیں۔ اور اون کے رد
کو ہاتھ نہیں لگاتے پھر بھی عوام ہر تازہ تحریر کا جواب چاہتے ہیں لہذا باذنہ تعالیٰ کچھ ہونا بہتر ہے یہ جواب
اوس تحقیق و طلب تصحیح نقل پر موقوف ہے لہذا عجلت واعتناء کامل دونوں مطلوب ہیں والسلام اور اگر وہ پتہ دے
اور عبارت نکلے تو ماسبق وما لحق بتمامہ نقل کرکے بھیجئے اس عبارت کی حالت بہت مشتبہ ہے اولاً تو
مسئلہ خلاف نصوص ثانیاً دعوی و دلیل میں تطابق نہیں دعویٰ عوام کراہیت اور دلیل اقتدا کی صحت

لہذا اعتبار نہیں آتا کہ امام شمس الائمہ نے ایسا فرمایا اور مقرر رکھا ہو واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جن امور میں ہوں اگر آپ کو تفصیل معلوم ہو تو مجھے عدم تحریر خطوط میں معذور رکھیں گے مگر آپ کی یاد دل کے ساتھ ہے جو عظیم جلیل ساعت میسر ہوئی محض عطیہ الٰہی تھی اس میں یہ نقوش تیار کیے جو مرسل ہیں والسلام

یہ نقش جلیل ہیں ان کے مختلف شرائط تھے اور بقدرت الٰہی اس جمعہ کو سب جمع ہوگئے اور اون سے اور زیادہ تھے قمر سعد الاخبیہ میں زہرہ و قمر کا قران زہرہ شرف میں مشتری بیت میں زہرہ و مشتری کا قران آفتاب خاص درجہ شرف میں دن خاص جمعہ مبارکہ کاان کے فوائد وبرکات عظیمہ مخلوق وخالق سب کے نزدیک عظیم وجاہت بعونہ تعالیٰ ہر ضیق سے نجات ہمیشہ وسعت رزق محبت الٰہی حیات طیبہ قلوب خلائق میں محبت ان میں دو نقشوں میں مکتوب کے نام کے اعداد بھی داخل کیے جاتے ہیں وقت بہت قلیل تھا صرف پندرہ نام اس کے لیے تجویز کیے اون میں ایک آپ کا نام تھا نقوش حاضر ہیں مولیٰ تعالیٰ مبارک فرمائے ہر پنجشنبہ یا جمعہ کو انہیں لوبان کی دھونی دی جائے اور اوسوقت دام ناج روٹی ماحضر پر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دیکر محتاج مسلمانوں کو دے دیا کریں ان عظیم نقشوں کی قدر کی جائے کہ ایسی ساعات کا پھر اجتماع بہت بعید ہے اور ہندوستان بھر میں پندرہ نام اس کے لیے مخصوص کیے گئے جن میں ایک آپ ہیں والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۴ جمادی الاخری ۳۳ھ

---

(۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب جعل کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ۲۲ دن کامل ہوئے ایک ڈبیا پارسل آپ کے نام بھیج چکا ہوں اس وقت تک رسید کا منتظر ہوں اس سال ۹ اپریل کو عجیب اوضاع فلکی جمع تھیں جن سے متعدد نقوش عظیمہ کی تواریخ اوسی دن جمع ہو گئیں آفتاب خاص درجہ شرف میں زہرہ شرف میں مشتری بیت میں جو شرف سے بھی افضل ہے زہرہ و مشتری کا قران السعدین زہرہ و قمر کا قران قمر سعد الاخبیہ میں اور سب سے اعظم یہ کہ دن جمعہ مبارکہ کا ان ساعات میں دو نقش عظیم وجلیل آپ کے لیے لکھے جن میں آپ کے نام کے اعداد بھی داخل تھے ایک کی ساعت وقت صبح کی تھی۔ اور دوسرے کی افضل الساعات ساعت اخیرہ جمعہ اور بعد نماز جمعہ ایک نقش آپ کے لیے چاندی پر کندہ کرایا یہ تینوں نقوش معظم ایک ڈبیہ میں مع پرچہ ترکیب رکھکر پارسل کر دیئے ڈاکخانہ کی رسید میرے پاس موجود ہے جس میں ۲۱ اپریل کی مہر ہے رسید کا انتظار کرتے کرتے آج خط لکھا کہ پارسل پہنچا ہو تو مطلع کیجیے ورنہ وہاں تحقیقات کیجیے کس کے ہاتھ لگا اور اوس پر محصول کے ٹکٹ لگا دیے تھے رجسٹری البتہ نہ کی تھی والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۹ رجمادی الاخری ۳۲ھ

(۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دھونی اگر ہر پنجشنبہ کو نہ ہو سکے تو ہر مہینہ ہی سہی نیاز تصدق ہر ہفتہ ضرور ہے آیہ کریمہ والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم میں پانچ اسماء الٰہیہ ہیں الٰہ واحد ھو رحمٰن رحیم ان میں ہر ایک کی ساعات جدا ہیں حسن اتفاق سے ھو اور اللہ اور رحیم کے نقوش کی ساعتیں اوسی دن مجتمع ہو گئی ہیں آپ آیہ کریمہ ہی کا ورد رکھیے بشمار اعداد والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم یوم الاحد ۳۳ھ

(١٠)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ طریقہ استخراج عصر میں جس قدر تسہیلیں ممکن تھیں کر کے بھیجتا ہوں جدول اوقات ایسے کاغذ پر چھپا ہے کہ چند روز میں پرزے ہو جاتا ہے پانچ بار منگا چکا ہوں ایکبار کی تو بالکل فنا ہو گئی تین بار کی یہ ہیں ان سے ایک نکل آئے گی پانچویں بار کی کہ وہ بھی پرزہ ہونے کے قریب ہے میرے پاس ہے والسلام

فقیر احمد رضا عفی عنہ ۵ شعبان المعظم یوم الاحد ۲۳ھ

وقت عصر حنفی

(۱) وقت تخمینی درجہ مطلوبہ گیرند کہ برائے بریلی و اکثر بلاد قریبۃ العرض ازیں جدول کہ برائے رؤس البروج برآوردہ ایم حاصل توان کرد۔

(۲) روزیکہ تقویم شمس در المینک نزدیک درجہ مطلوبہ بود تفاضل میل شمس در آں روز با میل روز سابق گیرند و تعدیل مابین السطرین دانند کہ دراں وقت تخمینی جس قدر تفاضل خواہد بود اگر کاستنی ست از میل درجہ تامہ مطلوبہ کاہند ورنہ فزایند تا میل تخمینی نصف النہار حقیقی آں روز شود۔

برج	وقت تقریبی عصر نصف النہار حقیقی		برج
سرطان	۶	نت	سرطان
اسد	۶	مط	جوزا
سنبلہ	۶	لط	ثور
میزان	۶	لم	حمل
عقرب	۶	۷	حوت
قوس	۷	مح	دلو
جدی	۷	لہ	جدی

(۳) ایں میل اگر مخالف جہت عرض البلد ست با عرض جمع کنند ورنہ تفاضل گیرند کہ آں روز بعد سمتی مرکزی حقیقی شمس وقت نصف النہار حقیقی شد نیم قطر شمس کہ آں روز باشد

ازاں حاصل جمع یا حاصل تفریق را کاہند کہ بعد سمتی حقیقی حاجبی آں وقت شد این را بجدول ماسوے بعد سمتی مرئی محول کنند۔

(۴) مابین بعد سمتی مرئی حاجبی نصف النہار حقیقی سایہ اصلی یعنی فی الزوال آں روز بگیرند یعنی بعد مذکور را از جدول ظل اول اصلی نہ لوگارثمی ظل بر دارند و بران دو مرفوع افزایند کہ سایہ وقت عصر شد (۵) سایہ مذکور را در جدول ظل اول اصلی مقوس کنند قوس حاصل را در جدول ما بہ بعد سمتی حقیقی رد کنند و بران نیم قطر آں وقت افزایند بعد سمتی حقیقی مرکزی شمس وقت عصر باشد بتقدیر بودن شمس وقت عصر در درجہ مطلوبہ تکمیل در دے اعمال توقیت اجرا کنند یعنی میل درجہ مطلوبہ اگر با عرض البلد یا بعد سمتی حقیقی مرکزی عصری مذکور جمع کردہ تنصیف کنند و جیب لوگارثمی این نصف گیرند باز این نصف را از بعد سمتی مذکور کاستہ باقی را جیب لوگارثمی برآرند ہر دو جیب با دو قاطع لوگارثمی میل درجہ مطلوبہ و عرض البلد جمع کردہ در جدول اوقات مقوس کنند **تنبیہ** اگر جدول اوقات موجود نباشد بر حاصل جمع مذکور دہ افزایند مثلاً اگر حاصل ......۹٫۶۸۲۰ بود ۱۹٫۶۸۲۰.....
تصور کنند و را تنصیف نمایند چنانچہ نصف عدد مذکور ۹٫۶۹۱۰..... شد او را در جدول جیب لوگارثمی مقوس کنند قوس حاصل را در ۸ ضرب زنند کہ وقت حقیقی ست بعد نصف النہار حقیقی در غربیات اعنی عصر و غروب و شفق اما در شرقیات اعنی صبح و طلوع تمامش تا ۱۲ ساعت گیرند بہر حال بعد تعدیل بتقویم وقت عصر روز مطلوب بتعدیل الایام بلد معدل کنند

مثال وقت عصر حنفی می خواہم در بریلی آں روز مفروض را کہ تقویم شمس وقت آغاز راس الاسد باشد۔

(۱) وقت تقریبیش ۴ ساعت ۵۰ دقیقہ در المنک تقویم نزدیک راس الاسد ۲۴ جولائی ست تفاضل میل شمسی ۲۳ و ۲۴ جولائی در المنک ۲۲ ۱۵ ۲۰ / ۱۳ ۳ ۲۰ اور ابر ساعت بخشیدیم حاصل ۴۰ آمد او را در ۴ ساعت ۵۰ دقیقہ زدیم حاصل ۳ ۲۸ ہو کا چونی ۹ ۱۲ اتیل متناقص ست یعنی میل ۲۴ جولائی از میل ۲۳ کمتر ست این حاصل از میل راس الاسد کہ در جدول بر آوردہ الخ

نرست کاستیم باقی ... بو بلکہ رح کہ میل نصف النہار حقیقی آن روز است۔

(۲) چون میل و عرض ہر دو شمالی است میل از ... کاستیم باقی ... تیم قطر آن روز کہ ... بود باشد اندر کاستیم باقی ... تحویلش بہ بعد سمتی مرئی ... نط۔

(۳) ... نط از جدول ظل اول ظل اصلی گرفتیم بر صـ ۳۰۹ بازاء ... ۱۳۹۶۵۱۰ ... یافتیم و تفاضلش با ظل ... ۲۹۶۶ پس بتعدیل ظل مطلوب ۱۳۹۹۴۲۷ ... دو مرفوع فرو دیم ظل عصر ۱۳۹۹۴۲۷ ...

(۴) این سایہ را در ہمین جدول معکوس کردیم بر صـ ۳۱۷ بازاء ... یافتیم ۱۳۹۶۳۰ ... تفاضل مطلوب ۳۱۴۶ و تفاضل جدولی کہ کافران نوشتہ اند ۶۲۲۶ پس مطلوب را در ۶۰ زدہ بر جدولی بخشیدیم و حاصل ... فرو دیم شد قوس ... ۱۱ ۷ ۵ ۴ ۶ یعنی ... تحویلش بہ بعد حقیقی ... کا × تیم قطر ... مو ... مدت

(۵) بوجہ اتفاق جہت ... کا ... ط ... ح ... لو ... مدت ... نصفہ ... ۶۲۲۳۸ ... ۹ باز ... مدت ... ۹۰۶۷۸۹۱۲۲ مجموعہ دو قاطع میل راس الاسد و عرض بریلی

۱۴۲۱ ۰۸۲۹ ...
۹ ... ۵۳۸۴۷۸۱

بازاء ... پس وقت ... ہانہ و بالرفع ... مجموعہ کل کہ از وقت تخمینی ما بقدر ۵۹ تفاوت دارد

یا بر وجہ دوم ۱ ۷ ۸ ۴ ۵ ۳ ۸ و ۱۹ را نصف

۹ ... ۶ ۹ ۲ ۳ ۹ ۱

۳۸

۹۴ ... ۰۰ ... ۴۲۲

۳۹۰۶

۹۴۰

۸۶۸

۷۲

تقویس او کتیم بازاء لو ہا ہا

پس قوس ... ۱ × ح

۱۸۷

۲۰۴

۱۷۳۸ / ۱ ۲۲۴۰۶۷

۱۲۱۶۶

۷۴

ح

... کہ بالرفع

ہمان ... اشود

باین طریق درجات تامہ را اوقات بر آرند و روز حاجت را تعدیل مابین السطرین کنند۔

فائدہ

اگر مثل اول خواہند بجاے اوقات تقریبیہ مذکورہ درجدول طلوع و غروب برآوردہ ماہر چہ درجہ مطلوبہ را وقت غروب بود نصف او را وقت تخمینی دانند و تبدیل میل در آں مقدار زماں از المناک گرفتہ عمل مذکور کنند بجائے دو مرفوع یک مرفوع افزائند

فائدہ جلیلہ

اگر اوقات تقریبیہ در عصر حنفی خواہ شافعی نداشتہ باشند تخمین ہر چہ خواہند وقت فرض کنند و اعمال مذکورہ بآخر رسانند انچہ جواب برآید بار دگر او را وقت تقریبی فرض کردہ از سر تجدید عمل گیرند اگر جواب ہماں آید ہماں تقریب تحقیق ست ورنہ تجدید کردہ باشند تا آنکہ مطابق آید در مثل اول طریقے ست کہ بنصف مقدار غروب گفتیم نیز محتاج تجدید یا بنطریق ست زیرا کہ ایں نصف مقدار تقریب قریب نیست

تحقیق تعلیق

درجملہ اوقات چوں شمس را در درجات تامہ می گیریم استخراج وقت روز معین را تاگزیر ست از ادراک تقویم شمس در وقت مطلوب و او خود موقوف ست بر ادراک آں وقت و ایں دور صریح ست دفع او را طرق عدیدہ داشتہ ایم احسن تا جود از ہمہ ہمیں طریق ست کہ از فائدہ جلیلہ تواں گرفت یعنی در روز مطلوب بوقت مطلوب تقویم شمس تخمین قریب خواہ بعید ہر چہ توانند فرض کنند و از جدول اوقات درجات تامہ ایں تقویم را وقت بتعدیل مابین السطرین گیرند ایں وقت حقیقی را بذریعہ ہیئت بومی آں روز کہ تفاضل تقویمین در نصف النہار عرصدی تلتفت بوقت مطلوب ست تقویم شمس بوقت مطلوب دانند اگر مطابق مفروض آمد ہماں تخمینی تحقیقی شود ورنہ حالا بایں تقویم از جدول اوقات تامہ وقت گیرند بآں وقت زہیئت مذکور المیتکی تقویم وہکذا تا تطابق بہ یک بار تطبیق می شود آں تقویم حقیقی شمس بوقت مطلوب ست و وقت حقیقی او تعدیل مابین السطرین از جدول درجات تامہ گرفتہ بتعدیل ایام بلدی آں وقت معدل کنند

ابجد سمتی مرئی	معدل	ابجد حقیقی
عل	أ	عل أ
ال	ا	ال ا
بل	ب	بل ب
جل	ج	جل ج
دل	د	دل د
هل	ه	هل ه
ول	و	ول و
زل	ز	زل ز
حل	ح	حل ح
طل	ط	طل ط
يل	ط	يل ط
مال	ي	مال ي
سل	ما	سل ما
كل	ب	كل ب
مدل	لم	مدل لم
نه ل	مد	نه ل مد
سول	مد	سول مد
مرل	نه	مرل نه
عل	لو	عل لو
سطنه	س	سطنه س
سطمه	ع	سطعه ع

ابجد سمتی مرئی	معدل	ابجد حقیقی
كل	سط	كل سط
كال	ك	كال ك
السل	ك	السل ك
الجل	كا	الجل كا
الدل	الب	الدل الب
الهه	الج	الهه الج
الول	اله	الول اله
الزل	الو	الزل الو
الحنه	الز	الحنه الز
الحمه	الح	الحمه الح
الطل	الط	الطل الط
لل	ل	لل ل
لال	لا	لال لا
لبنه	لا	لبنه لا
لسمه	لب	لسمه لب
لجل	لج	لجل لج
لدنه	لد	لدنه لد
لدمه	له	لدمه له
لهل	لو	لهل لو
لومه	لز	لومه لز

لومه	لح	لومه لح
لونه	لط	لونه لط
لح نه	م	لح نه م
لح مه	ما	لح مه ما
لط نه	مب	لط نه مب
لط مه	مج	لطمه مج
م نه	مح	م نه مح
مانه	مد	مانه مد

مامه	مه	مامه مه
مس نه	مو	مس نه مو
مس مه	مز	مس مه مز
مح نه	مح	مح نه مح
مح مه	مط	مح مه مط
مد نه	مى	مد نه مى
مد مه	نا	مد مه نا
مه نه	نب	مه نه نب
مه مه	نج	مه مه نج
مو نه	ند	مو نه ند

مومه	نه	مومه نه
مز نه	نو	مز نه نو
مز مه	نز	مز مه نز

مح نه	نح	مح نه نح
مح مه	نط	مح مه نط
مطارل	نط	مطح الط
مطالدل	اا	مط الحل
مطامه	ا	
مى نه	اب	
مى مه	اج	

نا نه	اد	
ناليل	اه	
ناشل	او	
نس نه	از	
نسلرل	اح	
نسشل	اط	نس نح نط
نح نه	اى	
نح مه	اا	
ندى	اب	
ندل	اج	

نداه	اىد	
نه ى	اه	نه ما نه
نه ل	او	
نه مه	از	

نوی	اح	
نول	اط	
نومه	اع	
نونه	اکا	
نوی	الب	
نرل	الج	
نره	الد	
نح ی	الد	
نحل	اله	
نح مه	الو	
نح نه	الر	
نطی	الح	
نطل	االط	
نطه	ال	
سه ٥	الا	
سه مه	الب	سه مرل
سه ه	الل	
ساحمه	اله	ساه ک
ساماته	الو	
سالل	الر	
سالرل	الح	

سانل	الط	
سرل	ام	
سالل	اما	
سلرل	امب	
سنل	امج	
سح ٥	امد	
سح مه	امه	
سح اله	امو	
سح له	امز	
سح ثه	امح	
سد ٥	امط	
سد مه	امی	
سد اله	انا	
سد له	انب	
سدمه	انج	
سد نه	اند	
سه ٥	انه	
سه مه	انو	
سه اله	انز	سه الونر
سه له	انح	
سه مه	انط	
سه نه	بیا	
سوه	با	

سوبه	ب ب	سطمسل	ب اله
سواله	ب ج	سطمرل	ب الو
سوله	ب ع	سطنه	ب الز
سومه	ب ه	ع بل	ب الح
سونه	ب و	ع رل	ب الط
سوره	ب ز	ع نه	ب ل
سریه	ب ح	ع الرل	ب لب
سواله	ب ط	ع له	ب لج
سرله	ب ی	ع مسل	ب لد
سرمه	ب یا	ع مرل	ب له
سرنه	ب یب	ع نه	ب لو
سحره	ب یج	عاسل	ب لو
سحسال	ب ید	عارل	ب لر
سحرل	ب یه	عامه	ب لح
سح اله	ب یو	عالسل	ب لط
سح له	ب یز	عالرل	ب م
سح مه	ب یح	عالبل	ب ما
سح نه	ب یط	عالرل	ب مب
سطره	ب ک سطری	عامه	ب مح
سطنه	ب کا سطرکا	عاشل	ب مد
سطالسل	ب الب	عانرل	ب مه
سطالرل	ب الج	عبه	ب مو
سطاله	ب الد	عسل	ب مز

عب لرل	ب مح	عج عد	ج و	
عب الل	ب مط	عج نسل	ج ز	
عب الرل	ب ن	عج نول	ج ح	
عب سل	ب نا	عد سل	ج ط	
عب لرل	ب نب	عد رل	ج ی	
عب مسل	ب نج	عد سل	ج یا	
عب مرل	ب ند	عد لرل	ج یب	
عب ته	ب نه	عد کام	ج یج	
عج سل	ب نو	عد اله	ج ید	
عج رل	ب نز	عد الحد	ج یه	
عج سل	ب نح	عد لسل	ج یو	
عج لرل	ب نط	عد لرل	ج یز	
عج الل	ج	عد مسل	ج یح	
عج الرل	ج ا	عد مرل	ج یط	عد ثه مط
عج لسل	ج ب	عد نسل	ج ک	
عج لرل	ج ج	عد نول	ج کا	
عج مام	ج د	عه یا	ج کا	عه ج کا
عج مه	ج ه			

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز جلک اللہ تعالٰی کا سمک مظفر الدین - آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عبارات تفاسیر آئیں ما بقی بھی درکار ہیں
جمل وجلالین یہاں ہیں یہ روح المعانی کیا ہے یہ الوسی بغدادی کون ہے بظاہر کوئی
نیا شخص ہے اور آزادی زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے ہے مصنف کا ترجمہ یا کتاب کا سال تالیف
لکھا ہو تو اطلاع دیجیے مدارک کا کوئی حاشیہ ہو تو اس کی عبارت کی زیادہ ضرورت ہے -
رئیسہ خاتون کے عدد ۱۳۲۲ ہیں کہ کتابت میں دو (ی) ہیں ہمزہ کے لیے کوئی عدد نہیں
نہ اوس کے عدد کبھی لیے جائیں اگر مرکز یعنی وای پر ہے تو اس مرکز کے عدد لیں گے جیسے
رأس رؤس رئیس میں ا - و - ی - اور نہ کچھ نہیں جیسے علماء - انساء - خبء - تبوء - بجء
میرے خیال میں دلارام خاتون (۱۳۲۲) آیا تھا اوسی زمانہ میں مگر کچھ پسند نہ تھا لہذا آپ کو نہ لکھا -

طالع وہ نقطہ فلک البروج ہے جو کسی وقت مطلوب میں جانب شرق افق حقیقی بلدی
پر ہو یہی زائچہ ولادت میں لیا جاتا ہے اور یہی زائچہ سال میں بھی - یہی جملہ اعمال میں - اور یہ
معنی کہ وہ برج طالع فی الحال یا فی الاستقبال جس میں وقت مطلوب کوئی سیارہ ہو ہرگز
ہیأت زیج تنجیم تکسیر جفر وغیرہا کسی علم یا کسی ذی علم کی اصطلاح نہیں یوں ہر شخص
کو اختیار ہے کہ اپنی اصطلاح جو چاہے مقرر کرے مگر وہ اسی تک محدود رہے گی کسی علم یا
فن میں ملحوظ نہیں ہو سکتی - طالع اگرچہ غیر متجزی ہے جیسا کہ اوس کی تعریف سے ظاہر ہوا
مگر اہل تنجیم ومن معہم اوس سے وہ درجہ مراد لیتے ہیں جو وقت مطلوب افق شرقی بلدی پر ہو
اس کا باعث یہ ہے کہ اون کے نزدیک احکام زائچہ متبدل نہیں ہوتے جب تک درجہ
طالع نہ بدلے اور اس میں تین چار منٹ تک کی غلطی کا تحمل بھی ہے کہ منٹ سکنڈ سے صحیح وقت
ولادت معلوم ہونا نادر ہے بہر حال ایک میں چار منٹ کی تخمین کے اندازے محاسبہ

جو نقطہ ولادت خاص جائے ولادت کی افق مشرقی پر ہو اوس درجہ کو طالع کہتے ہیں پھر
حسب قواعد مقررہ اوس سے مراکز دیگر بیوت معلوم کرتے ہیں پھر تسویۃ البیوت کے
تین قاعدوں سے (جنھیں بحسب مرکز طالع فلک البروج یا معدل النہار یا اول السموٰت
کے بارہ حصے مساوی کیے جاتے ہیں اور فقیر کے نزدیک بحسب دلائل مختار تقسیم اول السموٰت
ہے) بیوت دوازدہ گانہ کے مبادی و مقاطع معلوم کرکے زائچہ ولادت درست کرتے
ہیں اب وقت مطلوب پر جو کچھ تقویم سیارات سبعہ و راس و ذنب ہو استخراج کرکے
ہر ایک کو ان کے بیت میں رکھتے ہیں اس کے بعد استخراج سہام ہے جن میں سہم السعادہ
و سہم الغیب ضروری سمجھے جاتے ہیں اوس کے بعد احکام لکھنے کا وقت آتا ہے جو محض
مہمل و جزاف ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ آپ کی خوشی
کے لیے استخراج طالع و مراکز بیوت و تسویۃ البیوت کرکے میں بھیج سکتا ہوں انشاء اللہ
تعالٰی مگر وقت ولادت کا دقیقہ ساعت اور موضع ولادت کے طول عرض کا علم ضروری
ہے اس سے اطلاع دیجیے اور جب تک آپ تقویم کواکب سبعہ اس وقت خاص
کے لیے استخراج کرکے مجھے بھیج دیجیے کہ اوس کی جانچ کرلوں تقویمات نکالنے کے
متعدد برہانی طریقے میرے رسالہ مسفر المطالع فی التقویم والطالع میں ہیں سہل ترین
طریقہ یہ ہے کہ (۱) المنک میں ہر مہینہ کے صفحہ چہارم خانہ اول سے اوس تاریخ آفتاب
کی تقویم اور خانہ سوم سے اوس کا لوگارثم بعد اوٹھایئے پھر ختم جداول سال للنیرین کے
بعد جو خمسہ متحیرہ کی جدولیں دیتا ہے (المنک حال میں ص۱۴۶ سے جداول عطارد ہے
ص۱۵۴ سے جداول زہرہ و ہکذا) اوس میں تاریخ مطلوب تین اخیر خانوں سے طول مرکزیت
شمس و عرض کوکب بمرکزیت شمس و لوگارثم بعد کوکب اوٹھایئے یہ اسی ترتیب پر لکھے
ہیں پھر تقویم شمس پر ۶ برج بڑھا کر تقویم کوکب بمرکزیت شمس سے تفریق کیجئے باقی کا نام
زاویۃ الشمس رکھیے مفروق منہ کم ہو تو اس پر دورہ بڑھا لیجئے زاویۃ الشمس کے نصف
کا ربع دورہ سے تفاضل لے کر اوس کا نام محفوظ رکھیے محفوظ کا ظل لوگارثمی لیجئے
(۲) عرض کوکب بمرکزیت شمس کا جیب التمام لوگارثمی لیجیے پھر علویات یعنی زحل

مشتری مریخ میں اس لوجیم کو لبعد کوکب میں جمع کر کے لولبعد شمس اوس سے تفریق کیجئے اور سفلیات یعنی زہرہ وعطارد میں لولبعد شمس سے اوس مجموعہ لوجم ولولبعد کوکب کو تفریق کیجیے بہرحال جو بچے اوسے جدول ظل لوگارثمی میں مقوس کر کے قوس حاصل سے ۴۵ درجے گھٹا کر باقی کا ظل لوگارثمی لیجیے۔

(۳) اس ظل لوگارثمی میں لوظل محفوظ کو جمع کر کے جدول ظل لوگارثمی میں مقوس کیجئے توقوس حاصل کو علویات میں محفوظ سے جمع کیجیے اور سفلیین میں محفوظ سے تفریق اس حاصل یا باقی کا نام زاویۃ الارض رکھیے۔ پس اگر زاویۃ الشمس نصف دور (قف) سے کم ہے تقویم شمس سے زاویۃ الارض کم کر لیجئے ورنہ تقویم شمس وزاویۃ الارض کو جمع کیجیے یہ باقی یا حاصل تقویم کوکب اوس نصف النہار مرصدی کے لیے ہوگی اسی لیے دوسرے نصف النہار مرصدی کی تقویم لیجیے جب دو نصف النہار مرصدی مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم معلوم ہو گئی تعدیل مابین السطرین سے تقویم کوکب وقت مطلوب معلوم ہو جائے گی تنبیہ یہ جو ہم نے دو نصف النہار مکتنف بوقت مطلوب کی تقویم نکالنے کو کہا اور ابتداءً وقت مطلوب کی تقویم لینا نہ کہا اسے تطویل نہ سمجھا جائے بلکہ بہت تخفیف مؤنت اور تین فائدوں پر مشتمل ہے:۔

(۱) یوں تقویم شمس ولولبعد شمس وتقویم کوکب بمرکزیت شمس وعوض کو کہ بمرکزیت شمس، ولوکوکب بعینہا لکھے ملیں گے ورنہ پانچوں میں تعدیل مابین السطرین کرنی ہوگی (۲) دو نصف النہار مکتنف کی تقویمیں لینے سے کوکب کا راجع واقف مستقیم ہونا معلوم ہو جائے گا۔ (۳) اوس دن کے ہر منٹ کی تقویم اس سے معلوم ہو سکے گی اگر بعد کو تحقیق ہو کہ وقت ولادت اتنے منٹ آگے یا پیچھے تھا تو ادراک تقویمات کے لیے تجدید اعمال کی حاجت نہ ہوگی ۲ نسخے جداول ضرب کے مرسل ہیں آج خاص شب عرس مبارک ہے فاتحہ خوانی کیجیے والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۰ ذی الحجہ یوم الخمیس ۳۳ھ

(۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعل المولیٰ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حرز وتکثیر عبادت علی باب المسجد مطلوب ہے میرے پاس اس قدر کتب میں نکلیں حامی سنت حاجی لعل خانصاحب کو دوبارہ جواب اشتہار انتظار ہوگا سد الفرار کی تکمیل ضروری تھی پھر اجلی الانوار کی بحمدہ تعالیٰ اس سے فراغ ہوا طبع فتادی باذنہ تعالیٰ پھر شروع ہے اوس زمانہ میں ایک ناتمام رسالہ النمیقۃ الانقی فی خرق الملاقی والملقی زیر طبع تھا اب وہی چھپ رہا ہے اوس کی تکمیل اہم ہے ورنہ مطبع معطل رہے یہ بھی بفضلہ تعالیٰ دو ثلث سے زائد ہوگیا بعونہ عزوجل اس سے فارغ ہوکر جواب مذکور ہی کی طرف توجہ ہوگی آپ نے پہلے ایک خط میں کچھ عبارات تفاسیر جس میں نسخ کریمہ مذکور تھا بھیجی تھیں وہ خط ہرچند تلاش کیا نہ ملا۔ یہ عبارات پھر بھیجدیجے عبارات علی الباب سے پہلے یہ تصدیق طلب رسالہ مولوی سید دیانت حسین صاحب کے نام بھیجا گیا تھا پہنچا یا نہیں آپ کو فہرست علما بھیجنے کے لیے لکھا تھا اب بھیجیے ذی الحجہ میں آپ نے عزیزیہ زرینہ اور اس کی بہن کا صحیح وقت ولادت مع طول وعرض موضع ولادت بھیجنے کو لکھا تھا۔ اب تک نہ آیا مولیٰ عزوجل آپ کو جزاء وافر عظیم عطا فرمائے آپ کی رضائی بہت محل رضا میں کام آئی اس جاڑے میں جو رضائی یہاں بنی بھاری اور بہت روئی کی تھی ایک ولایتی صاحب قانع کو سخت ضرورت تھی وہ ان کے نذر ہوئی اور آپ کی مرسلہ رضائی میں نے اوڑھی جزاکم خیر جزا وکثیر والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۳۲ھ

(۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز حامی السنۃ ماحی الفتنۃ جعلہ المولیٰ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدت ہوئی ہے تبرک سلام و کلام کو یں جن احوال میں ہوں الحمد لربی علی کل حال واعوذ بہ من حال اھل النار دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست ؎ وحسبنا ربنا و نعم الوکیل آج درد و کرب و تپ کی زیادت شدت رہی اور حمد اوس کے وجہ کریم کو کہ بیشمار عافیتیں ہیں مجھے کافی شرح وافی اور غایۃ البیان اتقانی اور مبسوط شمس الائمہ سرخسی سے بحث ماء مطلق و ماء مقید تمام و کمال کی ضرورت ہے بعجلت تام اون کی تعریفیں اور ضوابط و جزئیات اور مطبوخ و مخلوط کے احکام بالتفصیل درکار کسی صحیح نویس کاتب سے باجرت نقل کرائیے اور مقابلہ خود کیجئے کہ مجھے بہت تعجیل ہے جو اجرت قرار پائے گی بعونہ تعالیٰ حاضر کی جائے گی۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۳۴ھ

(۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز جعلہ المولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کے کارڈ میں اتنا لکھنا رہ گیا کہ نبیذ تمر سے وضو کے بارے میں جتنی بحث مبسوط سرخسی وغایۃ البیان میں ہو وہ بھی بتمامہ درکار ہے کافی سے اس بحث کی حاجت نہیں کہ وہ یہاں موجود ہے اور مطلق کی بحث سے چند اوراق میرے نسخہ میں نہیں ہیں اور ایک بات پہلے بھی شاید آپ کو لکھی تھی اور ممکن کہ آپ نے جواب دیا ہو جو مجھے یاد نہیں وہ یہ کہ فتاویٰ امام قاضی خاں فصل مایجوز بہ التیمم اس مسئلہ میں جنب تیمم للظهر وصلی ثم احدث (الی قولہ) معہ ماء یکفی الاغتسال تتمیم جتنے نسخے مطبوعہ ہیں سب میں عبارت ناقص و مختل ہے مصر کلکتہ لکھنو تینوں کے چھاپے کے علاوہ اگر وہاں کوئی قلمی نسخہ یا اور کسی مطبع کا ہو اس سے پوری عبارت نقل کرکے بھیجئے۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۲ رجب ۳۲ھ

---

(۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا المکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کئی روز ہوئے سند بھیج چکا ہوں مبسوط میں بحث ماء معتصر من شجر او ثمر او ماء غلب علیہ غیرہ طبخا او اجزاء ضرور ہوگی خیال رہے اگر نظر پڑے والسلام فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۱ شعبان معظم ۳۲ھ

---

(۱۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شب برات قریب ہے اس رات تمام بندوں کے اعمال حضرت عزت میں پیش ہوتے ہیں مولی عزوجل بطفیل حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے ذنوب معاف فرماتا ہے۔ مگر چند اون میں وہ دو مسلمان جو باہم دنیوی وجہ سے رنجش رکھتے ہیں فرماتا ہے ان کو رہنے دو جب تک آپس میں صلح نہ کر لیں لہذا اہلسنت کو چاہیئے کہ حتی الوسع قبل غروب آفتاب ۱۴ شعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کر لیں ایک دوسرے کے حقوق ادا کر دیں یا معاف کرالیں کہ باذنہ تعالی حقوق العباد سے صحائف اعمال خالی ہو کر بارگاہ عزت میں پیش ہوں حقوق مولی تعالی کے لئے توبہ صادقہ کافی ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ایسی حالت میں باذنہ تعالی ضرور اس شب میں امید مغفرت تامہ ہے بشرط صحت عقیدہ وھو الغفور الرحیم یہ سب مصالحت اخوان ومعافی حقوق بحمدہ تعالی یہاں سالہائے دراز سے جاری ہے امید کہ آپ بھی وہاں مسلمانوں میں اس کا اجرا کر کے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیمۃ لا ینقص من اجورھم شیئا کے مصداق ہوں یعنی جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اوس کے لیے اوس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں اون سب کا ثواب ہمیشہ اوس کے لیے اوس کا ثواب ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں اون سب کا ثواب ہمیشہ اوس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے بغیر اس کے کہ اون کے ثوابوں میں کچھ کمی آئے اور اس فقیر ناکارہ کے لیے عفو وعافیت دارین کی دعا فرمائیں فقیر آپ کے لیے دعا کرے گا اور کرتا ہے سب مسلمانوں کو سمجھا دیا جائے کہ وہاں نہ خالی زبان دیکھی جاتی ہے۔ نہ نفاق پسند ہے صلح ومعافی سب سچے دل سے ہو۔

عفی عنہ از بریلی مطبع اہلسنت وجماعت بریلی میں چھپا

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفرالدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۔ فتح مبارک ہو پہلے ہی معلوم تھا مگر ہمارے
حاجی صاحب کا استعجاب جس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ یہاں سے چلے گئے دیو بندیوں کے
پیچھے نماز درست نہ ہونے کا یہ اشتہار جس میں مولوی برکات احمد صاحب کی تحریر
ہے. غنیمت ہے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ آلیں واقعی ایسی
حالت میں بھڑکانا نہیں چاہیئے مگر وہ حاشیہ جو حاجی صاحب کی کتاب میں اون کے خط
پر چھپا ہے ایک صاحب کی زبانی روایت ہے جو اون کی طبع شدہ تحریر کے مقابل مقبول
نہ ہوگی پھر اوس میں عذر بھی نہایت یاد رہے جیسے کوئی اپنے آپ کو زید بن عمرو لکھ کر بکر بن
خالد بتلائے اور عذر کرے کہ میں اپنا اور اپنے باپ کا نام بھول گیا تھا نہیں بلکہ ایسا کہ زید
اپنے کو گمراہ بددین لکھے پھر عذر کرے کہ مجھے یاد نہ رہا تھا کہ میں سنی ہوں یہاں بعینہٖ یہی صورت
ہے بدگویان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدگو جان کر سنی بتانا خود اپنے کو گمراہ بددین
بتانا ہے بھول کا عذر وہی ہوگا۔ کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ میں سنی ہوں یہاں بعینہٖ یہی صورت
ہے بدگویان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بدگو جان کر سنی بتانا خود اپنے کو گمراہ بددین بتانا
ہے بھول کا عذر وہی ہوگا۔ کہ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ میں سنی ہوں بہر حال۔ چندہ ازآمدی اجرلکم
اس اشتہار کا مع اون کی مہر کے کتاب میں طبع ہونا ضرور ہے کاغذ کے نمونے آگئے۔
واقعی بہت گران ہیں حاجی عیسیٰ صاحب گئے۔ مولوی امجد علی صاحب کے آنے پر رائے
معلوم ہوگی کلکتہ میں بھی ایک عالم سنی کی بہت ضرورت ہے حاجی صاحب کو اللہ تعالیٰ
برکات دے تنہا اپنی ذات سے وہ کیا کیا کریں سنیوں کی عام حالت یہی ہو رہی ہے کہ
جن کے پاس مال ہے انہیں دین کا کم خیال ہے اور جنھیں دین سے غرض ہے افلاس کا

مرض ہے ورنہ کلکتہ میں حمایت دین کے لیئے دو ہزار روپے ماہوار بھی کوئی چیز تھے ادھر یہ مدرسہ شمس الہدیٰ جس کی نسبت میں نے سنا کہ سولہ ہزار روپے سالانہ کی جائداد اوس کے لئے وقف ہے اوس کا بھی ہاتھ میں رکھنا ضرور ہے مبادا کہ کوئی دیوبندی قابض ہو جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ افسوس کہ ادھر نہ مدرس نہ واعظ نہ ہمت والے مالدار ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک لعل خاں کیا کیا بنائیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حاجی صاحب نے چٹائیوں کی نسبت پھر کچھ نہ لکھا اگر یہ اس وجہ سے ہے۔ کہ انھوں نے بطور خود یہ کام بہ نیت لوجہ اللہ کیا لہذا اوسکا معاوضہ نہیں تو بیشک نہیں۔ وجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا اور اگر میرے لکھنے کی بنا پر میری وجہ سے ہے تو حاشا نہ یہ میرا مقصود تھا نہ اب منظور۔ لہذا بات صاف ہونا ضرور کتاب کے دس ورق حافظ یقین الدین صاحب کے پاس رہ گئے تھے کہ وہ ان سے چھوٹی کتاب میں بتانے تھے۔ اب لے کر بھیجتا ہوں بات وہی ہے جو آپ کی سمجھ میں آئی واقعی ص ۴۳ کی قم لا او حمۃ ی سے شروع ہوگا رقم یمین کے سواد سے ہے آخر کتاب تک مستمر رہیگی رقم اخیر اسم ہا ہوگی اور رقم یسار کہ محرب ہے ۳۶۰۰ پر ختم ہو جائے گی رقم اخیر عاسی ہا ہوگی اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر سطر میں جو عدد لکھا ہے جس کے مقابل لاولب ہے (نہ ان جداول کے اعداد جو صفحات کاملہ خواہ انصاف صفحات پر ہیں اور ان میں محض اعداد بغیر لاولب ہیں کہ وہ خارج جداول ہیں اعداد جدول کے تفاضلات اور ان کے عشر کی نو تک تضاعیف ہیں) اوسے ۶۰ پر تقسیم کریں جو مرفوع ہو دقیقہ اور اوس کے بعد بھی ۶۰ پر منقسم ہو سکے تو درجہ اور جو بچے ثوانی ہیں یہ رقم یمین ہے نیز اوسی عدد کو ۱۰ میں ضرب دیں وہ روابع ہیں اون کے رفع سے ثوانی و ثوالث حاصل ہوں گے جو بچے رابعہ ہے والسلام حاجی صاحب حامی سنت و سائر احباب اہلسنت سلمہم اللہ تعالیٰ سلام مسنون

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۶ رماہ مبارک یوم الجمعہ ۳۴ھ

(۱۸۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ملاحظہ حامی سنت ماحی بدعت ناصر ملت حاجی منشی محمد لعل خانصاحب دام مجدہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے تیس روپے اور ایک نسخہ جدول ضرب حاضر ہے معہ ۵ /- چٹائی کی قیمت کے ہوئے ۲/ ۱۱ بچے ادھ میں ۱۹۱۷ء کی المنک میرے لئے خرید کر محصول کے ٹکٹ لگا کر بھیج دیجئے اگر المنک ابھی نہ آئی ہو تو جب آئے بھیج دیجئے مولانا ظفر الدین صاحب نے تسہیل التعدیل کا کام ماشاء اللہ بہت جلد کیا جزاہ اللہ تعالیٰ خیر جزاء مدرسہ شمس الہدیٰ کے لیے آدمی وہی تجویز کریں مجھے اطلاع دیں تین مہینے کی چھٹی لیں گے تو کم از کم اس میں نصف کا ہیں مستحق ہوں ورنہ ہوتا تو دو ثلث چاہیے تھا آپ نے چند روز لکھے ہیں۔ اس میں کیا ہوتا ہے۔ یہ نوٹ تو کلا علی اللہ یوہیں بھیجتا ہوں۔ ان کی رسید سے جلد مطلع فرمائیے۔ پھر خیال یہی ہوا کہ منی آرڈر ہی مناسب ہے۔ والسلام مولانا ظفر الدین و سائر اہلسنت کو سلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ دوم شوال المکرم ۳۴ھ

(۱۹)

(۷۸۶) ولدی الاعز اکرمک المولیٰ الکرم وتعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ مولوی رحم الٰہی
صاحب علیل ہیں دوسرے آدمی کی فکر میں ہوں لمعۃ الضحیٰ کے لیے مولوی امجد علی صاحب سے کہہ دوں گا
وہ جن جو کچھ اوس عورت کو دے جاتا ہے اوس کا لینا حرام ہے کہ وہ زنا کی رشوت ہے درمختار میں
ہے۔ ما یدفعہ المتعاشقان رشوۃ اگر وہ لینے پر مجبور کرے لیکر فقرا پر تصدق کر دیا جائے۔ اپنے
صرف میں لانا حرام ہے آپ اور مولانا حامی سنت ماحی بدعت حاجی محمد لعل خاں صاحب سلمکما جو کچھ
خدمات دین کر رہے ہیں۔ مولیٰ عزوجل بہ رحمت قبول فرمائے اور دونوں جہاں میں اوس پر اجر
جزیل دے اور ہمیشہ اعداء دین پر مظفر و منصور رکھے آمین۔ یہاں سے بھی دو تار گئے ایک از جانب
دار الافتا ایک از جانب مدرسہ اہلسنت و جماعت و مدرسین و اراکین اور دو بعونہ تعالیٰ اور دیے
جائیں گے۔ ایک از جانب فقیر اور ایک کے لیے آج جلسہ کیا گیا مجلس اہلسنت کی طرف سے
جائے گا۔ پچاس خط متفرق بلاد کو بھیجے گئے کہ اپنے یہاں کی انجمنوں مدرسوں یا جلسہ کرکے
اون مجلسوں کی طرف سے تار دیں۔ تکفیر کی نسبت سے کل کاغذات کہ اس کے متعلق تھے
خود نکال کر مصطفیٰ رضا کو دے دیئے کہ آج ہی بصیغہ رجسٹری آپ کو بھیج دیں وہ ۲۳ پرچے
اور ۵ رسالے ہیں ایک مطبوعہ اور ایک وہی ۵۲ اا مرلجات اور تین اوراق کاغذات ہیں
جو مسودہ یا بیضہ یا منتشر سے مجتمع ہونے کے قابل ہوں یہ محنت گوارا فرمائیے اور صحح اوس
پہلی کتاب کے کہ آپ کے پاس ہے بصیغہ رجسٹری بھیجیے کہ اس کی بھی یہاں نقل لے لی جائے۔
بملاحظہ حاجی صاحب حامی سنت سلام سنت والسلام جو خط آپ نے میاں جان خاں
مرادآبادی کے نام بھیجا وہ اب تک امانت رکھا ہے۔ اس وقت تک وہ تشریف نہ
لائے یہاں چہارشنبہ کی عید ہوئی بعض مجہول شہادتیں رویت کی گزری تھیں وہ شرعاً
قابل اعتماد نہ تھیں وہاں رویت ہوئی یا ثبوت شرعی ہوا یا کیا والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۲ شوال روز سہ شنبہ ۳۲ھ

(۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جان پدر بلکہ از جاں بہتر ولدی الاعز مولانا ظفر جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قریب تین مہینے ہوئے کہ مکان سے جدا ہوں ہفتوں میں ڈاک جمع ہوکر مجھے ملتی ہے آپ کے تین خط ایک ساتھ پائے رسالہ نور الفرقان بین جند الالہ وحزب الشیطان صاف شدہ تھا مصطفےٰ رضا نے دو دن تلاش کیا نہ ملا ناچار اوس کا اور اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفےٰ والآل والاصحاب کا مسودہ بھیجتا ہوں بعد فراغ باعتیاط لے، رجسٹری کا وقت بہت کم رہا اس لیے اسی قدر پر اقتصار اور دعاء برکات دارین لبیادہ از لبیار والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر روز جاں افروز دوشنبہ ۳۵ھ

(۲۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم ذی المجد والکرم ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ نے تین جگہ شور مچا رکھا تھا۔ بھاگلپور۔ فیروز آباد راندیر۔ بھاگلپور کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ آپ کو اس اشتہار اور مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے خط سے واضح ہوگا یہ خط اصل ہے بعد ملاحظہ واپس ہو فیروز آباد میں ایک صاحب مورچہ لیے ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں حاجت نہ ہوگی رانديرمیں ابھی کوئی آدمی کام کا نہ گیا وہاں ضرورت پڑتی معلوم ہوتی ہے میں نے خانخاں بھاگلپور کو آج ہی لکھدیا ہے کہ طیار رہیں مگر اونہوں نے وہاں سے کلکتہ جانے کو لکھا تھا اور شاید ابھی اونہیں اطراف میں اون کا قیام مناسب ہو لہذا آپ راندیر جانے کے لیے طیار رہیں میرے تار کا انتظار کریں والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۳۶ھ

(۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین المتین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مولوی عبداللہ صاحب کا کوئی تختہ اوقات مدراس
یہاں نہیں آیا صرف ایک چھوٹے رسالے تحفۃ المصلی کے کہ سمت قبلہ میں ہے دو
نسخے ایک پلندے میں آئے تھے وقت کا قاعدہ یقیناً وہی ہے ۔ کہ جب عرض و میل متفق
الجہتہ ہوں تفاضل لیا جائے گا ۔ یعنی ان میں جو اصغر ہو اکبر سے تفریق کیا جائے گا ۔
عرض ہو خواہ میل تو مدراس جس کا عرض یحؔ ہے اس میں راس السرطان کا بعد اقل .....
..... جس کا میل کلی کجؔ کر ہے ی لحؔ ہوا نیز وہ شہر جس کا عرض شمالی لحؔ نہ ہو اس
میں بھی راس السرطان کا بعد اقل وہی یؔ لحؔ ہوگا غایت یہ کہ مدراس میں یہ بعد سمت الراس
سے شمالی ہوگا اور اس شہر میں جنوبی دونوں نصف اور ادکی جیبیں اور قاطع میل سب بدستور
رہیں گے اور فرق وقت بوجہ قاطع عرض ہوگا مثلاً صبح و عشاء راس السرطان یہ مدراس کا
حساب بھیجتا ہوں یہاں مجموعہ اربعہ ۹٫۸۵۹۲۷۸۶ ہوا اور وقت عشاء ۱ھ ۔ ۶م ۔ ۷ث آیا
اور اس شہر میں مجموعہ ۹٫۹۲۸۴۶۱۹ ہوا اور وقت عشا ۱ھ ۔ ۵۶م ۔ ۸ث آیا ایک گھنٹے
دس منٹ سے زیادہ فرق ہو گیا طلوع و غروب کہ آپ نے نکالے یہی صحیح ہیں جن کی
صحت اس پرچہ مؤامرہ مرسلہ سے ظاہر ہے حقیقی وقت میں اور راس السرطان کی تعدیل الایام
مزید ۳۴ ۔ ۴۴ث ۱م اور وسط ہند سے فصل غربی مدراس ۹م تو مجموعہ ۳۴ ۔ ۴۴ث ۱۰م بڑھانے
سے مدراس کا وقت ریلوے حاصل ہوگا غروب ۲۱ ۔ ۵۴ ۲۶ ۶ طلوع ۷۹ ۔ ۵ ۳۳ ۵

+ ۱-۳۴،۴۴   + ۱۰ ۴۴،۳۴

۵ ۴۴ ۴۰،۱۲   ۶ ۳۷ ۲۸،۵۵

یہ وقت غروب وہی ہے جو آپ نے نکالا تین سکنڈ کا تفاوت ان فرقوں سے ہوا

آپ نے میل الکُل الوسخ لیا جو ۲۳ ؍ جون سنہ حال کو گرینچ کے نصف النہار کا تھا اور میں نے بعد ہرجو یا سقاط خفیف ثوانی میل کی ہے۔ پھر آپ نے بعد سمتی افقی مطلق حسب دستور سابق کہ میرے یہاں معمول تھا صرف نالیا ہوگا اور اب میں صرف لدمہ رکھتا ہوں البتہ طلوع میں ۳۹ سکنڈ کا تفاوت آنا اس بر حال ہے کہ آپ نے تعدیل الایام ۵۲ آلی جو ۲۳ ؍ جون کی تعدیل مرصدی ہے۔ اور ۹ منٹ فصل طول ملکر ۵۲ ۱۰ دونوں وقت حقیقی غروب و طلوع پر زائد کیے دلیل یہ کہ آپ کے یہاں معدل بتعدیل ریلوے وقت غروب ۲۵ ۳۷ ۶ اس کا تمام ۵ ۳۵ ۲۲ ۵ اور طلوع ۹ ۴۸ ۵ ۔ تمام غروب ۵ ۳۵ ۲۲ ۵ = ۴۲ ۲۱ نصفہ ۵۲ ۱۰ وہی منٹ وہی سکنڈ آگئے جو تعدیل مرصدی ۲۳ جون میں تھے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے یہاں وقت حقیقی غروب ۲۳ ۲۶ ۶ آیا اور طلوع ۲۷ ۳۳ ۵ تو آپ کے یہاں اور یہاں کے محسوب میں ۱۲ سکنڈ کا تفاوت ہے خیر ایسا کثیر نہیں۔ مدراسی صاحب کا حساب یقیناً وجہ صحت نہیں رکھتا کہ غروب ساڑھے تین منٹ کم ہے اور طلوع سوا چار منٹ زیادہ۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے طلوع و غروب نکالنے کا قاعدہ ہی استعمال نہ کیا بلکہ معمول عوام بے علم کی طرح طلوع و غروب نجومی لے کر اون میں تعدیل ریلوے ملادی ظل میل راس السرطان ۴۶ ۲۶ ۳۷ ۶ ۹ اس جیب کی قوس تقریباً + ظل عرض مدراس $\frac{9\ 036\ 56621}{9\ 000\ 29287}$ ح میں ہے جس کا وقت الحُ ح ؛ غروب نجومی و الح ح اور دقائق تعدیل بھی اونہوں نے ظاہرا طلوع نجومی ٥ لو سے وہی ئانت لیے ہیں۔

= و الح ح / د ... + ی تک / ۵ ۴۴ د = یہ اون کا منشا غلط ہے۔ رہا وقت عشاء وہ انھوں نے تسیح دیا ہے پرچہ حساب ملاحظہ ہو وقت حقیقی ۹ ۴۸ ت

ہوا سکنڈوں میں فرق ہے ولبس میں نے آپ سے دوالمعکو سکے تعدیل ریلوے $\frac{34\ \ 10}{38\ \ 56\ \ 7}$ دریافت کرنے کو کہا تھا جن کا ذکر مسئلہ جناب شاہ بدالدین صاحب میں تھا اس کا جواب آپ نے کچھ نہ دیا اب ان مولوی عبداللہ صاحب احقر کے رسالہ تحفۃ المصلی میں انڈیا سروے رپورٹ کا حوالہ اور اوس سے انھوں نے بلاد حیدرآباد دکن و دیگر بلاد حاطہ بمبئی کا طول عرض لیا ہے ان بلاد کی کتاب کی مجھے بھی ضرورت ہے جو آج تک نہ ملی اون صاحب

سے آپ کی ملاقات ہے اس انڈیا سروے رپورٹ کا حال دریافت کیجئے اس میں کیا کیا ہے اور
کہاں سے ملتی ہے جلد اول ابھی قدرے باقی ہے بعد ماہ مبارک شاید پوری طبع ہو جائے ان شاء
اللہ تعالیٰ والسلام   فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ   ۹ ماہ مبارک ۳۵ھ

---

(۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز المکین مولانا المکرم ذی العلم المتین جعلہ المولیٰ کاسمہٖ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۲ ذیقعدہ سے آج ۲۲ ربیع الاول شریف تک کامل
چار مہینے ہوئے کہ سخت علالت اور ڈھائی مہینوں مسجد کی حاضری سے محروم رہا جمعہ کے لیے لوگ
کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور لے آتے ۱۱ محرم شریف سے بارے حاضری کا شرف پاتا ہوں لوگ
بازو پکڑ کر لے جاتے ہیں نقاہت وضعف اب بھی بشدت ہے دعا کا طالب ہوں اس
بیماری میں المنک ۱۹۱۶ء منگائی یاد نہ رہی نومبر میں منگائی جواب ملا کہ ہو چکی ۱۵ دن کے
بعد آئے گی جسے ایک مہینہ سے زیادہ ہو چکا شملے لکھا کہ شاید وہاں ہو آج وہاں سے بھی
جواب آگیا آپ نے اگر لی ہو تو ۲۰-۲۵ روز کے لیے بھیج دیجیے مگر فوراً فوراً والسلام
بچیوں کو دعا۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ   شب ۲۳ ربیع الاول شریف لیلۃ الاثنین ۳۶ھ

(۴۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم اکرمکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کاشف الاستار شریف کی نسبت خیال
تھا کہ رضا حسین کے پاس ہے وہ گاؤں میں رہے بدایوں رہے پریشانیاں رہیں اب ان سے
پوچھا کہا میرے پاس نہیں اب مکان میں دیکھی گئی تو نکلی اس کے تین نسخے مجرب ارشاد ہوئے ہیں
ایک جس میں زعفران سنبل خار اور پوٹاسی ہے یہ نسخہ مع ترکیب اس چھوٹی بیاض میں بھی ہے۔
جو آپ یہاں سے نقل کے لیے لے گئے تھے ضرور آپ کے پاس ہوگا فرق اتنا ہے کہ اس میں
ہر دو ماشہ ہے اور کاشف الاستار شریف میں زعفران اسی قدر ہے اور باقی دونوں دوائیں تین
تین ماشہ دوسرا جس میں اجوائن تخم میتھی تخم کنواڑ کلونجی ہے یہ بھی اس بیاض میں ہے اس میں
خوراک تین فلوس لکھی ہے۔ اور کاشف شریف میں ۹ ماشہ پھر ارشاد فرمایا ہے محب یقینی
دوست محمد خاں را ایں مرض در ہر دو دست رسیدہ بود و در بدن نیز جابجا نمایاں شدہ بود
ایں ہر چہار ادویہ مسلم آنچہ در چہار انگشت وقت برداشتن می گنجید میخورد دید دریں عرصہ عزیزے
گفت کہ دریں ادویہ بابچی را چوں نیز داخل بکنند ہمچناں شد داغہا برطرف شدند پرہیز از
شیر و ماہی بود" تیسرا نسخہ یہ ارشاد فرمایا جو اس بیاض میں نہیں اور فرمایا ہے باستعمال رسیدہ
صندل سفید ۱۰ ماشہ سم الفار سنکھیا ۱ ماشہ ہر دو را خوب سحق کردہ قدرے بر داغ سفید خوب
بمالند تا آنکہ آب ازاں داغ بر آید صبح دو وقت
بمالند جوشش خواہد کرد روغن بر آتش داشتہ ٹکیہ برگ نیم دراں اندازد وقتیکہ سوختہ شود
بر دارد روغن صاف کردہ بر جراحت رسانند بہ خواہد شد و بدن برنگ اصلی میرسد پسر خدا بخش
مرحوم ازیں ادویہ صحت یافتہ بتجربہ رسیدہ ست" امید ہے کہ بہ برکت انفاس کریمہ
یہ نسخے ضرور نفع دیں گے مولی عزوجل شفا عطا فرمائے لڑکی کا تاریخی نام ولیدہ خاتون
سمجھ میں آیا ہے۔ یہ تاریخ زبر و بینات میں ہے نقشہ ماہ مبارک پہنچا جزاکم اللہ تعالیٰ

د	۱۳	خیراً کثیراً اس بار وقت عصر بھی نکالا اور بہت صحت کے ساتھ نکالا گیا یہاں
ل	۷۱	دونوں سید صاحب مدت سے کام کر رہے تھے اور آپ کے یہاں سے
ی	۱۱	نقشہ آنے کے پہلے کاپی ہو چکی تھی بے پرواہوں نے چھاپا بہت برا جس
ہ	۶	کے سبب دوبارہ کاپی کرانی ہوئی جس کا پروف اس وقت سامنے رکھا
خ	۶۰۱	ہے آج یا کل انشاء اللہ تعالیٰ بھیجوں گا۔ طبیعت اچھی نہیں رہتی ہے ایک
ا	۱۱۱	ہفتہ میں بخار کے تین دورے ہو چکے ہیں دعا کا طالب ہوں اب کی بار ختم
ت	۴۰۱	سحری و افطار میں ایک ایک منٹ احتیاطی کم رکھا اور عصر کا وقت کہ ہر روز
د	۱۳	مواھرہ سے نکالا ہے کم و بیش پورا واقعی سکنڈوں تک رکھا ہے بلکہ ہر وقت
ن	۱۰۴	ثوانی تک لیا ہے
	۱۳۳۳	

---

(۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز مولانا المکرم اکرمکم و جعلک کاسمک ظفر الدین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کی مستعدی بحمدہٖ تعالیٰ بہت جی خوش ہوا
جزاکم خیراً و بارک فیکم و بکم و لکم و علیکم آج ۱۳ دن ہوئے رانڈیر سے جواب نہ آیا
جواب آنے پر کچھ کہا جائے ظاہراً وہی تحریر بعونہٖ تعالیٰ کافی ہو گی جلد اول فتاوی کی فہرست
بنوائی تھی اور اس کی کاپی بھی ہو گئی اب جو میں دیکھوں نہایت غلط بنی اب از سر نو اس کی
ترتیب ہے اس فہرست ہی کا چھپنا باقی ہے و حسبنا المولیٰ و نعم الوکیل آپ کا رسالہ
موذن الاوقات آیا نام بھی نہایت مناسب و موزون پایا اس کے مقصد اول و خاتمہ
کو ضرور دکھا لینا چاہئے اور تذہیب کا حرف بحرف قبل طبع دکھا لینا فرض اہم ہے۔
مولانا کسی وقت اپنے آپ کو مشورہ احباب سے مستغنی نہ کرنا بہت مفید فی الدین ہے
آپ کی تصانیف عافیہ وافیہ تقریب پر خوشی ہوئی مگر کاش یہ وقت آپ سے

بہشتی زیور و گوہر کی غلطی کھولنے میں صرف کیا ہوتا تو عمدہ ذخیرہ عقبیٰ ہوتا جہاں ان کتابوں
سے گمراہ ہوئے جاتے ہیں وحسبنا المولیٰ ونعم الوکیل یہی نے آج کل ایک رسالہ سمت
قبلہ میں لکھا ہے قواعد کے چار دل باب ہو گئے پانچواں باب قبلہ ہندستان کا زیر
تحریر ہے شاید کوئی رسالہ ہدایۃ المصلی مدراس سے آیا تھا جس میں غلط و باطل قاعدے
سے سمت نکالی تھی وہ میں نے آپ کو بھیج دیا تھا وہ ایک دو روز کے لیے بھیج دیجیے۔
مدراس کا ایک اور عربی رسالہ ایسے ہی اغلاط پر مشتمل آیا ہے اس کے اغلاط کے ساتھ
اس کے اغلاط پر بھی تنبیہ کر دی جائے بمبئی حاطہ کی اب تک طول عرض کی کتاب نہ
ملی والسلام فقیر احمد رضا غفرلہ ۲۲ رجب ۱۳۳۶ھ

---

(۲۶)

۱۰ ۸۶ بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اگر
۷ دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہ
تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔ احباب
سے گزارش ہے کہ اس تاریخ جمع ہو کر درود مبارک جو حلقہ جمعہ میں پڑھا جاتا ہے خواہ
کوئی اور درود سَو سَو بار پڑھیں اور مجلس میلاد مبارک منعقد کریں تو بہتر اور رب
عزوجل کی اس نعمت کا اعلان کریں کہ قرآن عظیم میں اعلان نعمت کا حکم ہے اور
حدیث میں فرمایا اعلان نعمت شکر ہے اور جو کارروائی فرمائیں فقیر کو اطلاع بخشیں
کہ دعاء خیر زائد کرے والسلام

۷ شعبان ۳۶ھ

---

(۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حسب وعدہ کل روز یکشنبہ باوصف درد سر رسالہ لکھدیا مع نقل فتویٰ بلال مرسل ہے مجھے دربارہ خضاب ان چند کتابوں کی پوری عبارات درکار ہیں آپ کے پاس ہوں تو فبہا ورنہ ایک دن کے لئے پٹنہ جاکر لائیے۔ تاتارخانیہ۔ زاد المعاد ابن القیم عقد الفرید لابن عبد ربہ نزہۃ المجالس ان کے سوا اگر اور کتب سے کہ میرے پاس نہیں عبارات مستوعبہ ہو تو احسن کتم اور وسمہ کی تفسیر ماورائے صراح و قاموس و تاج العروس و فائق زمخشری و مغرب مطرزی و مصباح المنیر و مختار الصحاح و نہایہ ابن اثیر و مجمع البحار و تحفہ و مخزن الادویہ و تذکرہ انطاکی و جامع ابن بیطار و انوار الاسرار بغدادی و مرقات و اشعۃ اللمعات و فتح الباری و عمدۃ القاری و ارشاد الساری و شرح مسلم للنووی و شرح شمائل ترمذی للقاری و شرح شرعۃ الاسلام علی زادہ و شرح مشارق الانوار لابن الملک و تیسیر و سراج المنیر شروح جامع صغیر) اور کتابوں سے جو کچھ ملے تو اور عنایت ہو پہلے آپ نے بہت کتابوں کی عبارتیں اس بارے میں کہ اذان جمعہ زمانہ اقدس میں دروازہ پر ہوتی تھی اور ان تفاسیر سے کہ میرے پاس نہیں نقل کرکے بھیجی تھیں وہ پرچہ باحتیاط رکھدیا تھا اب تلاش کیا نہ ملا بچوں کو دعا۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم روز جان افروز دوشنبہ ۳۶ھ

(۲۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

آج ۳ر شوال روز شنبہ وقت دوپہر آپ کا خط بطلب فتوائے تار آیا خط میں تاریخ تحریر ۲۹ ماہ مبارک لکھی ہے کہ ۹ جولائی تھی۔ اور ڈاک کی مہر روانگی میں ۱۱ر جولائی اور مہر وصول میں ۱۳ر جولائی ہے نیز آپ خط ۲۹ر رمضان میں لکھ رہے ہیں کہ رسالہ بھیجے ہوئے ۴-۵ روز ہوئے حالانکہ رسالہ ۳۰ر رمضان کو یہاں آیا تو ۲۸ کو وہاں سے چلا دوسرے دن روز پنجشنبہ یہاں عید تیسرا دن جمعہ مبارکہ کی عید جمعہ کے دن مجھ سے کام نہیں ہوتا ہر سال روز عید یا ایک روز بعد تک درد سر رہتا ہے اس سال آج ۳ عید تک ہے کل روز یکشنبہ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھوں گا۔ فتوائے تار کا کوئی نسخہ نہ رہا۔ مصطفےٰ میاں سلمہ سے اسی وقت اوس کی نقل کو کہدیا ہے۔ کل یکشنبہ ہے ایک ہی وقت ڈاک جاتی ہے اگر ڈاک کے وقت تک نقل ہوگیا۔ تو بعونہ تعالیٰ کل روانہ ہو جائے گا۔ درد ہی کی حالت میں رسالہ کچھ دیکھا بعونہ تعالیٰ بہت اچھا لکھا ہے۔ جزاکم خیرا کثیرا فی الدنیا والآخرہ کاش یہ قوت دفع خباثات جہنمی زیور میں صرف ہو۔ والسلام

۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب جعل کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عبارات تینوں بار کی آئیں جزاکم المولی سبحنہ وتعالی
خیرا کثیرا شاید وہ کتابیں جن کو میں دیکھ چکا اور اون کی فہرست میں نے لکھدی تھی اون
میں فتح الباری وجامع ابن بیطار کا نام لکھنا میں بھول گیا کہ آپ کو ان کی نقل کرنی ہوئی شاید
عقد فرید لابن عبد ربہ وہاں نہ ملی کہ اوس کی عبارت نہ آئی تاتارخانیہ سے ایک عبارت
علامہ طحطاوی نے حاشیہ در میں بالواسطہ نقل فرمائی ہے کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے
نام پاک کے ساتھ علیہ السلام کا اختصار ع م لکھنا کفر ہے کہ تخفیف شان نبوت ہے اب
کبھی باکی پور جانا ہو تو اس عبارت کو ضرور تلاش کیجئے۔ اگر ملے تو بحوالہ کتاب وباب وفصل
مع نقل عبارت اطلاع دیجئے میں اس وقت اس کا تذکرہ بھول گیا
نیز عبارات خضاب میں مضمرات شرح قدوری کا نام
لکھنا بھول گیا۔ اس کی زیادہ ضرورت تھی والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

---

(۳۰)

۷۸۶ مولانا المکرم اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

خط آیا اس کا جواب تو بعد کو ہو پہلے یہ گزارش کہ ۲۸ ذیقعدہ روز جمعہ کو آپ کا خط مژدہ ولادت
صاحبزادہ وطلب نام تاریخی میں آیا میں نے اوسی دن تہنیت کا تار دیا اور اس میں تاریخی نام
مختار الدین (۱۳۳۶) لکھا اس کی کوئی رسید نہ آئی میں نے سمجھا کہ غیر ضروری جان کر آپ نے نہ لکھی اب کہ خط
آیا اس میں بھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں تو ظن ہوتا ہے کہ تار پہنچا ہی نہیں جسے بھیجے ہوئے آج
۱۲ دن ہوئے اگر ایسا ہے اطلاع دیجئے کہ تار گھر سے مطالبہ ہو۔

فقیر قادری غفرلہ

---

(۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) جلد فتاوی اب تک آپ کو نہ پہنچی کیا عجب جبکہ مجھے بعد تقاضائے بسیار ملی اب میں نے کہہ دیا ہے کہ ہدیۃً بھیجیں قیمت مجھ سے لیں۔

(۲) تحقیق میں تقصیر سے الزام ہوا کہ بے تحقیق محض افواہ پر عید و قربانی صحیح نہ ہوئی اگرچہ واقع میں وہم بھی کہ جس طرح صحت نماز کے لیے دخول وقت شرط ہے یوہیں اعتقاد دخول بھی اگر سے شک ہے کہ ثبوت نہیں اور جزافاً نماز پڑھلی فاسد ہوئی اگرچہ وقت حقیقۃً ہوگیا ہو یوہیں نماز عید بھی کہ مفسد خمس مفسد عیدین بھی ہے امداد الفتاح و مراقی الفلاح و در المختار میں ہے اشتراط اعتقاد دخوله لتکون عبادته بنیة جازمة لان الشاك لیس بجازم حتی لو صلی وعنده ان الوقت لم یدخل فظهر انه کان قد دخل لا تجزئه رد المختار میں امداد کے لفظ یہ ہیں وکذا اشتراط اعتقاد دخوله فلو شك لم تصح صلاته وان ظهر انه قد دخل بدائع امام ملک العلماء میں ہے کل ما یفسد سائر الصلوٰت وما یفسد الجمعة یفسد صلاة العیدین اور جب نماز نہ ہوئی قربانی بھی نہ ہوئی کہ شہر میں تقدم صلاۃ شرط صحت اضحیہ ہے والا فهو لحم قدمه لاهله کما نص علیه حدیثا وفقها۔ (۳) یہ گواہی کہ فلاں شہر والوں نے چاند دیکھا مقبول نہیں اگرچہ شاہد ایک جماعت ہو کہ یہ نہ شہادت علی الرویۃ ہے نہ شہادت علی الشہادت فتح القدیر و عالمگیریہ و بحر الرائق وغیرہا میں ہے لو شهد جماعة ان اهل بلدة کذا رأوا هلال رمضان قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم ثلثون بحسابهم ولم یر هولاء الهلال لا یباح فطر غد ولا ترک التراویح فی هذه اللیلة لانهم لم یشهدوا بالرؤیة ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم استفاضہ کہ بعد تحقیق معتبر ہے۔ خاص اوس شہر کا جہاں حاکم شرعی ہو کہ اب یہ شہادت علی الحکم ہوگی تنبیہ الغافل والوسنان میں ہے لما کانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل

تلک البلدۃ صاموا المزوم العمل بها لان المراد بها بلدۃ فیها حاکم شرعی ردالمحتار میں ہے فکانت تلک الاستفاضۃ بمعنیٰ نقل الحکم المذکور حاکم شرعی سلطان اسلام یا قاضی مولی من قبلہ یا امور دینیہ میں فقیہ بصیر افقہ اہل البلد نہ آج کل کے عام مولوی یہی جواب سوال (۴) ہے

درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں بھی داخل نہیں ہوتا نہ کہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسانی کوئی لیاقت جناں درکار نہیں خصوصاً جبکہ خاص مسائل رویت ہلال میں جمیع ائمہ سے تصریح ہو والمسئلۃ فی الحدیقۃ الندیۃ عن فتاوی الامام العتابی۔

(۵) یہ مولیٰ علی سے نقل فرمایا بلکہ مولیٰ علی نے فرمایا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ یہ اثر کسی کتاب حدیث سے نظر میں نہیں فقہا نے ذکر کیا اور ساتھ ہی فرمایا یہ اوسی عام کو تھا نہ عام کو فتاوی کبریٰ و خزانۃ المفتین میں ہے ماروی ان یوم نحرکم یوم صومکم کان ذلک العام لعینہ دون الابد وجیز امام کردری میں ہے ما نقل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اول الصوم یوم النحر لیس بتشریع کلی بل اخبار عن الاتفاق فی ھذہ السنۃ واللہ اعلم۔

(۶) یہاں کاتب کوئی نہیں نقل کی دقت ہے آپنے جہاں تک نقل کر لیا تھا اس کا آخر لکھ بھیجے کہ اوس کے بعد کا بقیہ لکھنا کل کے اعتبار سے کچھ تو آسان ہوگا۔ میں نے کل عصر کے بعد مولوی امجد علی صاحب کو قیمت فتاویٰ کے روپے دے دیے اور تاکید کر دی کہ صبح ہی آپ کو پلندہ بھیجدیں اوںھوں نے ایک روپیہ پھیر دیا کہ اس قدر کے اجزا ان کو پہلے بھیج چکا ہوں اور کل اتوار ہے میں نے کہا کہ کل ۹ بجے تک آپ بھیج سکتے ہیں اونہوں نے وعدہ تو کیا ہے لفت تازہ کی خیریت سے اطلاع دیجیے اور یہ کہ تہنیت کا تار مع تاریخی نام مختار الدین ۱۳۳۶ کہ آپکے نام سے ملتا ہوا بھی ہے جو میں نے ۲۸ ذی القعدہ ۳۶ھ روز جمعہ کو بھیجا کیا آپ کو ملا والسلام فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۵ ذی الحجۃ الحرام یوم الاحد ۳۶ھ

(۳۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دلدی الاعز جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفرالدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا کارڈ کل ہی مطبع میں بھیجدیا تھا شام کو مولوی امجد علی صاحب سے دریافت کیے پر معلوم ہوا کہ اونھوں نے وہ اجزا دیلو کیے حالاں کہ میں کہہ چکا تھا۔ کہ قیمت میں دوں گا۔ اور انہوں نے ایک روپیہ واپس کر دیا تھا۔ اس گمان پہ کہ بقیہ جا چکے ہیں۔ خیراب وہ روپیہ بھیجتا ہوں۔ فتوائے تکفیر عبدالماجد بھیجتا ہوں یہ پرچہ صحیفہ سے منگا لیجئے اور اس کے مطابق تصحیح کر لیجئے یا اس کی نقل فرما لیجئے مشرق میں مولوی عبدالمجید فرنگی محلی کا فتوی چھپا تھا جس میں سائل مغوی نے دھوکا دیا کیا مولوی عبدالباری کا کوئی اور فتوی چھپا ہے اور ان کو بھی دھوکا دیا گیا یا دیدہ دانستہ سیاسی علت نے کفر کو اسلام بنایا اوس فتوی کی بہت ضرورت ہے۔ وہ پرچہ مشرق جہاں سے ملے بھیجد یجئے ورنہ حرف بحرف اوس فتوی کی نقل مع نمبر پرچہ مشرق۔ دس روپے کہ آپ نے بھیجے بعونہ تعالےٰ حسنہ جاریہ ہیں اون تین بلکہ زیادہ کے نام لکھ بھیجیے جو مستطیع نہیں اور مستحق ہیں والسلام بچیوں اور نعمت تازہ کو دعا۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ یوم الاحد ۳۶ھ

(۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز جعل کاسمہ ظفرالدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دس روپے آئے نو کی اہل علم کے لئے تین جلدیں
خریدیں ایک آج بانکی پور رجسٹری کردی ۱۳ ار مع رجسٹری صرف ہوئے تین آنے آپ کے باقی
ہیں کیا کیے جائیں مولوی عبدالباری کی تحریر ایک صاحب نے بھیجدی اب اس کی حاجت
نہیں حصہ گزشتہ کو مواخذہ کی رجسٹری بھی گئی جو ۳۰ ذی الحجہ کو لکھنؤ پہنچی ۳ محرم کو ڈاک کی رسید
آگئی جواب کا انتظار ہے آپ نے دوبارہ اذان جو عبارات نقل کرکے بھیجیں ان میں ایک
عبارت یہ ہے تفسیر سفی جلد ۹ صـ۲۳ بعینہٖ اسی شکل سے یہ لفظ ہے کہ س د ف پڑھا جاتا
ہے کیا یہ بیہقی ہے اور ہے تو کونسے بیہقی ہیں صاحب سنن صاحب کفایہ صاحب شامل
آپ کے ایک پرچہ پر تصانیف منقول عنہا کے نام و مصنف لکھے اس میں یہ متروک
ہے اس کی ضرورت ہے نیز جو عبارت ان کی نقل کی اغلاط و اسقاط پر مشتمل ہے پہلے
پلندہ میں ایک روپیہ کا نوٹ بھیجا تھا۔ اس کی رسید معلوم نہ ہوئی۔ نعمت تانہ اور بچوں
کو دعا والسلام ۵ محرم شریف ۳۷ھ خط میں جتنی باتیں جواب طلب ہوا کریں سب
دیکھ لیا کیجیے کہ مجھے ایک ہی بار لکھنے کی فرصت نہیں والسلام

(۱۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا المکرم اکرمکم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ - آپ نے فرمایا تھا وہ شنبہ کے دن بانکی پور سے عبارت ونام مصنف بھیجدیں گے جسے آج ۱۲ روز ہوئے ظاہرا انہوں نے توجہ نہ کی جلد نتا دئی کو بھیجے ہوئے مدت ہوئی اوس کی رسید بھی نہ آئی مولوی عبد الباری کو تین رجسٹریاں رسید طلب گئیں ڈاک کی رسیدیں آگئیں مگر ادھر شہر خموشاں ہے اور کیوں نہ ہو کہ کفر کو اسلام اسلام کو کفر بنا لیا اور اخباروں نے کہ کفر چھاپنے ہی کے لئے ہیں چھاپ دیا اسلام کا قول کون چھاپے گا۔ اللہ اگر کوئی رسالہ چھپا تو کون دیکھے گا لہذا کفری دنیا میں اپنی ہی بات بالا رہتی سمجھ لی ورس ع ح ل م ا ل ذ ی ن ظ ل م و ا الایہ الحق حدیث حق ہے جب آیت اوتری کہ تم دیکھو گے لوگوں کو کہ دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔ فرمایا و سیخرجون منھا افواجا کما دخلوا فواجا یہ وہی وقت ہے ایک ملعون کفر بکتا ہے ہزار اوس کے پیچھے اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں والعیاذ بہ تعالیٰ نعمت تازہ اور بھیجیوں کو دعا والسلام ۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

ہاں ایک جواب مولوی سلامت اللہ فرنگی محلی کے نام سے بھجوایا ہے کہ ہم نے خوب تحقیق کر لیا۔ ہم فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے ہم نے خود عبد الماجد سے دریافت کر لیا اس نے کہا کہ میں نے کوئی کفر نہ کیا بس ختم شد اور ایک دھمکی یہ دی کہ ہم سلطنت کفر کرتے کی فکر میں ہیں تم اس میں ساتھ نہیں دیتے جو جواب تم اس کا دوگے وہی ہم عدم تکفیر مرتد کا دے لیں گے اور چالاکی یہ کی کہ خط سلامت اللہ کی طرف سے اور اس کا کاتب بھی کوئی اور منجانب سلامت اللہ۔

(۳۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا المکرم ذی المجد والکرم ولدی الاعز جعل کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایسی جگہ اگر اعلاء کلمۃ اللہ پر قدرت ہو اعظم قرب ہے مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے احتمال ضرور زائد ہے یہ تو رائے ہے۔ اور قواعد سے دیکھا تو جواب آیا فتیح بمرغ۔ برادرم حافظ یقین الدین صاحب کے جو تعلقات اس فقیر سے ہیں آپ پر مخفی نہیں یہ آپ کی محبت کاملہ کے اعتماد پہ اپنے خورد سال بچوں کو آپ کی نگرانی میں تعلیم دیتے ہیں امید کہ بعونہ تعالیٰ نتیجہ احسن ہو دو رسالوں کے ۴-۴ نسخے حاضر۔ نور العین مختار الدین کو تول کر اناج تصدق کیجئے اور ایک راس اوس کی طرف سے ذبح کر کے تصدق مع پوست کر دیجئے میں نے ایک خواب دیکھا انشاء اللہ العزیز اچھا ہے یہ صدقہ مناسب ہے حضرت سیدنا مخدوم شرف الحق والدین یحییٰ منیری بہاری قدس سرہ کی طرف ایک ملفوظ بنام معدن المعانی بہار میں چھپا تھا یہاں اور لکھنؤ میں نہ ملا وہاں ملے تو ایک نسخہ مطلوب اور کسی معتمد جگہ اوس کا کوئی قلمی نسخہ بھی معلوم کرنا ہے بچوں کو دعا۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۴ ذی القعدہ ۳۷ھ

---

(۳۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعل کاسمہ ظفر الدین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا پرچہ اخبار آیا۔ نواب صاحب نے ترجمہ کیا کسی عجیب بے ادراک کی تحریر ہے جسے ہیأت کا ایک حرف نہیں آتا سراپا اغلاط سے مملو ہے آپ نے جو تقویات کواکب لکھیں اون میں بھی بعض میں فرق ہے مجھے ۷ دن سے بخار آتا ہے نقاہت بشدت ہو گئی ہے طالب دعا ہوں خیال ہے کہ بعد صحت ایک مضمون نہ صرف اس کے اغلاط کثیرہ کے بیان میں بلکہ ہیأت جدیدہ کے مسئلہ جاذبیت کے ابطال میں بھی۔ سید صاحب ہمدم کو بھیجدیں آپ مناسب جانیں تو آپ کے نام سے ہو اردو ہمدم کو چلا جائے اور انگریزی اوس کی آپ بانکی پور کے اخبار کو بھیجدیں والسلام بچے کو دعا فقیر قادری۔

یہ خط مصطفےٰ رضا سے لکھوایا ہے ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۳۸ھ

---

(۳۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز جعل کاسمہ ظفر الدین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پتہ صحیح نہ ہونے کے سبب پہلے خط کا جواب بہت دیر میں آیا اور الرضا کی کاپیوں کی جلدی تھی میں نے بعد انتظار اپنے ہی نام سے دے دیا مسودہ کی پہلی نقل آپ کو مرسل ہے دبدبہ سکندری وغیرہ جہاں چاہئیے بھیجے مگر جلدی چاہئیے کہ ۷ر دسمبر قریب ہے اگر انگریزی کی جائے تو پہلے نمبر کی اس قدر

تلخیص کافی ہے اس لفظ کے بعد کہ خود شمس اور اس کے گرد دائرہ اس مضمون کو مصنف نے قرآن عظیم کی آٹھ آیتوں سے ثابت کیا اور اخیر کے دوسرے حاشیہ میں اس لفظ کے جس طرح دریا میں مچھلی اتنا کافی ہے کہ اس مضمون کو مصنف نے آیت اور حدیثوں سے ثابت کیا ہے آگے جیسی آپ کی رائے یہاں شروع سال ۳۸ھ سے اوقات صلوات خمسہ کے نقشہ میں ہر مہینے یہ اضافہ ہوتا ہے جس کی نقل بابت محرم شریف آپ کو مرسل کتاب القاضی الی القاضی کا درباره ہلال معتبر ہونا قیاس نہیں صریح منون ہے کہ فی غیر حدود ظاہر ہے کہ امر ہلال بھی حد تو دنہیں فتاوی خیریہ میں ہے یصح التحکیم فی مسئلۃ العینین لانہ لیس بحد ولادیۃ علی العاقلہ ان عبارات میں دَین بفتح دال ہے مجھے بخار کو آج ۲۳ روز ہوگئے دعا کا طالب ہوں۔ غفرلہ (مہر) یکم ربیع الاول شریف ۳۸ھ

(۱۳۸ و ۱۸۷) اپنے اعمال کے سبب اپنے رب سے ڈرو ۱۷ دسمبر کی بے اصل و بیہودہ پیشگوئی کا خوف نہ کرو۔ دار الافتا میں جناب مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب نے بانکی پور کے انگریزی اخبار اکسپریس ۱۸ اکتوبر کے دوسرے ورق کا صرف پہلا کالم تراش کر بغرض ملاحظہ واستصواب حاضر کیا جس میں امریکا کے منجم پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیشگوئی ہے جناب نواب وزیر احمد خاں صاحب و جناب سید اشتیاق علی صاحب رضوی نے ترجمہ کیا جس کا خلاصہ یہ کہ ۱۷ دسمبر کو عطارد۔ مریخ۔ زہرہ۔ مشتری زحل نیپچون یہ چھ سیارے جن کی طاقت سب سے زائد ہے قران میں ہوں گے آفتاب ایک طرف ۲۶ درجے کے تنگ فاصلہ میں جمع ہو کر اسے بقوت کھینچیں گے۔ اور وہ ان کے ٹھیک مقابلہ میں ہوگا۔ اور مقابلہ میں آتا جائے گا۔ ایک بڑا کوکب یورنیس سیاروں کا ایسا اجتماع تاریخ ہیأت میں کبھی نہ جانا گیا یورنیس اور ان ۶ میں مقناطیسی لہر آفتاب میں بڑے بھالے کی طرح سوراخ کرے گی ان ۶ بڑے سیاروں کے اجتماع سے جو میں صدیوں سے نہ دیکھا گیا تھا ممالک متحدہ دسمبر میں بڑے خوفناک طوفان آب سے صاف کر دیا جائے گا۔ یہ داغ شمس ۱۷ دسمبر کو ظاہر ہوگا۔ جو بے آلات کے آنکھ سے دیکھا جائے گا۔ ایسا داغ کہ آنکھ سے دیکھا جائے۔ جب سے انسانی تاریخ جاری ہوئی ہے

نہ ہوا ہوگا۔ اور ایک وسیع زخم آفتاب کے ایک جانب میں ہوگا۔ یہ داغ شمس کرہ ہوا میں تزلزل ڈالے گا۔ طوفان بجلیاں اور سخت مینھ اور بڑے زلزلے ہوں گے زمین مغتوں میں اعتدال پیدا ہوگی فقط

الجواب

یہ سب اوہام باطلہ وہوسات عاطلہ ہیں مسلمانوں کو ان کی طرف اصلا التفات جائز نہیں

(۱) منجم نے ان کی بنا کواکب کے طول وسطی پر رکھی جسے ہیأت جدیدہ میں طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں اس میں وہ (۶) کواکب باہم ۲۶ درجے ۲۳ دقیقے کے فصل میں ہوں گے مگر یہ فرض خود فرض باطل ومطرود اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہے نہ شمس مرکز ہے نہ کواکب اوس کے گرد متحرک بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم اور سب کواکب اور خود شمس اس کے گرد دائر اللہ عزوجل فرماتا ہے

(۱) والشمس والقمر بحسبان ○ سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے اور فرماتا ہے

(۲) والشمس تجری لمستقرلھا ذلک تقدیر العزیز العلیم ○ سورج چلتا ہے ایک ٹھہراؤ کے لیے پر سادھا ہوا زبردست علم والے کا ہے اور فرماتا ہے۔

(۳) کل فی فلک یسبحون ○ چاند سورج سب ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں اور فرماتا ہے

(۴) وسخرلکم الشمس والقمر دائبین ○ تمہارے لئے چاند سورج مسخر کیے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں اور سورہ رعد میں فرماتا ہے

(۵) وسخرالشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے وقت تک چل رہا ہے بعینہ اسی طرح سورۂ لقمان۔ سورۂ ملئکہ۔ سورۂ زمر میں فرمایا اس پر جو جاہلانہ اختراع پیش کرے اوس کے جواب کو آیہ کریمہ تمہیں تعلیم دی الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر ○ کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار تو پیش گوئی کا سرے سے مبنی ہی باطل۔

(۲) یہ جسے طول بفرض مرکزیت شمس کہتے ہیں حقیقۃً کواکب کے اوساط معدل التعدیل اول ہیں جیسا کہ واقف علم زیجات پر ظاہر ہے اور اوساط کواکب کے حقیقی مقامات

نہیں ہوتے بلکہ فرضی ـ اور اعتبار حقیقی کا ہے ۔ ۱۷ دسمبر کو کواکب کے حقیقی مقامات یہ ہوں گے۔

تقویم کوکب

کوکب	برج	درجہ	دقیقہ
نیپچون	اسد	۱۱	۱۵
مشتری	"	۱۷	۵۴
زحل	سنبلہ	۱۱	۳۹
مریخ	میزان	۹	۱۰
زہرہ	عقرب	۹	۱۹
عطارد	قوس	۳	۳۰
شمس	"	۲۴	۳۰
یورینس	دلو	۲۸	۲۶

ظاہر ہے کہ ان ۶ کا باہمی فاصلہ نہ ۲۶ درجے میں محدود بلکہ ۱۱۲ درجہ تک محدود یہ تقویم اوس دن تمام ہندوستان میں ریلوے وقت سے ساڑھے پانچ بجے شام اور نیویارک ممالک متحدہ امریکہ میں ۷ بجے صبح اور لندن میں دوپہر کے ۱۲ بجے ہوں گے یہ فاصلہ ان کی تقدیمات کا ہے باہمی بعد اس سے قلیل مختلف ہوگا کہ عرض کی قوسیں چھوٹی ہیں اوس کے استخراج کی حاجت نہیں کہ کہاں ۲۶ اور کہاں ۱۱۲-

(۳) یہ کلام اسلامی اصول پر تھا اب کچھ عقلی بھی لیجئے یہ کہنا کہ دو ہزار برس سے ایسا اجتماع نہ دیکھا گیا بلکہ جب سے کواکب کی تاریخ شروع ہوئی ہے نہ پایا گیا محض جزاف ہے مدعی اس پر دلیل رکھتا ہے تو پیش کرے ورنہ روز اول کواکب در کنار دو ہزار برس کے تمام زیجات بالاستیعاب اوس نے مطالعہ کیے اور ایسا اجتماع نہ پایا یہ بھی یقیناً نہیں تو دعوائے بے دلیل باطل و ذلیل ۔ اور یورینس اور نیپچون تو اب ظاہر ہوئے ۔ اگلی زیجات میں ان کا پتہ کہاں مگر یہ کہ اوساط موجودہ سے بطریق تفریق اون کے ہزاروں برس کے اوساط نکالے ہوں یہ بھی ظاہر النفی ہے اور دعوئے محض ادعا۔

(۴) کیا سب کواکب نے آپس میں صلح کر کے آزار آفتاب پر ایکا کر لیا ہے یہ تو محض باطل ہے بلکہ مسئلہ جاذبیت اگر صحیح ہے تو اس کا اثر سب پر ہے اور قریب تر پر قوی تر اور ضعیف تر پر شدید تر ۔ اور ۱۷ دسمبر کو اوساط کواکب کا نقشہ یہ ہے ۔

اور ظاہر ہے کہ آفتاب ان سے ہزاروں درجے بڑا ہے جب اتنے بڑے

پیدا کی کھینچ تان اوس کا موٹھ زخمی کرنے میں کامیاب ہوگی تو زحل کہ اوس سے نہایت صغیر و حقیر ہے پانچ کی کشاکش اور ادھر سے یورنیس کی مار مار یقیناً اوس کو فنا کر دینے کو کافی ہوگی اور اس کے اعتبار سے اون کا فاصلہ بھی اور تنگ صرف ۲۵ درجے۔

(۵) مریخ زحل سے بہت چھوٹا ہے اور اوس کے لحاظ سے فاصلہ اور بھی کم نقطہ ساڑھے ۲۴ درجے تو یہ چار ہی مل کر اوسے پاش پاش کر دینگے۔

کوکب	وسط درجہ	وسط دقیقہ
مشتری	۱۲۹	۲۰
نپیچون	۱۲۹	۵۳
زہرہ	۱۴۲	۴۲
عطارد	۱۵۲	۵۰
مریخ	۱۵۴	۱۷
زحل	۱۵۵	۴۳
یورنیس	۳۳۰	۵۷

(۶) عطارد سب میں چھوٹا اور اوس کے حساب سے باقی ۱۳ ہی درجہ کے فاصلہ میں ہیں تو ۲۶ کا آدھا ہے تو یہ تین عظیم الجثہ مع یورنیس اس چھوٹی سی چڑیا کے ریزہ ریزہ کر دینے کو بہت ہیں منجم نے اسی مضمون میں کہا کہ "دو سیارے ملے ہوئے کافی ہیں ایک چھوٹے داغ شمس میں پیدا کرنے اور ایک چھوٹا طوفان برپا کرنے میں اور تین اون میں سے بڑا طوفان اور بڑا داغ اور چار فی الحقیقۃ ایک بہت بڑا طوفان اور بہت بڑا داغ" جب آفتاب میں تین اور چار کا یہ عمل ہے تو بیچارے عطارد و مریخ چار اور پانچ کے آگے کیا حقیقت رکھتے ہیں اور زحل پر تو اکھٹے ۶ جمع ہیں تو جو نسبت ان کو آفتاب سے ہے اوسی نسبت سے اون پر اثر زیادہ ہونا لازم۔ واجب تھا کہ یہ کھینچنے والوں سے چمٹ جائیں لیکن ان میں نافریت بھی رکھی ہے وہ انھیں تمرد پہ لائے گی جس کا صاف نتیجہ ان کا ریزہ ریزہ ہوکر جواذب میں گم ہوجانا۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ کمزور چیز نہایت قوی قوت سے کھینچی جائے گی اگر دوسری طرف اس کا تعلق ضعیف ہے کھنچ آئے گی ورنہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی یہ سب اگر نہ ہوگا تو کیوں حالانکہ آفتاب پر اثر ضرب شدید کا مقتضی بھی ہے اور ہوگا تو غنیمت ہے کہ آفتاب کی جان چھوٹی وہ آپس میں کٹ مر کر فنا ہوں گے نہ آفتاب کے اس طرف ۶ رہیں گے نہ اوس کے زخم آئے گا۔ بالجملہ پیشگوئی

محض باطل و بادر ہوا ہے غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اوس کی عطا سے اوس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے خلق میں جب جو چاہے کرے۔ اگر اتفاقا بمشیت الٰہی معاذ اللہ ان میں سے بعض یا فرض کیجئے کہ سب باتیں واقع ہو جائیں جب بھی پیشگوئی قطعاً یقیناً جھوٹی ہے کہ وہ جن اوضاع کو ایک پر مبنی وہ اصول محض بے اصل منگرہت ہیں جن کا محمل و بے اثر ہونا خود اسی اجتماع نے روشن کر دیا اگر جاذبیت صحیح ہے۔ تو یہ اجتماع نہ چاہیے اور اگر اجتماع قائم ہے تو جاذبیت کا اثر غلط ہے بہر حال پیشگوئی باطل واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(۷) جاذبیت پر ایک سہل سوال اوج و حضیض شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے نقطہ اوج پر کہ اوسکا وقت تقریباً سوم جولائی ہے آفتاب زمین سے غایت بعد پر ہوتا ہے اور نقطہ حضیض پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے غایت قرب پر یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ تفتیش جدید میں بعد اوسط نو کروڑ اونتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے اور ہم نے حساب کیا مابین المرکزین دو درجے پینتالیس ثانیے یعنی ۵۲۷۰۵۲۲۲ تو بعد البعد ۲۶ ۰ ۸ ۰ ۵ ۴ ۴ ۹ میل ہوا اور بعد اقرب ۹۷۴، ۱۴، ۱۳، ۹ میل تفاوت ۵۲، ۱۶، ۳۱، میل اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکز اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہیأت جدیدہ کا زعم ہے تو اول نافریت الارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسب بیان اصول علم الہیأت ہیأت جدیدہ میں (۳۲،۱۰۳، ۴۵، ۱۲) بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تین زمینوں کے اور ہم نے بر بنائے

---

[۱] وہ مقررات تازہ یہ ہیں قطر مدار شمس اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل قطر معدل زمین ۷۹۱۳۶۰۸۶ میل قطر اوسط شمس و فائق محیط سے بتیس [۳۲] دقیقے چار ثانیے۔ پس اوس قاعدہ پر کہ ہمنے ایجاد اور اپنے فتاوی جلد اول رسالہ الصنی النمیر میں اجرا کیا ۷ ۵ ۴ ۹ ۰ ۲ ۶ ۹ ۰ ۸ لوامیال قطر مدار + ۹۹ ۴ ۷ ۱ ۹ ۴ ۹ = ۵۶ ۹ ۶ ۶ ۱ ۷ ۸ ، لوامیال محیطا۔ ۳۲۴۴۵۳۸ ۲ ۴ لوفائق محیط = ۸۱۴۷ ۳۱۴ ۲ ۴ لوامیال دقیقہ محیطیہ آ + ۵۳۹۰۶۰۵۰۱ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مقررات تازہ اصل کر دی پر حساب کیا تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دوسو چھپن زمینوں کے برابر ہے وہ جرم کہ اس کے بارہ تیرہ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقاومت کر سکتا ہے تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اوسمیں مل جاتا کیا بارہ تیرہ لاکھ آدمی مل کر ایک کو کھینچیں تو وہ کھینچ نہ سکے گا۔ بلکہ ادن کے گرد گھومیگا۔

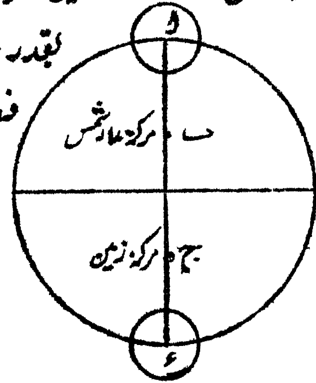
ثانیاً جب کہ نصف دور میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اوسے کسنے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ سے زیادہ دور بھاگ گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو تخفیض پر لاکر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہوتا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ نہایت قرب پر آکر اوس کی قوت سست پڑے اور زمین اوس کے پنجے سے چھوٹ کر پھر ادتنی ہی دور ہو جائے شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زائد ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا کہ ایک ظاہری لگتی ہوئی بات تھی کہ نصف دور میں یہ غالب ہوتا ہے اور نصف دور میں وہ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اوسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سست پڑ جائے اور ادھر ایک اور ادھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف پر قرار پائے۔

ثالثاً خاص انھیں نقطوں کا تعین اور ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵) لوفاق قطر شمس = ۵،۹۳۷۷۹۵۷ لوامیال قطر شمس آ ـــ ۳،۸۹۸۳۴۳۴۵۹ لوامیال قطر زمین = ۲،۰۹۴۴۹۸ لونسبت قطرین آ × ۳ کرہ : کرہ . ∴ قطر : قطر مثلثہ بالتکریر = ۶،۱۱۸۳۴۹۴ لونسبت کرتین عدد ۱۳۱۳۲۵۶، وہو المقصود یعنی محیط فلک شمس اٹھاون کروڑ بتیس لاکھ آٹھ ہزار میل ہے اور ایک دقیقہ محیطیہ ۲۷۰۲۲۰۵ میل اور قطر شمس ۸۶۶۵۱۴۰۵ میل اور وہ قطر زمین کے ۱۰۹،۵۰۹ مثل ہے اور جرم شمس تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر اور علم حق اس کا خالق جل علا کو ۱۲ منہ مدظلہ العالی

وجہ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب[1] اس کے گرد ایک ایسے دائرہ پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے

اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ آ پر ہوگا مرکز زمین سے اوس کا فصل آج ہوگا یعنی بقدر آب نصف قطر مدار شمس + ب ج ما بین المرکزین اور جب ء پر ہوگا اوس کا فصل ج ء ہوگا یعنی بقدر ب ء نصف قطر مدار شمس — ب ج ما بین المرکزین دونوں فصلوں میں بقدر دو چند ما بین المرکزین فرق ہوگا یہ اصل کر دی پر ہے لیکن بعد اوسط اصل بیضی میں بعد اوسط منتصف ما بین المرکزین پر ہے تو بعد اوسط + نصف ما بین المرکزین = بعد ابعد — نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم ما بین المرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اس قرب و بعد کے لیے خود ہی متعین رہیں گے جن میں نہ جاذبیت کا جھگڑا



[1] تنبیہ ضروری آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائر ماننا تو صراحۃً آیات قرآنیہ کا صاف انکار ہے یہی ہیأت یونان کا مزعوم کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائر تو ہے مگر نہ خود بلکہ حرکت فلک سے آفتاب کی حرکت عرضیہ ہے جیسے جالس سفینہ کی یہ بھی غلط ہر قرآن کریم کے خلاف ہے بلکہ خود آفتاب متحرک ہے آسمان میں پیرتا ہے جس طرح دریا میں مچھلی قال اللہ تعالیٰ کل فی فلک یسبحون ١٥ فقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ عبد اللہ بن مسعود وصاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور کعب کا قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا کذب کعب ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا ہ کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکیں نہیں زاد ابن مسعود وکفی بھا زوالا ان تدور رواہ عنہ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وعن سید الفقہ عبد بن حمید اس آیت میں اگرچہ تاویل ہو سکے صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ اعلم بمعانی القرآن ہیں انکا اتباع واجب[12] منہ ظلہ العالی

نہ نافربت کا بکھیڑا ذلک تقدیر العزیز العلیم ہ یہ سادھا ہوا زبردست جاننے والا کا جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا والہٖ وصحبہٖ وسلم۔ بیان منجم ہیں اور بہت اغلاط ہیں جن کی طرف التفات نہ کیا واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

---

(۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قرۃ عینی دلدی الاعز مولانا مولوی محمد ظفر الدین جعلہ اللہ تعالیٰ کاسمہ ظفر الدین آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ۲۳ دن ہوئے ہیں آپ کو جواب لکھوا چکا ہوں ۱۷ ربیع الاول شریف کو مفصل خط اپنی علالت وغیرہ کا بھیجا ساڑھے پانچ مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ پر آشوب آیا سوا پانچ مہینے تک لکھنا پڑھنا موقوف رہا مسائل سن کر زبانی جواب لکھواتا رہا۔ اسی طرح بعض رسائل لکھوائے آنکھ پر اب تک بہت ضعف ہے مجبور ہو کر اب ایک ہفتہ سے لکھنا شروع کر دیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کافی ہے۔ ۱۲ ربیع الاول شریف سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ چار چار پہر پیشاب بھی بند رہا میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا مولیٰ تعالیٰ نے فضل کیا مرض زائل ہوا مگر آج دو مہینے کامل ہوئے ضعف میں فرق نہیں مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور کرسی پر لاتے ہیں اسی حالت میں ترک موالات وترک تعاون واستعانت بکفار وادخال مشرکین بمسجد وغیرہا امور دائرہ پر ایک جواب لکھنا پڑا کہ پانچ جزء سے زائد ہو گیا آیہ کریمہ ممتحنہ کی اس میں بحث کافی کر دی گئی اوسی کے لحاظ سے اس کا نام المحجۃ المؤتمنہ فی ایۃ الممتحنہ رکھا یہ رسالہ چھپ رہا ہے۔ جس دن آپ کو خط لکھا تھا اوسی دن سے مطبع میں آیا ہے ۴۴ صفحوں تک کاپیاں ہو گئی ہیں کچھ فرمے چھپ گئے ہیں۔ بعد تکمیل ان شاء اللہ تعالیٰ حاضر کرے گا۔ بدایونی شرارتیں تین مہینے سے پھر زنی پر ہیں احباب اون کے جواب لکھتے ہیں اور ان کے سننے بنوانے میں بھی وقت صرف ہوتا

ہے اور طبیعت کی یہ حالت ہے۔ جواب سے عاجز آتے ہیں تو ادھیں کچہری یاد آتی ہے کوئی تین ہفتے ہوئے بدایوں کے کسی مقدمہ دیوانی میں میرے نام سمن بھجوایا کہ اس بارے میں جو فتویٰ تم نے لکھا تھا۔ جس جلد میں ہو اسے لے کر تصدیق کو آؤ یا ہے بحمد اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے ادھیں خائب و خاسر کیا مجھے جانا نہ ہوا اور وہ مقدمہ شاید فیصل بھی ہو گیا آپ کا رسالہ بالاستیعاب اب تک میں انھیں وجوہ سے نہ دیکھ پایا متفرق مقامات سے کچھ کچھ دیکھا ہے جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا کثیرا اچھا ہے مگر مشائخ بہار کی طرف سے یہ تاویل کہ ادھوں نے کوئی دینوی کام سمجھکر اتباع رائے مشرک جائز رکھا ہے میری سمجھ میں نہ آئی سلطنت اسلام کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت جس کا پس رواں گاندھی کو ادعا ہے کیا کوئی دینوی کام ہے۔ اور وہ تو یہاں تک اونچے اڑرہے ہیں کہ جو اس میں شرکت نہ کرے مسلمان ہی نہیں تو اسے نہ صرف کار دین بلکہ ضروریات دین جانتے ہیں بہر حال اسے دیکھکر اللہ چاہے تو جلد واپس کرنے کا ارادہ ہے۔ بچی مرحومہ کو جس طرح خواب میں دیکھا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت مبارک ہے نہایا رحمت و برکت ہے اور برہنگی دلیل حاضری بارگاہ ہے کہ دربار عزت میں حاضری یونہیں ہوگی قال تعالیٰ لقد جئتمونا کما خلقنٰکم اول مرۃ و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکم تحشرون حفاۃ عراۃ اور دیکھنے والوں کو تصحیح اعمال کی تنبیہ و انذار ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا النذیر العریان حضرت سرمد کا شعر ہے ؎

پوشاندہ لباس ہر کرا عیبے دید بے عیباں را لباس عریانی داد ۔ والسلام

(۳۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولدی الاعز حامی السنن مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی شام سے جو علیل ہوا تو
اب تک یہ حالت ہے کہ چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے اور لاتے ہیں آپ کے
رسالہ میں بہت دیر ہوئی دس بارہ روز ہوئے کہ اوسے تین جلسوں میں دیکھ لیا بحث خلافت
کو چاہا کہ تمام کردوں خطبہ صدارت مولوی عبد الباری صاحب میں اس کے متعلق ۱۵
سطریں ہیں اور بہت ہذیان رسالہ آزاد میں ائمہ عقائد وحدیث وفقہ کی ۷۰ عبارتیں نکالیں
کچھ آپ کے رسالہ کے حاشیہ پر لکھیں پھر جدا ترک کے اوراق بڑھائے فقط ۱۰ سطر
لکھنوی کے رد تک ۱۸ ورق ہو گئے ردّ آزاد جدا رہا لہذا اوسے ملتوی رکھا وہ عبارات
کاٹ دیں اور جس قدر پر آپ نے اکتفا کی تھی اوسی قدر کی تمیم کردی۔ ۱۳ تا ۱۵ رجب
مطابق ۲۴ تا ۲۶ مارچ سے گاندھویوں کا بھاری جلسہ بریلی میں ہونے کو ہے احباب
کی رائے ہے کہ اپنے علما بھی ایام ندوہ کی طرح جمع ہوں اگر یہ قرار پایا تو آپ کو
آنا ضرور ہوگا طیار رہیے، اگر میں ۱۱ یا ۱۲ رجب کو تار دوں تو باذنہ تعالیٰ فوراً تشریف
لائیے اس کی رسید سے مطلع فرمائیے بچوں کو دعا والسلام فقیر قادری ۳ رجب مرجب
یوم الاثنین ۳۹ھ درمختار وشامی کی عبارتیں کاٹ دی تھیں کہ سلسلہ کتب فقہ میں
رکھی جائیں جب وہ سلسلہ ہی نہ رہا تو یہ عبارتیں قائم رہیں گی۔ تقریظ نہ لکھی کہ کتاب
یہیں سے منسوب ہو جائے گی اور یوں بعونہ تعالیٰ زیادہ مفید ہوگی۔

---

(۴۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم ذی المجد والکرم اکرمکم اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حالات حاضرہ ومصائب دائرہ نے اسلام ومسلمین کو جس درجہ سراسیمہ وپریشان کیا ہے آپ جیسے واقف کار حضرات سے مخفی نہیں علماء اہلسنت وجماعت اگر اب بھی بیدار نہ ہونگے تو (خدانخواستہ) وہ دن دور نہیں کہ سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ چارہ کار نہ پائیں گے انھیں ضرورتوں کو محسوس کرکے علمائے اہلسنت وجماعت کا ایک مہتم بالشان جلسہ ۲۲-۲۳-۲۴ شعبان المعظم روز دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ کو ہونا قرار پایا ہے میں جناب کی اعانت دینی وتوجہ مذہبی سے امید واثق رکھتا ہوں کہ اس ضروری دینی کام کو سب کاموں پر مقدم سمجھیں گے اور تشریف لاکر اپنے مفید مشورہ اور مواعظ حسنہ سے مسلمانوں کی اصلاح احوال فرمائیں گے۔ اور جو صاحب اس کار خیر میں اپنے صرف کے متحمل نہ ہو سکیں جلسہ ان کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔

والسلام مع الاکرام

فقیر مصطفیٰ رضا عفی عنہ ۱۲ / شعبان المعظم ۳۹ھ محلہ سوداگران بریلی

جناب کی تشریف آوری اشد ضروریات سے ہے روانگی سے قبل پہنچنے کے وقت سے مطلع فرمائیں محمد حسنین رضا خاں ناظم جمعیت

(۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز مولانا المکرم مولوی ظفر الدین صاحب جعلہ اللہ کاسمہ ظفر الدین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ مولانا مولوی عبد الباری
صاحب نے اون ایک سو ایک اوراق کے امثال سے توبہ چھاپ دی ملاحظہ ہو ہمدم
۱۱ رمضان المبارک روز جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء صفحہ ۳ کا۔

"میں نے بہت گناہ دانستہ کیے اور بہت سے نادانستہ سب کی توبہ کرتا ہوں
اے اللہ میں نے امور قولاً و فعلاً و تقریراً و تحریراً بھی کیے ہیں جن کو میں گناہ
نہیں سمجھتا تھا مولوی احمد رضا خانصاحب نے اون کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا
اون سب سے اور اون کے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ
سے میرے لیے کوئی قدوہ نہیں ہے محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد
کرکے توبہ کرتا ہوں اے اللہ میری توبہ قبول کر فقیر محمد عبد الباری عفی عنہ"

فقیر کی رائے میں فوراً ایک جلسہ تہنیت توبہ مولانا مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی
چھاپ کر اوس کی تہنیت کا جلسہ وہاں بھی کیا جائے اور اوس میں وہ تحریر جو میں نے اونھیں
توبہ کے لیے بھیجی تھی پڑھکر سنائی جائے اوس کی نقل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب حاضر کرتا
ہوں پھر اون کے یہ الفاظ توبہ پڑھکر سنائے جائیں اور جلسہ کی طرف سے اوسکی
مبارکباد کا تار مولوی عبد الباری صاحب کو دیا جائے اور مسلمانوں کو سمجھایا جائے کہ اوس
طرف عالم کہلانے کے مستحق ایک یہی تھے مولیٰ تعالیٰ نے اون کو ہدایت فرمائی کہ مشرکوں
سے اتحاد اور وہابیہ وغیرہم جیسے دینوں کے میل سے توبہ فرماکر خالص سنی ہو گئے ہمارے
سنی بھائی جو غلطی میں پڑے ہوئے تھے اونھیں فوراً واپس آنا چاہیے ہنود و وہابیہ
و جدید بد مذہبیان سے قطع کرکے خالص سنی جماعت انصار الاسلام میں کہ حمایت سلطنت

اسلام وا ماکن مقدسہ کے لیے قائم ہوئی ہے شریک ہو جائیں والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از کوہ بھوالی بازار پیش ڈاکخانہ شب ۱۵ ماہ مبارک ۳۹ھ

---

(۴۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعل کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خط لایا یہ نعمت تازہ مبارک ہو اس کا نام وہ رکھیے کہ ہندوستان میں کسی عورت کو نصیب نہ ہوا یعنی حضرت رُبیّع بنت معوذ انصاریہ صحابیہ بنت صحابی علیہما الرضوان کے نام پر ربیع خاتون ۔ مولوی عبد الباری صاحب سے میرا کچھ مکاتبہ ہو رہا ہے باذنہ تعالیٰ اوس کا نتیجہ حسب مراد ہوا تو یا اون کو بلاؤں گا یا بعونہ تعالیٰ تحریر ہی کافی ہو گی میں نے مبارکباد تو یہ کا تار اونھیں بھیجا تھا جس کے جواب میں دو تار اونھوں نے لکھ بھیجے اون کا جواب یہاں سے ۱۹ ماہ مبارک کو بھیج چکا ہوں اب یہ انتظار ہے کہ کیا پہلو اختیار کرتے ہیں وحسبنا ربنا ونعم الوکیل بچوں کو دعا نینی تال یہاں سے ۷ میل ہے وہاں مکان ملتا بہت دشوار ہے جس مکان میں میں دو روز رہا بہت تنگ و تاریک و پست تھا اب یہاں بھوالی میں دو مکان ساڑھے تین سو کو لیے ۔ جن صاحب کی نسبت آپ نے لکھا ہے اون کی مذہبی وعلمی وعملی حالات سے اطلاع دیجئے والسلام ۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از کوہ بھوالی پیش ڈاکخانہ بازار ضلع نینی تال شب ۲۳ ماہ مبارک ۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

لا تیأسوا من روح اللہ

والدی الاعز مولانا المکرم جعل اللہ کاسمہ ظفر الدین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا خط ملا نام کے لیے کارڈ پہلے بھیج چکا ہوں مولوی عبد الباری صاحب نے میرا خط رجسٹری واپس کر دیا اون کی جو رجسٹری آئی تھی اوس کے لفافہ پر لکھا تھا مظفر علی محرر میں نے اس کے لفافہ پر لکھوا دیا حشمت علی لکھنوی محرر دار الافتادہ کل واپس آیا میں نے اسی وقت دوسرے لفافہ میں اوسے رجسٹری کرا دیا اور لفافہ پر مصطفےٰ رضا کا نام لکھوا دیا۔ شاید اسے بھی وہ واپس کریں کہ آج اون کا خط آیا۔ گرامی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کر چکا ہوں غالباً اوسی کا جواب ہوگا۔ جو نام سے دوسرے شخص کے رجسٹری شدہ کل میرے پاس پہنچا اس وقت گزشتہ واقعات اور اشتہارات کا خیال کر کے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اسے واپس کر دوں اور نہایت ادب سے عرض کر دوں کہ مجھے جناب کے نام سے جو اعتماد ہوگا وہ زید و عمرو کے نام سے نہیں ہو سکتا ہے اس کا افسوس ہے کہ جواب والا کو تاخیر سے حاصل کروں گا۔ مگر اوس کا منتظر ہوں" اب اگر وہ اُسے واپس کریں گے تو سہ بارہ میں اپنے نام سے رجسٹری کر دوں گا۔ وہ اس خط پر پھر کچھ چھپے ہیں۔ عبارت مذکورہ کے بعد فرماتے ہیں فقیر یہ چاہتا ہے کہ جناب نے جو امور تحریر فرمائے ہیں جہاں تک تفصیلاً اون سے توبہ کر سکے توبہ کر لے ٭ تمگے اسلام بر لئے نام پر جو شبہ ہوا ہے کہ میری مراد کمال ایمان کی ندرت تھی اوس سے اس طرح تو بہ کر سکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور اسکے بعد لکھوں اس کا مطلب

اگر یہ ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں"
حالانکہ اون کی عبارت کا قطعاً یہی مطلب ہے۔ صادق العباد مسلم کہاں ہیں جن میں سے کافروں کا امتیاز کیا جائے کیا جو مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتے کافروں سے امتیاز نہیں رکھتے کافروں سے ممتاز وہی نہ ہوگا جو سرے سے اسلام ہی نہیں رکھتا اس کے بعد فرماتے ہیں "مولانا آپ اس کا احساس نہیں کرسکتے کہ میری اس جسارت تو بہ پر کس قدر مجھ پر ہر چہار طرف سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ہمدم میں اس تحریر کے واپس کرنے پر بھی لکھدی ہے اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے جو حقوق اسلام کے ہیں اون سے اون کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے مرزا محمد تقی شیرازی نہ تھے ہمارے اکابر مجتہدین لکھنو سے جو تعلق رکھتے تھے اس کو ہم نے دیکھا ہے اور برتا ہے اون کی عیادت دعوت تعزیت میں برابر ہم لوگ شرکت کرتے رہے ہیں موالات نصاری سے جس قدر تحرز تھا اس قدر ہنود کے ساتھ تحرز ہم نے نہیں دیکھا ہے اس واسطے نفس مدارات ہنود کو ہم ممنوع نہیں قرار دے سکتے ہیں مگر غلو و تعظیم سے توبہ کرسکتے ہیں علاوہ اس کے جو تحریک اس وقت مقابل انگریزوں کے جاری ہے ہم اس میں اعتدال کے ساتھ ہنود کو اپنے ساتھ سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے ہمارے مقاصد کا اس کے اندر رہ کر ہم آپ کی ہر تعمیل ارشاد کو حاضر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جلد کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ جائیں ورنہ سخت کوشش باہم رنجش ڈالنے کی ہوگی" اس خط کے بعد جلسہ تہنیت موقوف کرنے کی ضرورت میری سمجھ میں نہیں آتی اگرچہ یہ اون کا چوتھا رنگ ہے اور معلوم نہیں کہ کل پانچواں کیا ہو والسلام

فقیر عبد الماجد عفی عنہ شب ۵ رمضان مبارک ۳۹ھ

بنارس سے ایک خط میرے نام آیا ہے جو بعینہ مرسل ہے وہ دوروز کے لیے آپ کو بلاتے ہیں آپ ہی اوس کا جواب اونھیں لکھیں والسلام از بھوالی ضلع نینی تال پوسٹ ڈاکخانہ

(۴۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز جبل کاسمہ ظفر الدین ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط متعلق بانکی پور کا جواب دے چکا ہوں آپ کا یہ خط آج ۶ بجے شام کو آیا
اور یہاں پانچ بجے شام سے تار نہیں لیا جاتا لہذا بریلی خط لکھ دیتا ہوں کہ وہ بھی غالباً کل آئندہ
کے تار کے برابر پہنچے ہماری طرف مدرسین وواعظین کم بلکہ معدوم ہیں منظر اسلام میں خود
مدرس کی کمی ہے ۔ مگر میں آپ کے خط کی دونوں صورتیں لکھ بھیجتا ہوں وہاں کے لوگ
جیسا مناسب سمجھیں گے عمل کریں گے مولیٰ تعالیٰ وہ کرے جس میں خیر ہو ۔ ایک ضروری بات
آپ سے بہت دنوں سے پوچھنے کو ہوں جب آپ شملہ میں تھے اور وہاں کا نقشہ رمضان
شریف یہاں سے بھیجا گیا اور آپ نے شائد ۲۷ اگست کی نسبت مجھے لکھا تھا کہ چار منٹ
احتیاطی بڑھانے سے بہت فائدہ ہوا یہاں آج غروب آفتاب اصل وقت سے چار منٹ بعد یعنی
وقت نقشہ کے مطابق ہوا اس میں یہ باتیں دریافت طلب ہیں (۱) وہ گھڑی جس سے آپ نے
دیکھا تھا صحیح تھی اور اسی دن تار سے ملائی گئی تھی یا کیا (۲) وہ جگہ جہاں غروب دیکھا وہاں
زمین نظر آتی تھی یا پہاڑ کے پیچھے چھپا اگر پہاڑ کے پیچھے چھپا تو اس کی بلندی کتنی تھی ۔ (۳) آپ نے
جس جگہ دیکھا وہ شملہ کا غایت ارتفاع تھا یا اس کی چوٹی وہاں سے کس قدر بلند تھی (۴)
بعض انگریزی کتب غالباً سروے کی کتابوں میں پہاڑوں کے ارتفاعی فٹ لکھے ہوئے ہیں
سید سلطان احمد صاحب نے نینی تال بھوالی مسوری وغیرہ اس بارہ پہاڑوں کی بلندیاں مجھے
لکھ دی تھیں ان میں شملہ نہ تھا اگر کہیں سے شملہ کے ارتفاعی فٹ معلوم ہوسکیں تو ضرور اطلاع دیجئے
(۵) کیا ممکن ہے کہ آپ اگست کی اسی تاریخ یا جس تاریخ غروب افق زمین سے دکھائی دے سکے شملہ
جانے کی تکلیف فرمائیں اور اسی لئے کی ملائی ہوئی صحیح گھڑی سے غروب دیکھیں اور مصارف
مجھ سے لیں یا اس جگہ کا صحیح پتہ بتائیں کہ دوسرے کو بھیجکر یہ کام لوں والسلام بچوں کو دعا

[illegible]

(۵۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولدی الاعز مولانا المکرم جعل کاسمہ ظفر الدین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مولیٰ عزوجل پر توکل کرکے قبول کر لیجئے وہ کریم اکرم الاکرمین برکات وافرہ عطا فرمائے اور آپ کو دین سے اور دین کو آپ سے نصر موزر پہنچائے۔ آمین آمین بجاہ الکریم المعین علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ الصلاۃ والتسلیم اور احسن یہ کہ استخارہ شرعیہ کر لیجئے۔ آپ کا خط دربارہ پریشانی دنیا آیا تھا ہفتے ہوئے اور اس کا جواب آج دوں کل دوں مگر طبیعت علیل بار بار بخار کے دورے اور اعدائے دین کا ہر طرف سے ہجوم ان کی دفع میں فرصت معدوم۔ علاوہ اس کے سو سے زیادہ جواب فتاوی کے اس مہینہ کے اندر چار رسالے تصنیف کرکے بھیجنے ہوئے اور میری تنہائی اور ضعف کی حالت معلوم وحسبنا ربی ونعم الوکیل اس سے اعتماد رہتا ہے۔ کہ عدم جواب کو اوزار صحیحہ پر خود محمول فرمائینگے

اوس خط کے جواب میں یہ چاہا تھا کہ آیات واحادیث دربارہ ذم دنیا ومنع التفات بہ تمول اہل دنیا لکھکر بھیجوں مگر وہ سب بفضلہ تعالیٰ آپ کے پیش نظر ہیں فلاں کو دست غیب ہے۔ فلاں کو حیدرآباد میں رسوخ ہے یہ تو دیکھا مگر یہ نہ دیکھا کہ آپ کے پاس بعونہ تعالیٰ علم نافع ہے ثبات علی السنہ ہے اون کے پاس علم نہیں یا علم مضر ہے اب کون زائد ہے کس پہ نعمت حق بیشتر ہے بشرط ایمان وعدہ علو وغلبہ باعتبار دین ہے نہ یہ کہ دنیوی امور میں مومنین کو تفوق

رہے دنیا سجن مومن ہے سجن میں جتنا آرام مل رہا ہے کیا محض فضل نہیں دنیا فاحشہ ہے اپنے طالب سے بھاگتی اور ہارب کے پیچھے دوڑتی ہے دنیا میں مومن کا قوت کفاف بس ہے

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۳ — ۱۱ — ۳۹

جامع حالات فقیر ظفرالدین قادری رضوی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ ۴۵ مکتوبات ہیں جن میں ۴۳ خاص فقیر کے نام سے ہیں اور ایک جناب خلیفہ تاج الدین صاحب دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور اور ایک بنام حامی دین و ملت ماحی شر و بدعت جناب حاجی منشی محمد لعل خاں صاحب قادری رضوی مدراسی رحمۃ اللہ علیہما ہے لیکن ان دونوں خطوں میں بھی میرا تذکرہ ہے ان دونوں خطوں کو بھی مجھ سے تعلق ہے اس لیے میں نے اپنے نام کے خطوط میں ان کو بھی درج کیا اب چند مکاتیب بنام مولوی عرفان علی صاحب قادری رضوی بیسلپوری ہیں ان کو درج کرنا مناسب جانتا ہوں۔

مکتوب (۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر دینی و یقینی سنی متصلب مستقیم باذن المولی الکریم مولوی عرفان علی صاحب رضوی سلمہ بعد سلام مسنون سید ضمیر الحسن صاحب سلمہ کی زبانی حال پر ملال انتقال برخوردار معلوم ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۵ اللہ کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں عمر مقرر ہے اس سے کمی بیشی نا مقدور ہے بے صبری سے گئی چیز واپس نہیں آسکتی ہاں اللہ کا ثواب جاتا ہے جو ہر چیز سے

اعزہ واعلیٰ ہے اور محروم تو وہی ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ صحیح حدیث میں ہے جب فرشتے مسلمان کے بچے کی روح قبض کر کے حاضر بارگاہ ہوتے ہیں مولیٰ عزوجل فرماتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی عرض کرتے ہیں ہاں اے رب ہمارے فرماتا ہے کیا تم نے دل کا پھل توڑ لیا عرض کرتے ہیں ہاں اے رب ہمارے فرماتا ہے پھر اُس نے کیا کہا عرض کرتے ہیں تیری حمد بجا لایا اور الحمد للہ کہا فرماتا ہے گواہ رہو میں نے اوسے بخشد یا اور جنت میں اس کے لیے مکان تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بچے نابالغی میں مرجائیں گے آتش دوزخ سے اوس کے لئے حجاب ہوجائیں گے کسی نے عرض کی اگر دو مرے ہوں فرمایا دو بھی ام المومنین صدیقہ نے عرض کی اگر کسی کا ایک ہی مرا ہو فرمایا ایک بھی اسے نیک سوالوں کی توفیق دی گئی۔ اس حکم میں ماں باپ دونوں شامل ہیں آپ اور آپ کے گھر میں دونوں صاحب یہ دعا پڑھیں انشاء اللہ العزیز اللہ عزوجل نعم البدل عطا فرمائے گا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ الحمد للہ عسیٰ ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون ٥ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہا صحیح حدیث میں ہے جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون کی زوجہ مقدسہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا تعلیم فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جو چیز فوت ہوتی ہے۔ اوس سے بہتر ملتی ہے۔ حضرت ام سلمہ نے دعا پڑھی مگر اپنے دل میں کہتی تھیں ابوسلمہ سے بہتر کون ملے گا۔ عدت کے دن گزرنے تھے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اون سے نکاح فرمایا اپنے والد ماجد اور سب اعزہ کو فقیر کا سلام پہنچا کر یہ خط سنا دیجئے اور سب یہ دعا پڑھیں والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ   بستم ذی القعدۃ الحرام ۱۳۲۶ھ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر دینی و یقینی مولوی عرفان علی سلمہ

بعد ہدیہ سنت مولیٰ عزوجل مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور مدارج عالیہ بخشے اور آپ سب صاحبان کو صبر و اجر عطا کرے اور مدارج عالیہ بخشے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کمی بیشی نامقصو ہے اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا بے صبری سے جانے والی چیز واپس آئے گی ہرگز نہیں مگر مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا ثواب جائے گا۔ وہ ثواب کہ لاکھوں جانوں کی قیمت سے اعلیٰ ہے تو کیا مقتضائے عقل ہے کہ کھوئی ہوئی چیز ملے بھی نہیں اور ایسی عظیم ملتی ہوئی دولت خود ہاتھ سے کھوئی جائے صابرین کو اجر حساب سے نہ دیا جائے گا۔ بلکہ بے حساب یہاں تک کہ جنھوں نے صبر نہ کیا تھا روز قیامت تمنا کریں گے۔ کاش ان کے گوشت قینچیوں سے کترے جاتے اور یہ ثواب پاتے۔ دوسرے کے جانے کی فکر اس وقت چاہئے کہ خود جانا نہ ہو اور جب اپنے سر پر بھی جانا رکھا ہے تو فکر اس کی چاہیئے کہ جانا اچھی طرح ہو کہ وہاں مسلمان عزیزوں سے نعمت کے گھر میں ایسا ملنا ہو کہ پھر کبھی جدائی نہیں لاحول شریف کی کثرت کیجئے اور ساٹھ بار پڑھکر پانی پر دم کرکے پی لیا کیجئے آپ بفضلہ تعالیٰ عاقل ہیں۔ اور وں کو ہدایت صبر کیجئے سب کو دعا و سلام

فقیر احمد رضا غفرلہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

نورِ دیدہ وراحت رواں من مولوی عرفان علی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آدمی کو اس قدر گھبرانا نہ چاہیئے اللہ عزوجل پر توکل چاہیئے۔ بدمعاش لوگ ایسی دھمکیاں دیا کرتے ہیں وہ محض بے اصل باذن اللہ تعالیٰ ہوتی ہیں۔

(۱) صبح وعصر کے فرضوں کے بعد قبل کلام کرنے اور قبل پاؤں بدلنے کی اسی ہیأت التحیات پر بیٹھے ہوئے دس بار پڑھیئے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد ط بیدہ الخیر ط یحیی ویمیت ط وھو علی کل شیٔ قدیر ط صبح کو پڑھیئے شام تک ہر بلا سے محفوظ رہیے اور شام کو پڑھیے تو صبح تک عصر کے بعد نہ ہو سکے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھیے۔

(۲) صبح یعنی آدھی رات ڈھلے سے سورج نکلنے تک اور شام یعنی دوپہر ڈھلے سے سورج ڈوبنے تک اس بیچ میں کسی وقت دس دس بار حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت ج وھو رب العرش العظیم ٥ صبح کا پڑھنا شام تک ہر بلا سے امان ہے اور شام کا صبح تک۔

(۳) میں تین بار تینوں قل صبح وشام یہی فائدے رکھتے ہیں۔

(۴) صبح وشام تین تین بار بسم اللہ ما شاء اللہ ط لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ ط لا یصرف السوء الا اللہ ط ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ط ما شاء اللہ ط لا حول ولا قوۃ الا باللہ ط پڑھا کیجیے صبح کا پڑھنا شام تک جلنے ڈوبنے چوری سانپ۔ بچھو۔ شیطان۔ قہر حاکم سے امان ہے اور شام

کا صبح تک یہ تعویذ بھیجتا ہوں بازو پر رکھیے۔ اور اللہ تعالےٰ پر توکل کیجیے۔

فضل رحمن عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم سلمہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کے ایمان۔ آبرو۔ جان۔ مال کی حفاظت فرمائے بعد نماز عشا ایک سو گیارہ بار "طفیل حضرت دستگیر دشمن ہوئے زیر" پڑھ لیا کیجئے اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور آپ کے والد ماجد صاحب کو مولیٰ تعالےٰ سلامت باکرامت رکھے ان سے فقیر کا سلام کہیے یہی عمل وہ بھی پڑھیں نیز آپ دونوں صاحب ہر نماز کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح شام سوتے وقت بعونہٖ تعالیٰ ہر بلا سے حفاظت رہے گی دوپہر ڈھلے سے سورج ڈوبنے تک شام ہے اور آدھی رات ڈھلے سے سورج چمکنے تک صبح اس بیچ میں ایک ایک بار علاوہ نمازوں کے ہو جایا کرے اور ایک بار سوتے وقت۔ آپ کے والد ماجد صاحب کو سلام۔

فضل رحمن عفی عنہ بھوالی بازار شب ۲۵ ذی الحجہ ۳۹ھ

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم دینی و یقینی مولوی عرفان علی سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مولیٰ تعالیٰ مرض دفع فرمائے اور ہر جگہ اہلسنت کی حفاظت کرے شیخ عبد اللطیف صاحب مرحوم بہت خوب آدمی اور فقیر کے خالص مخلص تھے مولیٰ تعالیٰ مغفرت فرمائے ان کی تعزیت کسے اور کس پتہ پر لکھوں ہر مکان میں بعد مغرب سات سات بار اذان باآواز بلند ہوا کرے سورہ تغابن شریف روز پانی پر دم کر کے سب اپنے اپنے گھر سب کو پلایا کریں۔ یہ نقش بھیجتا ہوں اس کی نقلیں کر کے بازو پر باندھیں ھ اور م کے چشمے بند نہیں اس صورت کے لکھے جائیں

۷۸۶ ھ ھ ھ ھ ھ ۲ ✻ ع ع ع ع ع ع ع ع ھ و ص م

ہر گھر سے یہ تصدق ہو خوش حال دس سیر گیہوں اور پانچ آنے پیسے متوسط الحال پانچ سیر گیہوں اور ڈھائی آنے پیسے کم استطاعت والے سیر بھر گیہوں اور دو پیسے مسکین سنی مسلمان کو دیں میرا یہ خط مولوی عبد الحق صاحب و مولوی عبد الحی صاحب اور مولوی عبد الاحد صاحب آگئے ہوں تو انہیں اور مولوی حکیم حبیب الرحمٰن خانصاحب اور سب احباب کو دکھا دیجئے۔ ناول حصہ دوم پہنچا اس رسالہ میں میرا کیا ہے یہ تو بفضلہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی قوت ہے کہ بعونہ تعالیٰ آپ کی زبان و قلم سے ظاہر ہوتی ہے وللہ الحمد مولیٰ تعالیٰ برکات زیادہ فرمائے دیوار پر کوئی تعویذ چسپاں کرنے کی اجازت نہیں۔

جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے۔ حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔

برادرم شیخ جمال الدین صاحب کو بھی بعد سلام تمام کارڈ کا مضمون واضح ہے گھر میں سب کو دعا وسلام رویت کب کی ہوئی اب طبیعت بحمدہٖ تعالیٰ پہلے سے اچھی ہے دعا فرمائیں۔

فقیر صدر الدین عفی عنہ

---

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راحت جانم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مضمون دیکھ کر اغلاط بنا کر بھیج دیا حدیث شریف صحیح کا ارشاد ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا بے شک اللہ ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لیے ایک مجدد بھیجے گا کہ امت کے سب لیے دین کا دین تازہ کرے گا پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبد العزیز تھے دوسری صدی کے مجدد امام شافعی و امام محمد و امام علی رضا و علی ہذا القیاس یہ خیال کہ صرف مجدد الف ثانی مجدد ہوئے اور یہ کہ مجدد ہزار برس کے بعد ہوتا ہے سب جاہلانہ خیال ہیں میں کل سے بہت پریشان ہوں دعا فرمائیے۔

فقیر صدر الدین عفی عنہ ۵ ؍ رجب ۱۳۳۲ھ

(۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر دینی و یقینی سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بھوالی شہر در کنار کوئی گاؤں بھی نہیں پہاڑ کی تلی میں چند دکانیں اور مسافروں کے ٹھہرنے کے معدود مکان اس میں جمعہ و عیدین نہیں ہوسکتے نینی تال شہر ہے۔ اس میں صرف دو مسجدیں ہیں ایک چھوٹے بازار اور دوسری بڑے بازار جہاں میرے احباب اہلسنت رہتے ہیں اوس مسجد کا امام ایک دیوبندی ہے سنیوں نے مدتوں سے اس کے پیچھے نماز چھوڑ دی ہے۔ صوفی عنایت حسین صاحب کی دکان میں جمعہ و عید پڑھتے ہیں۔ مجھے انہیں احباب نے نماز پڑھنے کو بلایا تھا۔ اسی دکان میں جہاں مدت سے جمعہ ہوتا ہے۔ میں نے اس رمضان شریف میں ایک جمعہ ادا کیا اس کے بعد بھوالی چلا آیا اور اب جا کر نماز عید پڑھائی عید تو عید جمعہ کے لئے بھی مسجد شرط نہیں مکان دکان شہر کے میدان سب میں ہوسکتا ہے سب احباب کو سلام والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ شب ۵ شوال مکرم ۱۳۳۷ھ از بھوالی

(٨)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

راحت جانم برادر دینی مولوی عرفان علی سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نفی العار کی کاپیاں ہو رہی ہیں سلامۃ اللہ
لاہل السنۃ غالباً آج چھپ گیا ہوگا ۔ ماہ مبارک میں مطبع والے بھی بہت سست
کام کرتے ہیں قاضی عطا علی صاحب کا مضمون اب شاید بعد رمضان دیکھا
جائے آپ کی شادی کب ہے ۔ میرا ارادہ ضرور ہے کہ

یہ سر ہو اور وہ سنگِ در وہ سنگِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں
چاہتا ہے اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع
مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے بہر حال اپنا خیال ہے
مگر جائداد کی جدائی یہ لوگ کسی طرح نہ کرنے دیں گے ۔ خریدار کو مجھ تک پہنچنے بھی
نہ دیں گے ۔ کوئی منقول شی نہیں کہ بازار بھیج کر نیلام کر دی جائے ۔ اور خالی ہاتھ
بھیک پر گزر کرنے کے لیے جانا نہ شرعاً جائز نہ دل کو گوارا دعا کیجیے کہ
ہر بات کا انجام بخیر ہو والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۱۰ ماہ مبارک ۱۳۳۲ھ

(٩)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر دینی ویقینی مولوی عرفان علی سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرنگی محلی نے مسلمانوں پر یہ افترا اٹھایا کہ انھیں
گائے کی قربانی سے خلافت کمیٹی کے کاروبار میں رکاوٹ اور نصاریٰ کی خوشنودی مطلوب ہے حالانکہ
ہر مسلمان جانتا ہے کہ مسلمانوں کی قربانی اپنے رب عزوجل کے لیے ہے۔ اور بہ پناہ واجب مذہبی ادا کرنے
کے واسطے اسی بنا پر اپنے رسالہ قربانی گاؤ مطبوعہ شمس المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰ پر کہا تم پر گائے
کا گوشت حرام ہے اس میں بھی ہیں حق بجانب ہوں فقہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والے واقف
ہیں کہ قدوم امیر کی غرض سے جو قربانی ہو اس کا کیا حکم ہے وہ قربانی مردار ہے اور قربانی کرنے
والا گنہگار ہے۔ شیخ سدو کے بکرے کے متعلق علما کے فتوے موجود ہیں تو ظاہر ہے کہ جس قربانی
گاؤ میں خوشنودی حکام کی مضمر ہو اس کے حرام ہونے میں اور اس کے گوشت کے مردار ہونے میں
کیا وجہ تامل کی ہے اور اسی صفحہ پر اس سے دو سطر اوپر لکھا" ان کو توبہ کرنا چاہئے ورنہ اصرار
معصیت کبیرہ پر درجہ کفر تک پہنچا دیتا ہے" فرنگی محلی کے ان اقوال پر شرعی فتویٰ لگایا
جا چکا ہے جسے ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ کو علما کے ہاتھ فرنگی محلی کے پاس پہنچا دیا گیا۔
اور فرنگی محل سے آج تک جواب نہ ہو سکا۔ پرچہ ہمدم ۱۱ رمضان المبارک میں جن امور سے بدی
توبہ شائع کی تھی ان میں یہ اقوال متعلقہ قربانی بھی داخل ہیں۔ پھر اس توبہ کو بھی توڑ دیا اور اب
پورا عناد و استکبار ہے وہ نفل صدقہ کہ میں نے لکھا تھا مساکین سادات کرام کی بھی نذر کر سکتے
ہیں والسلام

فقیر قادری غفرلہ شب ۱۹ ذی الحجہ ۳۹ھ از بھوالی

(۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر دینی و یقینی مولوی عرفان علی بیسلپوری سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مقوی روح مقوی قلب نسخہ بھیجتا ہوں
میں نے بنایا تھا۔ تیس روپے میں قریب اٹھ سو گولیوں کے بنی تھیں۔ جن میں شائد آٹھ
دس میرے کھانے میں آئی ہوں باقی تقسیم ہوگئیں جس نے کھائیں بہت مدح کی یہاں ایک بڑے
حکیم صاحب ایک روپیہ فی گولی بیچتے ہیں اور وہ اس کے فائدہ کے نصف درجہ تک نہیں
پہنچتیں ان میں حضرات مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی برکت شامل ہے

حب جواہر

یاقوت رمانی	عقیق یمنی	یشب سفید	زہر مہرہ اصیل	ورق طلا
۲ مثقال	ایک مثقال	یک ونیم مثقال	۲ مثقال	یک مثقال

در گلاب سرمہ سا سائیدہ حب برابر نخود بندند خوراک یک تا سہ حب۔

آپ کا کارڈ آیا اس کے جواب میں یہ نسخہ حاضر ہے ایک مثقال ساڑھے چار ماشے
ہوتا ہے۔ دوسرا نسخہ قہوہ کا لکھتا ہوں۔

قہوہ مقوی معدہ وجگر ودماغ ومشتہی

پودینہ خشک	دارچینی	قرنفل	الائچی سفید جوکوب	انیسون
۵ ماشہ	۱½ ماشہ	۵ عدد	۲ ماشہ	۳ ماشہ

گاؤزبان گیلانی	بادرنجبویہ	مویز منقی	عود غرقی	نبات سفید	مشک
۳ ماشہ	۳ ماشہ	۱۰ دانہ	۳ سرخ	۲ تولہ	۲ برنج

گلاب عمدہ تین تولہ مجموعہ ایک خوراک ہے چائے کی طرح جوش دے کر روزانہ پئیں۔
حسب مزاج ان دواؤں میں کمی بیشی کرسکتے ہیں والسلام

مصطفیٰ [illegible]

۲۵ شعبان المعظم روز جمعہ مبارکہ ۳۳ھ

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر دینی و یقینی سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اتنا پریشان و مایوس ہو جانا ہرگز نہ چاہیئے دریائے رحمت کھلے ہوئے ہیں استغاثہ و استعانت حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے برابر جاری رہے حضور کا توشہ مان لیجئے بلکہ نصف توشہ پہلے کر دیجئے اور پورا بعد کے لیے مان لیجئے توشہ کی اشیاء حسب ذیل ہیں۔

میدہ گندم	شکر	روغن زرد	مغز بادام	پستہ	کشمش
۵ سیر	۵ سیر	۵ سیر	۱ سیر	۱ سیر	۱ سیر

ناریل	قرنفل	الائچی سفید	دارچینی
۱ سیر	۲ چھٹانک	۲ چھٹانک	۲ چھٹانک

والسلام

مصطفےٰ رضا غفرلہٗ

(۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر دینی و یقینی راحت جانم مولوی عرفان علی صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد سلام و دعا مدعا آپ کے مسئلے گم ہو گئے تھے۔ ہجوم کاغذات میں ملے جواب حاضر کرتا ہوں دونوں نسخے نسخہ لبوب میں بعض دوائیں کمیاب ہیں مایہ شتر اعرابی بو ہیں دوسرے نسخہ میں مومیائے معدنی و روغن بلساں وغیرہ اور بعض نجس جیسے مرارۂ گاؤ پیہ شیر ایام استعمال کی نمازیں اعادہ کرنے کا حکم ہے اور بعض کا استعمال قطعی حرام ہے جیسے موئے آدمی مقرض اس سے توبہ و استغفار لازم ہے میں اپنے مجموعہ میں دوائیں کم کر کے لکھنا چاہتا ہوں دریافت فرمالیجئے کہ بغیر ان کے نسخہ خراب تو نہ ہو جائے سب احباب کو سلام و دعا والسلام

[دستخط] ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

الحمد للہ والصلاۃ علی رسول اللہ و آلہ و صحبہ و من والاہ کہ حیات اعلیحضرت ملقب بہ مظہر المناقب کا پہلا حصہ مبیضہ ہوا الحمد للہ علی ذلک

فقیر قادری ظفر الدین رضوی غفرلہٗ

۲۱ شعبان المعظم

۱۳۶۹ھ